سینگ پریوار

ابلیس و دوزخ کا برانڈ ایمبیسیڈر

(ایک تجزیہ)

از

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالا ڈیرہ)

﴿مرتبین﴾

یعقوب و عباد اور ذکریا

﴿پیشکش﴾

معاذ و مصباح

ب

حضور پرنور محمد ﷺ کے اُمّتیان!

ہمارا مشترکہ دشمن سینگ پریوار!

اس مشترکہ دشمن کے خلاف
"آواز دو ہم ایک ہیں"

پہلے اپنے دشمن کو سمجھنا چاہئے تب آپ اس کو اچھے طریقے سے شکست دے سکتے ہیں۔

ج

(جملہ حقوق محفوظ)

نام کتاب : سینگ پر یوار ابلیس و دوزخ کا برانڈ ایمبیسیڈر

(ایک تجزیہ)

از : فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالا ڈیرہ)

مرتبین : یعقوب وعباد اور ذکریا

پیشکش : معاذ و مصباح

تازہ پیشکش ماہ ذی قعدہ ۱۴۴۴ ہجری م ماہ جون ۲۰۲۳ء

د

فہرست

صفحہ	مضمون	نشان
٦	حضور پُر نور کی عظمتیں اور رفعتیں جن کو سینگ پر یوار بھول چکا ہے۔	١
٨	سینگ پر یوار اُمتیوں کے لئے دوزخ کا برانڈ ایمبیسیڈر	٢
١٨	نجدی اسلام کے یہ قلی یعنی سینگ پر یواری جو زندگی بھر بغض رسولؐ ہی ڈھوتے اور دوسروں پر لادتے رہتے ہیں۔	٣
٦٢	کچھ مودودی کے بارے میں	٤
	وہابی تحریک پر ایک نظر	٥
٧٦	سپاہ ابلیس، حکمت و مشیت الٰہی کو باطل کرنے کوشاں	٦
٨١	حضور پُر نور کی عظمتوں کا انکار بذریعہ کتاب ''علوی مالکی سے دو دو باتیں''	٧
٩٩	ہندوستان کے وہابی و تبلیغی جماعت	٨
	تبلیغی جماعت	٩
١٢٧	انہدام اسلام کی ناپاک جسارتیں	١٠
١٤٢	جماعت اسلامی پاک و ہند، راکھ کے ڈھیر میں شعلہ ہے نہ چنگاری ہے	١١
١٥٤	اُمتیوں کا خوف سے رزہ براندام ہو کر ایک سوال! گنبد خضریٰ اگلا نشانہ تو نہیں؟	١٢

پیش لفظ

برادران و خواہران ِ امّت کو سلام اور سلامتی کی دعائیں

سینگ پریوار کے عقائد و اعمال اور امت کو اپنے نبی ﷺ سے دور کر دینے بلکہ کاٹ دینے کی کوششوں اور ریشہ دوانیوں کا حال پڑھئے۔

غور فرمایئے کتنی کوششیں اُمت میں پھوٹ ڈالنے اور کل انبیاء علیہم السلام، صحابہ ذی احتشام رضی اللہ عنہم و اولیاء کرام اور صالحین رحم اللہ اجمعین سے ہمارے روحانی تعلق کو ختم کر دینے کے لئے سینگ پریوار نے کی ہے؟ ہمارا کام ہے کہ اس پریواری جال کو کاٹ ڈالیں اور امتیوں کو جو اس جال کے اسیر ہیں ان کو بھی رہائی دلا دیں۔

سینگ پریواریوں کی گرفتاری سے بچنے کے لئے سہل اور آسان ترکیب یہی ہے کہ امتی خواہ کتنا ہی ناخواندہ ہو فوری کوئی آیت شریفہ یا کوئی حدیث شریف پڑھ دے یہ ابلیسی فوراً بھاگ جائیں گے، کیونکہ ان کی علمی بنیاد صفر رہتی ہے۔

طوطے یا مینا کی طرح دو چار آیات جو ان کو مرغوب اور ازبر ہیں سنا دیں گے جب کوئی امتی کوئی ایک آیت یا کوئی حدیث پڑھے گا یہ خوف زدہ ہو کر بھاگ جائیں گے یہ مجرب نسخہ ہے۔

ویسے بھی حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ امتیوں کو خدا کے فضل اور اس کے حبیب ﷺ کے وسیلہ اور صدقہ پر بھروسہ اور ناز ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں اور رفعتیں جن کو سینگ پریوار بھول چکا ہے۔

حبیبِ خدا، نور مجسم، احمد بلا میم، عرب بلا عین یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے مقامات بلند، عظمتوں اور رفعتوں کو یہ غارتگران دین وایمان بھول چکے، کوشش یہ ہے کہ امت بھی بھول جائے۔

حضرت قاضی عیاض اندلسی رحمتہ اللہ علیہ نے حضور پرنور ﷺ کی شان میں یوں فرمایا:

مثلاً نبوت، رسالت، خلیت، محبوبیت، اصفیاء، اسریٰ رویت باری تعالیٰ، قربت الٰہی، وحی، شفاعتِ عصیان، وسیلہ، درجات رفعیہ، مقام محمود، براق کی سواری، معراج، باعث تخلیقِ کائنات، انبیاء علیہم السلام کی امامت۔

ساری امتوں پر شاہد، بنی آدم کی سرداری، بشارت، اطاعت، امامت، ہدایت، رحمتہ للعٰلمین، عطیۂ رضا، کلام الٰہی کا منشاء، اتمام نعمت، باعث مغفرت، شرحِ صدر، مخلوق کا بوجھ ہلکا فرمانے والے، رفعت ذکر، تائید خداوندی سے سرفراز۔

صاحب سکینہ ووقار، تائید ملائکہ، امت کا تزکیہ فرمانے والے، مخلوق کو خالق سے ملانا، آپؐ پر اللہ تعالیٰ کا سلام، آپؐ پر ملائکہ کا سلام، بحکم خدا منصف، اپنی امت سے اگلی امتوں میں (جوان کو رہی تھیں) سختیوں کو دور فرمانے والے۔

خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور حیات کی قسم کھائی۔ اجابت دعا، جمادات کا آپؐ سے

کلام کرنا،مُر دوں کو زندہ فرما دینا' بہروں کو سنانے والے' انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دینا'۔ باعث برکت (تیس ہزار کا لشکر آپ کی برکت کے طفیل تھوڑے سے کھانے کی وجہ سے شکم سیر ہو کر کھایا تھا)۔ معجزۂ شق القمر' سورج کو واپس پلٹانا' قلب اعیان' رعب کے ذریعہ مدد فرمائی گئی۔ غیوب پر مطلع فرمائے گئے' ابر کا سایہ' کنکریوں کا تسبیح پڑھنا' رنج والم کے دور فرمانے والے' لوگوں کے شر سے اللہ کی حفاظت میں رہنے والے'۔

آخرت میں اعلیٰ منزل پر فائز' صاحب وسیلہ' اور بندوں کو بخشوانے والے' صلی اللہ علیہ وسلم (ماخوذ از شفاء شریف' قاضی عیاض اندسی رحمۃ اللہ علیہ)

آپ کی شان یہ بھی ہے کہ متوکل الی اللہ' ذاکر دوام' مستغرق تجلیات خداوندی' صادقوں کے ملجا وماویٰ' فقیروں کے آقا ومولیٰ' مسکینوں کے سربراہ' آقائے عزلت گزینان از خلق' مہاجرین' مقربیّن' عاشقین ومعشوقین اور واصلینِ الٰہی کے سردار۔ (ﷺ)

☆☆☆☆☆☆☆

سینگ پریوار

امتیوں کے لئے ابلیس و دوزخ کا برانڈ ایمبیسڈر

(جس کا فکری مورث اعلیٰ ابلیس ہے)

ابلیس کو آدم علیہ السلام میں نورِ محمدی ﷺ نظر آنے کی بات کی تائید اس آیت سے ہو رہی ہے جس میں ابلیس کا یہ قول آیا ہے۔

سورۂ انفال ۸۔ آیت: ۴۸ :قول ابلیس ''میں تو دیکھ رہا ہوں ایسی چیزیں جو تم نہیں دیکھتے۔''

فکری مورثِ اعلیٰ (ابلیس) میں بغض و حسد کا پایا جانا اور پھر فکری وارثین کے پاس بھی یہی بغض وحسد اس بات کی دلیل ہے کہ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اُس میں ہوتا ہے۔

''سینگ پریوار'' کی اصطلاح پر غور فرمائیے۔

ایک مرتبہ حضور پرنور ﷺ دعا فرما رہے تھے اے اللہ برکت دے شام میں، برکت دے یمن میں، اس وقت نجد کے لوگ بھی جو وہاں بیٹھے تھے اُنہوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ ہمارے نجد کے لئے بھی دُعا فرمائیے۔

حضور پرنور ﷺ نے دو مرتبہ کے سکوت فرمانے کے بعد تیسری بار فرمایا جس کا مفہوم یوں ہے ''وہ تو فتنوں اور زلزلوں کی زمین ہے اور وہاں سے شیطان کا سینگ برآمد ہوگا''۔

جھوٹے دجالوں کے تعلق سے یہ حدیثِ شریف بھی موجود ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا'' آخر زمانے میں بہت سے جھوٹے دجال پیدا ہوں گے جو ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے، دیکھو ان سے بچے رہنا وہ تم کو گمراہ نہ کردیں، تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں''۔ (مسلم شریف) (روزنامہ سیاست مورخہ ۳۱ اگسٹ ۲۰۱۴ء)

حسبِ ارشادِ مبارکہ وہ شیطان کا سینگ دوسو سال پہلے نکلا تھا اور یہ سینگ دُنیا میں ابن عبدالوہاب نجدی سے جانا گیا، جس نے ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اور کافر ٹھیرایا تھا۔

اس شیطانی سینگ کے مختلف ٹکڑے ہوئے اور دنیا میں بکھر گئے، اور یہ ٹکڑے اپنی حشر سامانیوں سے بربادیوں کی خاص طور پر دینی بربادیوں کی ایک نئی تاریخ لکھ رہے ہیں۔

چنانچہ ساری دنیا میں دین، قرآن، نماز، چلت پھرت، یا پھر حکومتِ الٰہیہ کا قیام، اقامت دین، قیام اسلام کے پرکشش و پرفریب نعروں کے ساتھ کام کر رہے ہیں ان تمام ٹکڑوں کا نقطۂ اشتراک صرف اور صرف بغض و عنادِ رسولؐ ہے۔

یہ سینگ پریواری اپنی غارت گری میں سنگھ پریواریوں سے بہت آگے ہیں اور مسلمانوں کے حق میں اُن سے زیادہ خطرناک ہیں۔

ان دونوں پریواروں میں جوتی چل گئی تو سینگ پریوار میں اتنا دم خم ہے کہ وہ سنگھ پریوار پر بھاری پڑے گا' بلکہ چھٹی کا دودھ یاد دلا دے گا۔

سینگ پریواریوں کا بنیادی مشن حُبِّ رسول ﷺ کو اور حضور ﷺ کی عظمتوں اور رفعتوں کو مسلمانوں کے دلوں سے کھرچ کر نکال دینا ہے۔

اور ان تمام راستوں کو کاٹ دینا ہے جو مسلمانوں کو حضور پرنور ﷺ کے مبارک قدموں تک لے جاتے ہیں۔ مثلاً صحابہ کرام' شہداء، صالحین ذی احترام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ' اولیائے عظام' اقطاب' مجاذیب' ابدال اور ان کے دور کے علما و مشائخین رحم اللہ علیہم اجمعین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک واسطے اور وسیلے سے بے نیاز کرنے کے لئے سینگ پریواریوں کی کوششیں دِن رات جاری ہیں جبکہ یہی وسیلے اور راستے مسلمانوں کے لئے باعثِ نجات اور باعثِ سرخروئی ہیں۔ ان کو چھوڑ دینے کی سزا یہ مل رہی ہے کہ مسلمان پس رہے ہیں۔

جب مسلمانوں نے حضور ﷺ سے دوری اختیار کرنی شروع کی تو پھر رحمتِ یزداں بھی اُن سے دور ہوگئی' جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہر مصیبت پچھلی مصیبت سے زیادہ ہے اور شدید ہے۔

مسلمانوں کے لئے راہِ نجات یہی ہے کہ وہ سینگ پریواریوں سے اپنے روابط توڑ لیں اور حضور پرنور ﷺ کے مبارک ومنور قدموں سے جڑ جائیں تا کہ یہ پریواری سلسلے ختم ہوجائیں۔

مسلم ملک ترکی نے جب دامنِ مصطفےٰ ﷺ سے دوری اختیار کی تو وہ یورپ کا ''مردِ بیمار'' ہوگیا تھا اور جب اُس نے دامنِ مصطفےٰ ﷺ سے خود کو جوڑ لیا تو آج وہ یورپ کا ''مردِ توانا'' بن گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تو اس نے یہ کہہ کر بہانہ بنایا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم مٹی سے' لہٰذا سجدہ سے انکار کر دیا۔

مثال :ابلیس کسی کا فکری مورث ہے اور اس کی فکر پر چلنے والوں کو فکری وارث مانیئے' اس کے بعد تمام معاملہ صاف اور واضح ہوجائے گا۔

حادثۂ چوری وغیرہ کے بعد ملنے والے شواہد سے ایک نظریہ قائم کیا جاتا ہے اور اس کی روشنی میں تحقیقات کی جاتی ہیں۔

مثلاً ریتیلے مقامات پر پہلے کھوجی ہوا کرتے تھے جو پیر کے نشانات دیکھ کر بتلا دیتے تھے کہ ایک شخص لانبا ہے' دوسرا پستہ قد۔ ساتھ ایک عورت تھی جو اس کی بیوی نہیں تھی کیونکہ عورت شوہر کے ساتھ جب چلتی ہے تو اس کی چال الگ انداز کی ہوتی ہے۔

غور کیجئے یہ باتیں ریت پر چلنے والوں کی ہیں جو' پیروں کے نشانات کو دیکھ کر کہی جاتی تھیں۔

خدانخواستہ سڑک پر حادثہ ہوجائے تو سڑک پر بریکوں کے نشانات سے رفتار کا پتہ چلا لیا کرتے ہیں۔

فکری وارثین میں موجود بغض رسول اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ان کے فکری مورث کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر بغض وحسد تھا۔ چنانچہ ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کے سراپا

میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظر آ گیا تھا۔

✓ سورہ الانفال (۸) آیت نمبر (۴۸) ابلیس کا کہنا ہے کہ ''میں تو دیکھ رہا ہوں اس چیز میں جو تم نہیں دیکھتے'' اس نے سوچا کہ نور کا پرتو اتنا پرنور ہے تو مجسم نور کیسے ہوں گے؟ اور میرا سجدہ دراصل آدم کو نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہو جائے گا۔

اللہ نے مجھ سے بڑا ان کو بنایا ہے لہٰذا آدم کو سجدہ نہیں کروں گا۔

عکس یا پرتوئے نور محمدی نظر نہ آتا تو ممکن تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس سجدہ کر لیتا۔ فکری مورث کے بغض وعناد کا پتہ فکری وارثین یعنی سینگ پریواریوں کے بغض وعناد رسول سے چل رہا ہے۔ جیسا کہ آپ نے ابھی اوپر پڑھا، ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

اور پھر جو لوگ بغض رسول رکھتے ہیں ان کے تعلق سے قرآن شہادت دے رہا ہے کہ

سورہ الانعام (٦)۔ (آیت ۱۱۲)

✓ اور اس طرح ہم نے شیطان سیرت انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا۔

اُمتیوں کو سینگ پریواری کس طرح اپنے میں ملا لیتے ہیں آخر ان کے پاس ایسا کونسا جادو ہے؟ کیا کسی نشہ آور چیز کو پلا کر ان کے خیالات کو بدلا جاتا ہے یا رقمی لالچ کے تحت امتیوں کو دوزخیوں کی فہرست میں لا لیا جاتا ہے۔ الغرض اس طرح کے سوالات اکثر ذہنوں میں گردش کرتے تھے۔

بعض جنگلات جہاں پر جنگلی جانور اور خرگوش وغیرہ بکثرت ہوتے ہیں ان کا شکار کرنے کے لئے ایک قسم کی موسیقی جس کا نام گت یاری ہوتا ہے اس کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔

اس میں کچھ تانترک اشلوک بھی شامل ہوتے ہیں۔ گھونگھرو بھی ہوتے ہیں اور موسیقی بجائی جاتی ہے اور قریب میں آگ جلا کر روشنی کی جاتی ہے۔

خرگوش سے لے کر بڑے بڑے جانور اس کے دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اس مقام کے پاس آ کر تمام جانور بیٹھ جاتے ہیں یعنی ہپناٹائزڈ ہو کر چلے آتے ہیں اس کے بعد ان کا شکار آسان ہو جاتا ہے۔

یہ دوزخ نواز!
امتیوں کا شکار کس طرح کرتے ہیں؟

یہاں ہم نے امتی کو شکار اور بھٹکانے والے کو شکاری کا نام دیا ہے۔ درجِ ذیل سطور کے پڑھنے کے بعد دوزخ نوازیوں کے طور طریقے معلوم ہو جائیں گے۔ اور انشاء اللہ اس شیطانی جال میں ہمارا کوئی نوجوان نہیں پھنسے گا۔

(۱) شناخت پر حملہ:

جب کوئی شکار، شکاری کے جال میں پھنستا ہے تو سب سے پہلے اس شکار کی شناخت پر حملہ کیا جاتا ہے۔ بعض باتوں میں اس کو شکاری پریشان کرنا شروع کر دیتا ہے۔

مثلاً تم مسلمان نہیں ہو، تمہارے عقائد و اعمال نعوذ باللہ غلط ہیں۔ قبروں پر جاتے ہو، بلکہ تمہاری کئی پشتیں (نعوذ باللہ) غلط راستے پر تھیں اور اسی وجہ سے وہ دوزخ میں ہیں۔

(۲) دلفریبی حسن عمل کا شکاری جال:

کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، کام آئیں گے بھی تو اپنے اعمال، شکاری کہتا ہے کہ مرحومین کی نیت کا کھانا بھی غلط ہے۔

الغرض جھوٹ کے انبار لگا دیتا ہے تا کہ شکار کے دل میں نفرت اور بد دلی آ جائے۔ ایسے حملوں کے بعد شکار خود کو تنہا اور الجھا ہوا اور کمزور محسوس کرتا ہے۔

ٹھیک اُسی وقت اس کے عقائد و افکار بھی کمزور پڑتے چلے جاتے ہیں۔

شناختی بحران کے شکار میں شرمندگی کی حس بیدار کر دی جاتی ہے اور خوبیوں کو خامیوں کی طرح پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہ باور کروایا جاتا ہے کہ تو جن کو خوبیاں سمجھ رہا ہے وہ تو عین

خرابیاں ہیں اس طرح شکار کی شرمندگی بڑھتی جاتی ہے۔

(۳) شکار میں احساسِ شرمندگی کی آبیاری:

اور اس کے ذہن میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ میں غلط ہوں میرے ماں باپ غلط ہیں میرا عقیدہ اور عمل بھی غلط ہے۔

شکار جب اس احساس شرمندگی سے ڈانواں ڈول ہونا شروع ہوا تو اس کے لوگوں (افرادِ خانہ اور صحیح العقیدہ برادری) سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ پہلے شکار خود اپنے غلط ہونے پر شرمندہ تھا پھر اپنے لوگوں کے غلط ہونے پر شرمندگی دوچند ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد اس شکار میں شدید نفرت بلکہ بغاوت آجاتی ہے۔ ڈھیٹ ہو تو اسی وقت اعلانِ بغاوت کر دیتا ہے۔ اور اگر بزدل ہے تو منافقت آجاتی ہے۔ شکار اپنے لوگوں سے میل ملاپ تو رکھتا ہے لیکن دل میں سب کو برا جان کر۔

نفسیاتی الجھنوں بلکہ شدید ترین شرمندگی کے شکار پر ایک اور حملہ یوں کیا جاتا ہے کہ شکار خود میں مایوسی، الجھن اور تذبذب محسوس کرتا ہے اور خود کو بے سمت سمجھتا ہے۔

الجھن کے تعلق سے رتن ٹاٹا نے کہا: ''تجارت کے لئے الجھن سب سے بڑا خطرہ ہے''۔

اسی طرح مذہبی معاملات میں بھی الجھن خطرناک ثابت ہوتی ہے۔

ایسی نوبت آجانے پر شکاری کے لئے اس شکار پر چھاپہ مارنا مشکل نہیں رہتا۔ شکار کی کیفیت کہ وہ خود سے سوال کرتا ہے کہ وہ کون ہے؟ اسکے ساتھ کیا ہوا اور آخر اُسے کیا کرنا چاہئے۔

لوہا گرم دیکھ کر شکاری، شکار کے دماغ میں نئے بلکہ گمراہ کن خیالات وعقائد بھر دیتا ہے کہ یہی راستہ نجات کا واحد راستہ ہے۔ یہ سن کر شکار کی بے چینی میں کمی آجاتی ہے اور وہ ایک تسلی سی

محسوس کرتا ہے۔ ایسے میں شکاری' شکار کو گلے لگاتا ہے جس سے شکار پرسکون ہو جاتا ہے۔

اس احسان پر شکار' شکاری کے سوالات کا ہر جواب ہاں میں دیتا چلا جاتا ہے۔ یعنی شکاری اقبال کروالیتا ہے کہ شکار پہلے غلط تھا اب صحیح ہو چکا ہے۔

مذہبی بے یقینی لانے کے لئے دوزخ نواز شکاری، اپنے شکار کو الجھن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس کے بعد شکار کو راہِ حق سے موڑ کر اپنے راستے پر چلا لینا شکاری کے لئے نہایت آسان ہو جاتا ہے۔

خدانخواستہ مذہبی معاملات میں شکاری نے بے یقینی یا الجھن پیدا کر دی ہو تو اس امتی کا کام ہے کہ وہ مذہبی شخصیتوں کے ذریعے ایسی مہلک الجھن یا بے یقینی کو دور کر لے۔ انشاء اللہ وہ مطمئن ہو جائے گا، کیونکہ شیطان کی ہر چال بودی ہوتی ہے۔

اِن دوزخ نوازیوں کے نتیجہ میں شکار خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ یہ تمام کھیل شکار کے خود کو غلط سمجھنے اپنی پہچان سے دور بھاگنے بلکہ اپنی شناخت کو مکمل طور پر تبدیل کرنے کے جذبات پیدا ہونے کے بعد ہی کھیلا جاتا ہے۔

اِن تمام مکاریوں کے باوجود شکاری پوچھتا ہے کہ کیا اب بھی تمہیں اپنی پچھلی حیثیت اور لوگوں سے محبت ہے اگر جانا چاہو تو تم کو پورا اختیار ہے تم اپنے پرانے عقیدے اور پرانی ڈگر پر چلو یعنی پر کتر کر اُڑنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔

شکار جب کہ خود کو بدل چکا ہے اور شکاری کا احسان مند ہے، شکاری کو چھوڑ کر جانا ہرگز گوارا نہ کرے گا بلکہ اپنے اس نئے جنم پر وہ شکاری (شیطان) کا مشکور بلکہ غلام ہو جائے گا۔

یہ کام ایک دن میں نہیں ہوتا، شکاری کے ساتھ کافی دن گذارنے کے بعد یہ رنگ آتا ہے۔ جنت والوں کو دوزخ کی طرف لانے میں وقت صرف کرنا ہے۔ جیسا کہ آپ نے پڑھا

ایسی مکاریاں انفرادی طور پر یا چند اشخاص کو متاثر کرتی ہیں۔لیکن ایسے لوگوں کا منصوبہ یہ ہوتا ہے کہ نتائج تیز رفتاری سے حاصل ہوں۔

اوراس کے لئے بہترین اور سازگار ماحول صرف مدرسوں کے ذریعہ ہی ملتا ہے۔تو ایسے لوگ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ مدارس قائم کریں۔

بدبختی سے اگر ایسا ہی کوئی شکار جواب بھٹکانے کے لئے خود شکاری بن چکا ہے۔

یہ شخص مسلمات قومی پر حملے کرے گا، جس سے پڑھنے والے یا سننے والے کے ذہن میں صرف منفی خیالات ہی آئیں گے ۔

انشاء اللہ ہم ان فتنوں پر نظر رکھیں گے تو اپنا دین سلامت رہے گا۔

ہم پر نہ کسی کی اصلاح کی ذمہ داری ہے اور نہ ہی ہم کو کسی پر تنقید کا حق ہے

اس کے برعکس دوزخ نوازی سے متاثرہ اگر کوئی شخص اپنی غلطی پر اَڑا رہے اور تردید سے انکار کرتا رہے تو دوسری مرتبہ اس پر ہرگز ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیئے ۔

یعنی کسی کی منافقت یا اس کے بغض وعناد کا علم ہونے پر دوبارہ بھروسہ نہ کریں۔

اسی طریقہ سے غلطیوں پر اَڑنے والا بھی نا قابل معافی اور نا قابل بھروسہ ہوتا ہے، کیونکہ ظاہر میں تو سو گز ناپتا ہے لیکن حقیقی طور پر ایک گز پھاڑنے کو آمادہ نہیں ہوتا۔

سادہ لوح ایسے منافقین کو نمایاں جگہ اور نمایاں خطابات اور نمایاں حیثیتوں سے نوازتے ہیں۔ایسے سادہ لوح اپنا اور افراد قومی کا شدید دینی نقصان کر لیتے ہیں۔

لہذا شدید قومی ضرورت ہے کہ ایسے دوزخ نوازوں کے ساتھ چوکسی رکھی جائے، کیونکہ یہ قومی افق پر نمایاں رہتے ہیں اور جب بھی موقعہ ملے دل میں بسے نفاق کے تحت یا اپنے خارجی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر زبردست حملے کرنے سے نہیں باز آتے۔

ایسوں کو جو اپنا سمجھتے ہیں وہ سادہ لوحی نہیں بلکہ مہلک بے وقوفی ہے، لہٰذا اِس بے جا بلکہ مہلک اعتماد سے پرہیز کرنا ہی اپنے دین یا معتقدات کو بچانے والا ہوتا ہے۔

✓ دوزخ نوازوں کے پاس بیسیوں ہتھکنڈے ہوتے ہیں مثلاً جھوٹے خواب بیان کرنا اور ذہن کو منتشر کر دینا یا درمیانی رابطوں کو کاٹ دینا۔ تا کہ ذہن پر باآسانی چھاپے مارے جاسکیں۔ یہ واقعہ یاد رکھئے تا کہ درمیانی واسطوں کو کاٹ دینے کی وہابی حکمت عملی پر ہماری ہر وقت نظر رہے اس زہر سے ہمارے ذہن منتشر یا پراگندہ نہ ہوں۔

درج ذیل واقعہ کتاب حیات الحیوان مصنفہ کمال الدین دمیری سے مختصراً عرض ہے۔

ہارون رشید کے دربار میں مصراۃ (معنی نامعلوم) کا ذکر آیا۔ بعض حضرات نے اس کو بطور دلیل پیش کیا جو کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے۔ فریق مخالف نے کہا کہ ابو ہریرہؓ مقبول الروایت نہیں ہیں، یعنی نعوذ باللہ حضرت ابو ہریرہؓ کی بیان کردہ روایت ناقابل قبول ہے۔

ہارون رشید نے بھی تائید کی، یہ سن کر حضرت ابن حبیبؒ نے آگے بڑھ کر کہا کہ یہ حدیث شریف صحیح ہے۔ اور ابو ہریرہؓ ثقہ ہیں، یہ الفاظ ہارون رشید کو ناگوار گزرے اور اُس نے گھورا۔

ابن حبیبؒ گھر آئے، شاہی ہرکارہ بھی آ گیا کہ امیر المومنین نے حاضری کا حکم دیا ہے۔

ابن حبیبؒ راستے ہی میں دل ہی دل میں گڑگڑا رہے تھے کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ کی مدافعت یعنی صداقت، حق گوئی اور بزرگی کو ثابت کیا ہے۔

اور تیرے نبی ﷺ نے اس کو جرم عظیم قرار فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہؓ پر طعن کیا جائے۔ پس اے اللہ رشید سے میری حفاظت فرما۔

ابن حبیبؒ سرکاری ہرکارہ کے ساتھ ہارون رشید کے پاس آئے جو ابن حبیبؒ کے قتل

کے لئے تیار بیٹھا تھا' اس نے کہا اے حبیبؒ آج تک کسی کی جراءت نہیں ہوئی کہ وہ میری بات کو رد کرے اور جواب دے جس طرح تو نے کیا ہے۔

تو میں نے عرض کیا امیر المومنین جو آپ نے فرمایا تھا اس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے احکامات پر عیب لگ جاتا ہے۔ رشید نے پوچھا وہ کس طرح؟

میں نے جواب دیا جب حضور ﷺ کے صحابہ غیر معتبر ہو جائیں گے تو پوری شریعت (نعوذ باللہ) باطل ہو جائے گی۔

تمام فرائض نماز' روزہ' حج' زکواۃ اور (احکامات) نکاح' طلاق' حدود وغیرہ سب غلط اور باطل ہو جائیں گے کیونکہ یہ سب کچھ صحابہ کرامؓ کے واسطے سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور ان کے علاوہ معرفت دین کے لئے ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں۔

رشید نے یہ سن کر کہا خدا کی قسم اے ابن حبیبؒ تم نے مجھے زندگی بخشی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی عطا فرمائے۔ اور اس کے بعد پھر مجھے دس ہزار درہم انعام دیئے جانے کا حکم دیا۔

درمیانی رابطوں مثلاً صحابہ کرامؓ ' تابعین' تبع تابعین' صحیح العقیدہ علماء پر اور ان کی تعلیمات و تحریرات پر اعتماد رکھنا ہر ایک کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

اُمتیوں کے شکار کے لئے بھی سینگ پر یواری انکار احادیث اور انکار قرآن یا اس میں تاویلات کے ذریعہ قرآن کے معنی و مطلب کو اپنی طرف موڑ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور وہ آیات جو کافروں کے حق میں آئی ہیں ان کو امتیوں پر چسپاں کر کے ڈرایا جاتا ہے۔ اور بوجہ خوف یا لاعلمی، اچھا خاصہ امتی ان کے جال میں آ کر اپنی متاع دین کو تباہ کر لیتا ہے۔

سینگ پر یوار کے تعلق سے درج ذیل سطور پڑھ کر ان کے پروپگنڈہ سے بچنے اور اپنی اولادوں کو بچانے کی اللہ سے دعا اور اپنی کوشش کیجئے۔

امتی خواہ کسی فرقہ کا ہو نیک بھی ہوگا، گنہ گار ہو سکتا ہے، بے عمل ہو سکتا ہے لیکن اپنے پیغمبر سے جڑا ہوتا ہے، اور وقت پڑنے پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جان دینے پر بھی آمادہ رہتا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور سہارا لیتا ہے۔ ہر امتی کا ایقان و ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کا ہے۔ نہ تو آپ ﷺ خدا ہیں اور نہ خدا سے جدا ہیں، قربت اتنی بخشی گئی ہے کہ پلک مارنے جتنی دوری بھی نہیں ہے۔

نجدی اسلام کے یہ قلی یعنی سینگ پر یواری

جو زندگی بھر بغض رسولؐ ہی ڈھوتے، اور دوسروں پر لادتے رہتے ہیں

عمومی طور پر اُمتی اس بات پر حیران رہتے ہیں کہ سینگ پر یواریوں کے پاس ایسا کونسا جادو ہے کہ لوگ ان کے باطل نظریات پر یقین کر لیتے ہیں، اور سب سے کٹ جاتے ہیں۔

گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو ان کے ہاں دو کارگر ہتھیار ہیں۔ ایک نفرت اور گہری نفرت کے لئے اچھوں کے ساتھ بُروں کے وہ نام لیتے ہیں دوسرا اُمتیوں کے پاس خود کو کفر، شرک یا بدعت کے ازالہ کے لئے کام کرنے والے باور کرواتے ہیں تا کہ لوگوں کو نجدی نظریات پر ڈھالا جا سکے۔

سب سے پہلے قرآن شریف کی تشریح: سورہ المائدہ (۵) آیت ۳۵ ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے قرب (نزدیکی) کا وسیلہ تلاش کرو۔'' یہ سیدھا اور منشاء خداوندی کے تحت ترجمہ ہے۔

نجدی ترجمہ یوں کیا گیا۔ ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب (وسیلہ) ڈھونڈو۔

وسیلے کو بریکٹ میں لینے کا مطلب وسیلے کو پس پشت ڈال دو اور نزدیکی ڈھونڈو۔ قرب یا نزدیکی

کے لئے وسیلہ ضروری ہے۔ اور ذہن صاحبِ وسیلہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جاتا ہے جبکہ نجدیوں کی طرف سے حضور پرنور ﷺ کا مبارک وسیلہ لینے بلکہ نام لینے تک کی ممانعت ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے جن جن حضرات کی تعریف فرمائی ان تمام کے یہ نجدی دشمن ہوتے ہیں۔ جب کہ انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء وصالحین کے تعلق سے یوں فرمایا گیا کہ ''یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں''

بنیادی طور پر یہ سینگ پر یواری حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض وعناد رکھنے والے ہیں اوران تمام راستوں کو کاٹ دیتے ہیں جن راستوں سے ہوکر کوئی آدمی حضور پُرنور ﷺ کے مبارک قدموں تک پہنچ سکتا ہے۔

جس طرح قرآن مجید کی آیت کو اپنے فکری سانچے میں ڈھالنا ان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اسی طرح احادیث اوراحادیث قدسی کے بھی منکر ہوتے ہیں۔

جوحدیث شریف ان کے اپنے نجدی خیالات ونظریات (جوگمراہیوں سے بھرپور ہیں اور دوزخ تک لے جانے والے ہیں ان) کے خلاف پڑتی نظر آتی ہے تو ان احادیث شریفہ کو وضعی' غریب یا شاذ یا پھر ضعیف ٹھیرا کرانکار کردیتے ہیں۔

علاوہ ازیں ان کی گمراہیاں قابل غور ہیں۔

سب سے پہلے گمراہ کن سوالات کئے جاتے ہیں تا کہ نیا شخص جواب نہ دے اوران کے نظریات اس کو پسند آنے لگیں۔ قابل احترام حضرات کے مقابل قابل نفرت اشخاص یا چیزوں کو رکھتے ہیں۔

مثلاً اولیاء کے ساتھ شیاطین اور جنات کا تذکرہ۔ کہ لوگوں کونعوذ باللہ اولیاء میں اور شیاطین وجنات میں کوئی فرق نہ محسوس ہو بلکہ اولیاء کوشیاطین اور جنات کی صف میں باور کرواتے ہیں۔

سائنسدان نیوٹن نے کہا تھا کہ ''عمل اور ردعمل مساوی اور متضاد ہوتے ہیں''۔

اس طرح یہ لوگ اچھوں کے مقابل بُروں کو لا کھڑا کرتے ہیں حالانکہ یہ تقابل متضاد ہوتا ہے لیکن مماثل کر دیتے ہیں۔

مثلاً تصوف کے قطب کے مساوی داعیانِ ضلالت کو ٹھیرا تے ہیں۔

اولیاء ومشائخ کے ساتھ ساتھ جادوگروں' کاہنوں اور نجومیوں کو ٹھہرانا۔

سید کے ساتھ کافر ومنافق کا تذکرہ۔

مُردوں کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ۔

انبیاء علیہم السلام کا نام لے کر گندگی انڈیلتے ہیں اور راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کر سکیں تو انبیاء علیہم السلام کا نام لے کر گستاخیاں کرتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام' فرشتے جنات لکھ کر ان کے متوازی بتوں' پتھروں' درختوں اور ستارے لکھتے ہیں تا کہ عظمت انبیاء کو ذہنوں سے کھرچ دیں۔

یہ کافرانہ جراءت حضور پُرنور ﷺ کی مبارک شان میں سخت گستاخی ہے۔

ان کے پاس اولیائے کرام کا وسیلہ لینے والے بتوں کے پجاری ہیں جن کو شیطان بہکاتا ہے۔

جب اللہ کے محبوب بندوں کی شان میں گستاخیاں جاری رہیں تو اللہ کی مار ان نجدیوں پر یوں پڑتی ہے کہ وہ شیطان کو ولی کا روپ دھارنے والا اور پریشانیوں سے چھٹکارہ دلانے والا باور کرواتے ہیں۔اس طرح یہ ان کے تابوت کی آخری کیل ہوتی ہے اور جہنم تک چلے آنے کا سگنل مل جاتا ہے۔

سورہ واقعہ (۵۶) آیت ۷۷تا۷۹ ''یہ مکرم قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب (لوح محفوظ) میں ہے۔اس کو نہیں چھوتے مگر پاک ہی''۔

لیکن وہابیوں کا فتویٰ یا عمل درآمد ہے کہ ''ناپاک آدمی بناء غسل کے قرآن مجید کو چھو سکتا ہے' اٹھا سکتا ہے' رکھ سکتا ہے''۔

وہابی نظریات یوں بھی ہیں:

دین آسان ہے ہر مسئلہ میں آسان صورت کو اختیار کیا جائے۔ بناء ٹوپی کے نماز، داڑھی بڑھتے بڑھتے پیٹ تک لانے بلکہ اور نیچے تک لانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

اس جراءت و ڈھٹائی بلکہ کافرانہ روش کے بعد ان پر قرآن کے اسرار کس طرح کھلیں گے دین کیا سمجھ میں آئے گا؟ ان کی اور ان کے اسیروں کی نکیل ابلیس کے ہاتھوں آجاتی ہے۔

دینی معاملات میں ان لوگوں نے من مانے طریقوں کو ایجاد کرلیا اور شریعت کے خلاف یا عمل مبارکہ حضور پُر نور ﷺ کے برعکس کئی معاملات کو رواج دیا جس پر ان کے لوگ عمل پیرا بھی ہیں۔

اس تعلق سے حضور پُر نور ﷺ نے پیشین گوئی فرمادی تھی کہ (مفہوم) "ان کے دل بھیڑیئے کے ہوں گے۔ لیکن ان کا کلام انبیاء کے کلام کی مانند ہوگا۔" دوسری حدیث میں بیان فرمایا گیا۔ (مفہوم) یہ لوگ ایسی ایسی باتیں بیان کریں گے جس کو تم نے یا تمہارے باپ دادا نے نہیں سنا۔

مسافر کے لئے نماز قصر ۴ رکعات کی جگہ دو رکعت، سنتیں اور وتر معاف۔

دوران سفر ظہر، عصر اور مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھنے کا سہل اور آسان آرام دہ طریقہ رائج، حالانکہ جمیع بین الصلا تین (نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا) مثلاً ظہر وعصر اور مغرب وعشاء ایسا جمع کرنا سال بھر میں ایک بار، مقام حج، میدان عرفات ومزدلفہ، نویں ذی الحجہ میں کی جاسکتی ہیں۔

ان سے ہٹ کر کسی اور جگہ یا کسی وقت کے لئے اس طرح نمازوں کو جمع کرنا اور ادا کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ رمضان المبارک میں سحری کا وقت ختم ہوتے ہی اذاں دیتے ہیں، جبکہ بے وقت اذاں اور بے وقت نماز دونوں ناجائز، بوقت مغرب ہلکی بوندا باندی ہو تو نماز عشاء پڑھ لیتے ہیں۔

ان کے مذہب کی تعلیم بزرگان دین ائمہ اربعہ کی تعلیمات کو نہ مانیں اس طرح اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کی باتوں کو نہ مانیں۔ قرآن وحدیث ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ حدیثوں کا انکار کر کے اور ان کو

ضعیف کہہ کر مسترد کر دیا جائے۔ نماز تراویح بیس رکعات کے بجائے آٹھ رکعت ہیں۔

جیسا کہ آپ نے پڑھا انبیائے برحق، اولیائے کرام اور اللہ کے پسندیدہ حضرات کے تعلق سے ان کے دلوں بغض و عناد کا دریا ٹھاٹیں مارتا ہے تو اس کی سزا ان کو یہ ملتی ہے کہ وہ غیر مسلموں کے دیوی دیوتا، فلسفی اور گوتم بدھ وغیرہ کے تعلق سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں "ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے"۔ شریعت نے جن کو حرام فرمایا انہوں نے اس کو جائز رکھا۔ اس طرح حرام کو حلال کر لینے یا حلال کو حرام قرار دینے سے خود کو کافر بنا لینے کے یہ خود مرتکب ہو گئے۔

مردوں کے لئے تعداد کی شرط نہیں جتنی چاہے عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

ناپاک آدمی بناء غسل کے قرآن مجید کو ہاتھ لگا سکتا ہے، چھو سکتا ہے، اٹھا سکتا ہے، رکھ سکتا ہے۔ ایسی ہی گستاخانہ حرکتوں نے ان کو قرآن سے مکمل دور کر دیا۔ بلکہ ناپاک نے قرآن کو ہاتھ لگا لیا، اُٹھا لیا، رکھ دیا یہ سب اس کیلئے وبال بن گیا۔ برکتوں اور ہدایتوں کا راستہ انہوں نے اپنے پر مسدود کر لیا۔ مذکورہ بالا سہولتیں جب ملنے لگیں تو ان کے آدمی مزید ڈھیٹ ہوتے جائیں گے۔ مثلاً روزنامہ "سیاست" ۲؍جون ۲۰۱۳ء میں ایک سوال: "بیرون ریاست کے دو پیش امام پہلا بغیر وضو کے اور دوسرا بنا طہارت (غسل) کے نماز فجر پڑھا کرتا ہے"۔

ایسی ہی سہولتوں نے تیونس کی عورتوں کا بیڑہ یوں غرق کر دیا کہ انہوں نے شامی باغیوں سے جہاد النکاح کر لیا اور اس طریقہ کو سخت گیر سلفی (یعنی وہابی) مسلمان جائز قرار دے رہے ہیں۔ (دیکھئے روزنامہ منصف حیدرآباد مورخہ ۲۱؍ستمبر ۲۰۱۲ء)

اس طرح سینگ پر یواریوں نے عام بندوں، برگزیدہ ہستیوں، صالحین، اولیائے کرام وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور انبیاء علیہم السلام سے بغض و عناد اور عدم پیروی اور اتباع سے گریز رکھا اور ان کو قابل تقلید نہ مانا تو پھر راست طور پر شیطان نے ان کو اپنی تقلید کے حصار میں گھیر لیا۔

اُمتیوں کا فریضہ ہے کہ ان کے مکروہ چہروں کی نقابوں کو کھینچ کر ان کے اصلی چہرے سب کو دکھلا دیں۔ ان کے فریب سے بچنے کی خود کے لئے دعا کریں بلکہ ساری امت کو بچانے کی دعا کریں۔ امید ہے کہ یہ نقاب کشائی اُمّت کے حق میں مفید ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان کے شر و فساد سے اُمّت کو محفوظ رکھے گا۔ آمین

سینگ پریوار اور ان کی شاخوں کے تعلق سے تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

ان کے ہاں آسان طریقہ آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ کو جھٹلا دینا اور امت کو اپنے نبی ﷺ سے دور کر دینا ہے۔ اور درمیانی وسیلوں اور رابطوں کو کاٹ دینا ہے۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے جن کے تعلق سے فرمایا ہے۔

سورہ نساء (۴) آیت (۶۹):

✓ ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں''۔ ✓

اُمتی تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں۔

اور اللہ نے جن کو ان کا ساتھی بتلایا ہے یعنی انبیاء علیہم السلام، صدیقین رضی اللہ عنہم، شہداء و صالحین رضی اللہ عنہم و رحم اللہ اجمعین جن کی تعریف ''یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں'' جیسے الفاظ سے کی گئی ہے۔ امتی ان تمام سے نہایت احترام و عقیدت اور محبت رکھتے ہیں۔

✓ لیکن سینگ پریواری ان تمام کے تقریباً دشمن ہوتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ امتیوں کے قلب و دماغ سے ان تمام کی عظمتوں، بزرگیوں و احترام اور ادب و عقیدت کو کھرچ ڈالیں۔ ✓✓

✓ کیونکہ یہ تمام راستے ہیں جو حضور پر نور ﷺ تک لے جاتے ہیں اور پھر حضور پر نور ﷺ کے

مبارک اور پرنور وسیلے سے خدا تک پہنچتے ہیں۔

لیکن سینگ پریواری حضور پرنور ﷺ تک پہنچانے والے تمام راستوں پر ڈکیتوں کی طرح ڈٹے ہوئے ہیں اور تمام راستوں کو اپنے پروپیگنڈہ سے بند کر رہے ہیں۔

خدائے تعالیٰ تک پہنچنا ہو تو حضور پرنور ﷺ کے واسطے، وسیلے اور صدقے کے ذریعہ ہی پہنچا جا سکتا ہے، بغیر وسیلے کے چند فٹ اُڑنا بھی محال ہے، جس طرح جوگی نے اُڑنے کی کوشش کی اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے کھڑاوؤں نے جوگی کے سر پر مار کر اس کو نیچے لا لیا۔

کیونکہ حضور پرنور ﷺ کے وسیلے کے بغیر تمام پروازوں پر امتناع ہے اور ایسے اُڑنے والوں کے لئے کائنات میں ہر جگہ منطقہ عدم پرواز (نوفلائی زون) ہے۔

سینگیوں کی تمام اچھل کود کا منشاء یہی نظر آ رہا ہے کہ کوئی مسلمان دربار خداوندی تک نہ جائے بلکہ سینگیوں کے فکری مورث اعلیٰ (ابلیس) کے چرنوں میں آ گرے۔

سرغنۂ سینگ پریوار مودودی نے نہ صرف ان حضرات کے تعلق سے بلکہ دیگر جیسے مجاذیب' اقطاب وغیرہ کے تعلق سے یوں بڑ ہانکی تھی کہ

''انبیاء اولیاء' شہداء' صالحین' مجاذیب' اقطاب' ابدال' علماء و مشائخ اور ظل اللہوں کی خدائی کسی نہ کسی طرح عقائد میں جگہ نکالتی رہی' جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا مان لیا''۔

مودودی کی بکواس (تجدید احیاء دین صفحہ ۱۱):

مودودی کو ڈر تھا کہ اگر سب مسلمان مذکورہ حضرات کی طرف رہیں تو میرا کیا ہوگا؟ اور کون میرے اعلیٰ نظریات پر ایمان لائے گا؟ لہٰذا اپنی سی کوشش کر لی تھی کہ جتنی زیادہ نفرت لا سکو، لاؤ۔ اسی لئے انہوں نے ''ان کی خدائی' عقائد میں جگہ نکالتی رہی'' جیسے الفاظ استعمال کئے تھے۔

یہ ایک سرغنہ کی صدا نہیں، سینگ پریوار کی طرف سے امتیوں کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ ان

لوگوں کے خلاف جن کی تعریف اللہ تعالی نے قرآن میں بہت اچھے رفیق کے الفاظ سے فرمائی ہے۔

کسی بھی سینگ پریواری کو پورے وثوق سے بتلایئے کہ بہ صدقہ حضور پرنور ﷺ، ادنیٰ سے ادنیٰ حیثیت کا امتی جو علم میں کورا اور عمل میں سست ہوتا ہے اس کے پاس بھی کوئی مورتی نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی چھوٹا سا مندر ہوتا ہے، ہم تمام محمدی ہیں مشرک نہیں۔

تو ان ''نیک بندوں کی خدائی'' کے عقائد میں جگہ نکالنے کی بات کہاں تک سچ ہے؟

جبکہ عبادت کے لئے مخصوص جگہیں مساجد یا جماعت خانے یا عبادت خانے ہوتے ہیں۔ جہاں عبادت وریاضت کی جاتی ہے اس کے برعکس غیر مسلموں کے منادر یا کلیسا ہوتے ہیں جہاں مورتیاں یا تصاویر ہوتی ہیں۔ تو نیک بندوں کی نعوذ باللہ خدا ہونے کی بات مودودی بکواس ہی ٹھیری۔

زیارت مستحب ہے تو بزرگوں کی قبور پہ حاضری دیتے ہیں وہاں عبادت نہیں کی جاتی۔

جہاں تک اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کا سوال ہے عمومی طور پر شریعت کے لحاظ سے عمل ہوتا ہے پھول چڑھائے جاتے ہی، فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

اوران بزرگ کے وسیلے سے خدا سے مانگا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر امتی جانتا اور مانتا ہے کہ دینے والی ہستی صرف خدائے تعالی کی ہے اور بزرگ تو وسیلہ ہوتے ہیں۔

یہ اور بات ہے کہ بعض اوقات کسی زائر سے کوئی نادانی کی حرکت ہو جاتی ہو ایسوں پر کفر یا شرک کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ سینگ پریواریوں کے پروپگنڈہ کی جیبی کتاب ''تجدید ایمان'' کے صفحہ ۱۱۴ پر یوں لکھا گیا ہے کہ

''کسی گمان اور قیاس پر کسی کو کافر نہ کہا جائے گا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے'' (ان جملوں سے دھوکہ مت کھایئے بلکہ خود کو محتاط بتلانے کی پریواری چال ہے، جبکہ پریواری فیکٹریوں میں رات' دن شرک' کفر' نفاق اور بدعت ہی ڈھلتے ہیں)۔

آگے یوں لکھا گیا ”یہ کہنے میں تو کوئی خوف نہیں ہونا چاہئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا جان کر جو شخص مشکلات میں امداد کے لئے پکارتا ہے وہ مشرک ہے۔

مگر فردِ معین (کسی آدمی کا نام لے کراس) پر فتویٰ لگانے میں احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ چار وجوہات کی بناء پر فتوی نہیں لگتا (منطبق نہیں ہوتا)

(۱) **تاویل**: کوئی شخص اپنے فعل کی کوئی تاویل کرے۔

(۲) **اکراہ**: کوئی شرکیہ عمل اپنی جان بچانے کے خوف سے کرے تو وہ مشرک نہ ہوگا۔

(۳) **جہالت**: کوئی شخص جاہل ہے تو فتویٰ سے پہلے اس کی جہالت دور کی جائے گی۔

(۴) **بلا قصد**: کسی شخص کی زبان سے بلاارادہ شرکیہ یا کفریہ کلام نکلتا ہے وہ دل سے اس بات کا قائل نہ ہو تو بھی اس پر فتوی نہیں لگتا۔

مسلمان اس وہابی فتوے کی تحقیق مسلم مفتی سے کرلیں، درست ہے تو قبول کریں چلئے لاکھوں بلکہ کروڑوں زائرین کو نجات مل گئی اور کفر وشرک کے بے جا الزام سے محفوظ ہو گئے جو درگاہوں پر حاضری دیتے ہیں کروڑوں میں دس پانچ نادانی کی حرکت کرلیں تو وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو گئے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

سینگ پر یواریوں کی حکمت عملی اور شکار کے طور طریقوں کے تعلق سے اور پڑھئے۔

سب سے پہلے انکار احادیث: وہ احادیث شریفہ جو ہر دور میں بزرگوں کے پاس مستند رہی ہیں، ان کا انکار۔

مثلاً حدیث قدسی (مفہوم) (اللہ تعالی فرماتا ہے)

(۱) ”میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا چاہا کہ پہچانا جاؤں“۔

(۲) ”میں بیمار تھا تم عیادت کو نہ آئے۔“

(۳) ''میں کان بنتا ہوں جس سے وہ بندہ سنتا ہے۔''

(۴) ''میں ہاتھ بنتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔''

(۵) ''میں پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چل کر آ جاتا ہے۔''

اب آیات کے تعلق سے سینگ پر یواریوں کی حکمت عملی پڑھیئے۔

قرآنی آیات اور سینگ پر یواری حکمت عملی:

(المائدہ ۵ آیت ۳۵)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے قرب کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ (یہ صحیح ترجمہ ہے)۔

ہمارا تبصرہ:

☆ سب سے بڑا وسیلہ تو خود حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود ہے۔

☆ دوسرا بڑا وسیلہ قرآن مجید ہے۔

☆ تیسرا وسیلہ طالب کا عمل بھی ہے لیکن جوں ہی طالب نے عمل پر نظر کی اور تکبر کیا تو وہ عمل ختم ہو گیا۔ کیونکہ عمل کے ساتھ نیستی و عاجزی اور خوف و عشق خدا ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذہن نہ جانے دینے کے لئے پر یواری چال:

(اس چال کا دوسری بار تذکرہ)

المائدہ ۵ آیت ۳۵:: ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب (وسیلہ) ڈھونڈو۔

اس میں تھوڑی سی چالاکی لا کر معنی و مفہوم کو بدل دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

ترجمہ میں اہمیت قرب کے وسیلے کی ہے یعنی خدائے تعالی کا قرب چاہتے ہو تو وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہے، لیکن پر یواریوں نے ''وسیلہ'' کو قوسین میں لیا اور 'قرب' کو ابھارا۔

قرب کا وسیلہ اور قرب دو علیحدہ چیزیں ہیں۔انہوں نے وسیلہ کی نفی کر دی کیونکہ وسیلہ کی اہمیت اجاگر کی گئی تولازماً ذہن ذات پاک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جائے گا۔

اس کے بجائے ''قرب'' کو آگے بڑھایا گیا تاکہ ذہن وسیلہ کی طرف نہ جائے پھر انہوں نے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال درج کر دیئے۔

پہلے صحابی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے نام سے یہ قول لکھا کہ ''وسیلہ اللہ کا قرب ہے جو اس کی اطاعت اور اس کے پسندیدہ اعمال کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔''

اس قول کو پیش کرنے کا منشاء حضور پرنور ﷺ کے وسیلہ کا خیال ہی نہ آنے دیا جائے۔

دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کا قول یوں منسوب کیا گیا کہ ''اس بات کے وسیلے سے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے۔''

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب وسیلہ کے بجائے دونوں صحابہ کرام سے منسوب ارشادات کا قدرِ مشترک یوں ہے کہ وسیلہ کے لئے

☆ اللہ کی عبادت کی جائے۔

☆ (خدا کے) پسندیدہ اعمال کی بجا آوری کی جائے۔

☆ خدائے تعالی کی وحدانیت کی گواہی دی جائے، بس یہی کافی ہے، اور وسیلہ کی ضرورت نہیں۔

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ لینے کی غیر محسوس طریقہ پر نفی کر دی گئی اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے وسیلہ مانگنے کا راستہ ہی بند کر دیا۔

اس دعا کے پڑھنے کی تلقین جو کسی صحابیؓ سے منسوب ہے اگلے مرحلے کی پیش بندی ہے۔''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ متوجہ ہوتا ہوں۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ذریعہ اللہ سے متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری

کی جائے۔اے اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو سفارش کرر ہے ہیں وہ قبول فرما۔اللہ تعالی نے دعا قبول کی اور صحابی رضی اللہ عنہ کی بینائی لوٹ آئی۔(ترمذی)

مذکورہ بالا واقعہ کے لکھنے کا منشاء یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ کہیں لوگ سینگ پریواریوں کو منکر وسیلۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ سمجھ لیں۔اور پھران کی اس بات سے متفق بھی ہو جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ آپ کی حیات مبارکہ تک ہی تھا۔بعد کے ادوار کے لئے نہیں۔

چنانچہ لکھا گیا کہ ''مگر یاد رکھیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ صرف آپ کی زندگی میں تھا' آپ کی وفات کے بعد دور عمر رضی اللہ عنہ میں قحط پڑا' عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے دعا کروائی اور خود بھی عرض کیا' یہاں بلاشبہ دعا کو وسیلہ بنایا جارہا ہے۔

آپ کی ''وفات''؟ لفظ وفات پر غور کیجئے ایک عام آدمی کے لئے وفات کا لفظ چل جاتا ہے۔ لیکن حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحلت' وصال یا پردہ فرمانا لکھا اور بولا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے یہ دشمن ہیں' اس لئے انہوں نے وفات لکھا ہے۔

لفظ وسیلہ پر غور کیجئے یہ شاطر کھلاڑی کس باریکی سے آگے بڑھ رہے ہیں' اور ایک دم سے حضور کے وسیلہ کی نفی بھی نہیں کرر ہے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں۔''اگر ذات کو وسیلہ بنایا جاتا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنانے کا سوال نہیں پیدا ہوتا ہے''۔

یعنی یہاں یہ امتیاز بتلایا جارہا ہے کہ نبی کی فضیلت غیر نبی پر ہے' لیکن یہ ایک سینگ پریواری چال ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد آپ کا وسیلہ نہیں لیا جا سکتا، بلکہ بقول ان کے ''زندہ'' کا وسیلہ لیا جا سکتا ہے اور لیا جائے' اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موجود (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کے وسیلے سے دعا مانگی۔

اور جو غائب (حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم) پر یواریوں کی نظر میں غائب ہیں جبکہ عام امتی بھی اس کا قائل ہے کہ حضور آرام فرما رہے ہیں، حیات ہیں، شریعت کا پردہ ہے۔ سلام کا پیش کیا جانا اور آپ کی طرف سے جواب سلام عنایت فرمانا حیات ہی کی دلیل ہے۔)

سینگ پر یواری یہی مانتے ہیں کہ چونکہ حضور ﷺ ''وفات'' پاچکے، لہذا آپ کا وسیلہ بھی (نعوذ باللہ) ختم ہو چکا۔ اگر یہ بات مان لیں تو پھر نعوذ باللہ یہ بات بھی ماننی پڑے گی کہ پھر درود شریف ان کے خیال کے تحت بے کار ہو گیا (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک عمل سے بتلا دیا کہ وسیلہ نہ صرف ذات پاک رسالت مآب سے بھی لیا جا سکتا ہے بلکہ آپ ﷺ کے عزیز واقرباء اور اہل بیت سے بھی۔

غور کیجئے کہ سینگ پر یواری تو وسیلے سے محروم رہ گئے اور ان کی کوشش سے متاثر یا متاثرین بھی وسیلے سے محروم ہو گئے۔

حالیہ ساٹھ ستر برسوں کا جائزہ لیجئے کہ مسلمانوں پر ٹوٹنے والی قیامتیں دن بدن شدید ہوتی جا رہی ہیں اور یہ نتیجہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و پرنور قدموں سے دور ہو جانے کا۔

اب بھی وقت ہے کہ امتیوں کے ساتھ سینگ پر یواری اس دامن سے جڑ جائیں تو بلائیں اور مصائب خود بخود ختم ہو جائیں، اور رحمت یزداں جو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہونے والوں سے دور ہوتی رہی ہے وہ پھر قریب آجائے گی۔

سینگ پر یواریوں نے یہاں تک احتیاط کی ہے کہ ہر امتی خود نہ صرف جیتے جی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے ناامید ہو جائے بلکہ آخرت میں بھی ناامید رہے۔ ناامیدی لانے کا منشاء حضور پرنور ﷺ کی عظمتوں کو دلوں سے دور کر دینا اور آپ کو (نعوذ باللہ) عام سطح پر لا دینا ہے۔

(۲) پیغمبروں کی تنزیل کیوں ہوتی ہے؟

✓ النساء آیت ۱۶۵:

ان سب پیغمبروں کو اللہ نے خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا تا کہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی حجت نہ رہے۔

الانعام آیت ۴۸:

''ہم پیغمبروں کو صرف اس غرض سے بھیجتے ہیں کہ وہ (نیکو کاروں کو) خوش خبری سنائیں اور (پھر بدکاروں کو) ڈرائیں''۔

معتزلہ کے ہاں اور معتزلی مودودی کے ہاں، تنزیل پیغمبر کی ضرورت نہیں ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ شان مبارکہ بیان کردی گئی کہ

پارہ ۴: اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا ان ہی میں سے ایک پیغمبر کو بھیج دیا۔

سورہ آل عمران آیت ۱۶۴:

''پیغمبر آیتوں کو پڑھ کر سناتے ہیں نفوس کا تزکیہ فرماتے ہیں۔ اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ بے شک اس سے پہلے (بعثت رسول سے پہلے) صریح گمراہ تھے''۔

(۳) کافروں کے حق میں نازل شدہ آیت مبارکہ کا وہابیوں کی طرف سے امتیوں کے خلاف استعمال:

(المائدہ ۵۔ آیت ۱۰۴)

''جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو (کتاب) نازل کی ہے اس کی طرف اور پیغمبر کی طرف رجوع کرو تو وہ کہتے ہیں، ہم کو تو یہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے، اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ کے راستہ پر ہوں''۔

جبکہ امتیوں پر اس آیت کا اطلاق ہرگز نہیں ہوتا کیونکہ امتی حسب الحکم اس نازل شدہ کتاب (قرآن مجید) کی طرف اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اوران کی پیروی کرتے ہیں جن کی زندگی احکاماتِ خدااوررسول کے تحت گزری، نہ کہ کافروں کی

پیروی کرتے ہیں۔ ہرامتی دن میں تیس یا چالیس بار یہی دعا کرتا ہے کہ ہم کوان کے راستے پر چلا جن

پر تیراانعام ہوانہ کہ ان کے راستے پر جن پر تیرا غضب ہوا۔

۴۔حضور پرنور ﷺ کے علم غیب، رفعتوں وعظمتوں کی نفی کرنے اس آیت کو بہانہ بناتے ہیں۔

سورہ الانعام (۶) آیت (۵۰): آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ

☆ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ

☆ میں (اصالتا) غیب کو جانتا ہوں اور نہ تم سے کہتا ہوں

☆ میں فرشتہ ہوں

☆ میں تو صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جو وحی میرے پاس آتی ہے۔

غور فرمائیے: یہ آیت دراصل کفار کو سنانے کے لے نازل ہوئی نہ کہ مومنین کو،

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے کفار یہ خیال کرتے تھے کہ

☆فوق البشر خصوصیات اور اختیارات کے مالک ہوں گے۔

کوئی کہتا ☆ ہماری زندگی آسودہ اور خوش حال کردیجئے۔

کوئی کہتا ☆ ہم سے فقر وتنگ دستی دور کردیجئے۔

کوئی کہتا ☆ آئندہ میری زندگی میں ہونے والے فائدوں اور نقصانات سے آگاہ فرمائیے۔

اور کوئی کہتا ☆ کہ یہ تو ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں اور بیوی بچے رکھتے ہیں۔(ان وجوہ

سے) یہ پیغمبر کیسے ہوسکتے ہیں؟

اللہ تعالی نے کافروں کی اس انکار سے بھرپور خیال آرائی کی اور خیالات ومعتقدات کی نفی یوں

فرمادی اور آپ سے کہلوا دیا گیا کہ

☆ میں نہ تو اپنے پاس خزانے رکھتا ہوں جو تم کو دے دوں۔

☆ اور نہ میں (سارے) غیب جانتا ہوں (سوائے ان کے جو اللہ نے مجھے بتادی ہیں)۔

☆ کہ تم کو تمہاری زندگی کی ہر چھوٹی یا بڑی بات سے تم کو مطلع کر دوں اور نہ تو میں فرشتہ ہوں کہ کھانا پینا چھوڑ دوں۔ یا بیوی بچے چھوڑ دوں۔

☆ میں انسان ہوں اور میں وہی کہتا ہوں کہ جس کی خبر اللہ تعالی نے بطور وحی دی ہے۔ میں تو بس وحی الہی کی اتباع کرتا ہوں اور تم سے یہی کہتا ہوں کہ تم میری اتباع کرو۔

ہر معاملہ کو صرف اس کے سیاق وسباق کے تحت دیکھا جائے تو معاملہ صاف رہتا ہے ۔

مذکورہ بالا ارشادات بحکم الہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے فرمادیئے اور ان کو سمجھا دیا۔
لیکن سینگ پر یواریوں نے حضور کے علم غیب کی نفی ثابت کرنے کو اس آیت کا سہارا لیا۔ ✓

کیونکہ حضور ﷺ کی پیشین گوئیاں دعاؤں کی قبولیت' زمینی خزانوں کی چابیوں کا واپس فرمادینا یہ حضور صلعم کے معجزات میں سے ہیں اور علوم غیب کا آپ کی ذات سے اثبات یہ تمام مسلمانوں کا ایمان ہے۔

عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات سے ہویدا ہے۔

✓ ا۔ بقرہ (ا) آیت ۱۰۴:

ادب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم: (مفہوم آیت)

"اے ایمان والو گفتگو کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راعنا نہ کہنا' انظرنا کہا کرو اور توجہ سے بات سنو"۔ ✓

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء

۲۔بقرہ(۱)۔آیت: ۱۲۹

:''عرض کیا اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں خود ان ہی میں سے ایک پیغمبر کو پیدا کر جو آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے دلوں کو پاک کر بے شک تو عظمت والا اور حکمت والا ہے''۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ''میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا' عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور والدہ کا خواب ہوں''۔

آپ کے ذمہ تین امور تھے آیات کی تلاوت۔ کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیہ نفس۔

(۱) تلاوت سے مراد حفظ ودرس قرآن ہے۔تا کہ تحریف سے وہ محفوظ رہ جائے۔

(۲) علم کتاب سے مراد قرآن کے معنی اور حقائق ہیں۔

(۳) حکمت سے مراد وہ اسرار ورموز ہیں جن کے حکم کی علت اور حکم کا مقصد معلوم ہو' تا کہ قول صحیح ہو اور عمل بھی صالح ہو، اس طرح تزکیہ نفس بھی انشاءاللہ ہو جائے گا۔

شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کے ذریعہ بتائی جارہی ہے۔

(۱) بقرہ. آیت ۱۴۳:

اور اس طرح ہم نے تم کو وسط (درمیان میں) بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور پیغمبر (آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ بن جائیں۔

(۲)۔بقرہ۔آیت ۱۴۴:

(اے محمد) ہم آپ کا آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم اس قبلہ کی طرف جس کو آپ پسند کرتے ہوں منہ کرنے کا حکم دیں گے۔ پس اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو' آپ لوگ جہاں کہیں بھی رہو اسی کی طرف منہ کر لو۔

مسلمانوں کا قبلہ پہلے بیت المقدس تھا' اور مسلمان اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ حضور پرنور ﷺ نے کعبہ کی سمت قبلہ بن جانے کا خیال فرمایا' اور آسمان کی طرف دیکھا تو اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی کی خاطر سمت قبلہ کو کعبہ کی سمت پھیر دیا۔

(۳) بقرہ۔آیت ۱۵۱:

(مفہوم) ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور تمہارے نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں اور تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور تم کو ایسی باتیں سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

(۴) بقرہ۔آیت ۲۵۴: اور آپ بلاشبہ پیغمبروں سے ایک ہیں۔

(۵) آل عمران ۳ آیت ۳۱:

اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری راہ پر چلو (تو) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

قرآن مجید میں حکم دیا جا رہا ہے کہ "اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ پر چلو۔

سرغنۂ سینگ پریوار مودودی نے یوں خیال جھاڑا تھا کہ

"جو امور آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے عادتاً کئے ہیں وہ سنت بنا دینا اور تمام دنیا کے انسانوں سے مطالبہ کرنا کہ وہ ان عادات کو اختیار کر لیں' اللہ اور رسول کا ہرگز ہرگز منشاء نہ تھا۔ یہ دین میں تحریف ہے۔

ساری دنیا کے انسانوں کو حضور پرنور ﷺ کی مبارک عادات کے اختیار کرنے کا حکم سمجھا یہ مودودی کی شاعری تھی۔ ان ہی کو اختیار ہے جو محبّ ہیں۔

وہ لوگ چاہے غیر مسلم ہوں یا سینگ پریواری ہوں تو ان پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔ البتہ حضور پرنور ﷺ سے بغض وعناد رکھنے والوں سے ہر لمحہ حساب لیا جائے گا۔

سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والا یقیناً اللہ سے محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ مودودی جیسے لوگوں نے حضور سے امت کو دور کر دینے کے لئے پیروئ رسول سے باز رکھنے کی بھرپور کوشش کی تھی، جبکہ اتباعِ رسول ﷺ سے خدا کی محبت آجاتی ہے۔

سینگ پریواری پروپیگنڈہ والا (جیبی) کتابچہ جس کا نام ''تجدید ایمان'' ہے اس کے بجائے ''تجدید کفر وبغض رسول'' یا تردید ایمان وحب رسول'' موزوں ہوتا۔

اس کتابچہ کے ذریعہ ذہنوں کو موڑنے اور اپنے باطل نظریات امتیوں کے قلب و دماغ میں بھر دینے کی مکارانہ کوششیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ یہ سوال داغا گیا کہ

'کیا قیامت کے دن یہ عذر قبول کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی پیروی کی تھی'۔

یقیناً کفار کے لئے یہ کہنا ناقابل قبول ہوگا کیونکہ انہوں نے پچھلے کافروں کی پیروی کی تھی۔

یہ ایک سینگ پریواری چال ہے دراصل اس کا ہدف اور نشانہ مسلمان اور وہ بزرگان دین ہیں جن کی زندگی اطاعت وعشق الٰہی میں بسر ہوتی تھی۔ مسلمانوں نے ایسوں ہی کی پیروی کی تھی۔

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا' دن بھر میں تیس تا چالیس بار ہر امتی یہی دعا کرتا ہے کہ''ان کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا نہ کہ ان کے راستے پر جن پر تیرا غضب ہوا۔'' لہٰذا مکر وفریب سے بھر پور اس فرضی سوال کے وار یا (خیالی) نقصان سے بصدقہ حبیب پاک ﷺ ہر امتی محفوظ رہ گیا۔

سوال: کیا اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے نبی کا نور بنایا؟

جواب: یقیناً کیونکہ مخبر صادق نور مجسم سرکار دوعالم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم یہی ہے کہ میں اللہ کے نور سے بنا ہوں اور میرے نور سے کائنات بنی ہے۔

پر یواری اس حدیث کے منکر ہیں اس لئے ایسے سوال داغتے ہیں تا کہ امتی بھی ان کے رنگ میں رنگ جائے۔ابلیس اور دوزخ کے برانڈ ایمبیسڈر ایسے ہی سوالات سے ذہنوں کو تباہ کرتے ہیں جو ان کے فریب میں آ گیا تو پھر وہ دوزخ میں پڑ گیا ' اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے آمین۔

سوال : اللہ کے مخفی خزانہ ہونے والی روایت کی حقیقت کیا ہے؟

جواب : حدیث قدسی کو روایت کا نام دے کر انہوں نے حدیث قدسی کی اہمیت کو گھٹانے کی چال چلی ہے۔

جواب : حدیث قدسی اس کو کہتے ہیں جس میں ارشاد باری تعالیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پرنور زبان سے کہلوایا جاتا ہے۔

مثلاً مفہوم حدیث قدسی: ''میں ایک مخفی خزانہ تھا چاہا کہ پہچانا جاؤں۔''

سوال : ''جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے آپ کو پہچان لیا؟''

جواب : حدیث شریف کو سوال بنا کر پیش کیا گیا تا کہ لوگ قول سمجھیں اور بدک جائیں۔

مفہوم حدیث یہی ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

دوسری چال: حدیث قدسی کو عام آدمی کے قول جیسا بتلا کر سوال کیا جا رہا ہے۔

''اللہ بندے کا کان' آنکھ' ہاتھ' پاوں ہو جاتا ہے''؟ ارشاد خداوندی پر سوالیہ نشان!

''میں اپنے بندے کے دل میں جھانکتا ہوں اور میرا ذکر اس کے دل پر غالب پاتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔

اور اس کا پاوں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو اس کو عطا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہے تو قبول کرتا ہوں''۔

نوٹ : ایک اور حدیث قدسی میں لفظ ذکر کی جگہ نفل یا نوافل ہے۔

حدیث قدسی : قیامت کے دن اللہ کہے گا میں بیمار تھا تو نے میری مزاج پرسی نہ کی۔

جواب : اس کا جواب وہابیوں کی اسی جیسی کتاب ''تجدید ایمان'' میں لکھ دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کہے گا اے ابن آدم میں بیمار ہو گیا تھا تو نے میری طبع (مزاج) پرسی نہ کی اور وہ کہے گا اے رب میں رب العالمین (آپ) کی طبع (مزاج) پرسی کیسے کر سکتا ہوں؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی طبع پرسی نہ کی اگر تو اس کی طبع پرسی کرتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا (مسلم شریف)

حدیث قدسی صاف اور صریح ہے اس میں کوئی الجھن یا شبہ نہیں ہے، الجھن پیدا کرنے یا قبولیت سے انکار کی نفسیات پیدا کرنا سینگی ذہن میں ہوتا ہے۔ لہذا ہر معاملہ کو قبول کرنے کے بجائے سننے والے یا پڑھنے والے انکار کر دیتے ہیں۔

بعض صوفیاء کے متعلق کہا گیا ہے کہ ''کہ وہ نیک بندہ اللہ ہی ہے تو سوچئے کیا اللہ بیمار ہو سکتا ہے۔ بھوکا پیاسا بھی ہے، یقیناً نہیں۔ صوفیائے کرام نے یہ ہرگز نہ فرمایا ہوگا کہ نیک بندہ اللہ ہی ہے۔

اللہ نے جو فرمایا اور اس فرمان کی غرض و غایت یہی ہے کہ مزاج پرسی کیا کرو۔

کیونکہ بیماری کی حالت میں بندہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے، عیادت سنت ہے اور حضور پرنور ﷺ کا ہر مبارک عمل سوائے خدا سے قریب کرنے کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

بہر حال یہ پر یواری موقع کی تاک میں رہتے ہیں کہ کسی طرح امتیوں کے دل و دماغ سے اللہ کے دوستوں کی محبت کو کھرچ ڈالیں اور اس محبت کی جگہ بدعقیدگی اور خصومت کو بھر دیں اللہ ان ابلیسی چالوں سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

سوال : کیا اللہ کے سوا کوئی مختار کل ہے؟ یعنی لوگوں کی مشکلات حل کرنے پر قادر ہے۔

جواب : ایک امتی ایسا خیال یا عقیدہ نہیں رکھتا کہ اللہ کے سوا اور بھی کوئی مختار کل ہے؟ اور نہ ہی ایسی کوئی ہستی ہے جو مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہو۔ اب سینگ پر یواری چاہیں تو اس آیت مبارکہ کو قرآن شریف سے حذف کر دیں کہ:

✓ سورہ المائدہ۵ آیت ۴۲:

''اگر یہ لوگ آپ کے قریب آئیں تو آپ مختار ہیں۔ یا تو آپ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں یا ان سے اعراض فرمائیں''۔ ✓

آیت میں حضور ﷺ کو حاصل اختیار کی اہمیت بتادی گئی ہاں البتہ اختیار کے باوجود مختار کل نہیں فرمایا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختار کل صرف خدا کی ذات کو بتلایا امتیوں کا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں مختار کل ہے۔ اور لوگوں کی مشکلات حل کرتا ہے۔

مذکورہ بالا سوال کے طرز پر مزید چند سوالات نہایت عیاری اور مکاری سے داغے گئے تا کہ ذہن الجھے اور لوگ ان کی پھینکی ہوئی گھٹی پی لیں، سینگی ہڈی کو چوس لیں۔ چند سوالات پڑھیئے۔

وہابی زہر کو امتیوں کے ذہنوں میں اتارنے والے سوالات

(۱) کیا اللہ کے سوا اور کوئی مافوق الاسباب بناء اسباب تکالیف کا علم رکھتا ہے۔

(۲) کیا اللہ کے سوا کوئی اور عالم الغیب ہے؟

سوال : درج ذیل سوال نہایت چالاکی سے کیا گیا ہے غور کریں۔

(۳) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے تو آپ نے بے شمار ماضی کے واقعات کیسے بیان کئے اور مستقبل کی پیشین گوئیاں کیسے پیش کیں؟۔

تینوں سوالات کا ایک ہی جواب:

جـــــواب : امتیوں کا ایمان ہے کہ خدائے تعالی واحد ہے مختار کل ہے اور بغیر اسباب کے جو چاہے پیدا فرمانے اور کر گزرنے پر قادر ہے' صرف کُن فرما دینے سے ہر چیز وجود میں آجاتی ہے۔ وہ عالم الغیب ہے لوگوں کی تکالیف کا علم صرف اسی کو ہوتا ہے اس کے سوائے کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔

جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بتلایا جارہا ہے یہ کوئی عقیدت نہیں بلکہ بغض و عناد ہے۔ چاہتے ہیں کہ خدا اور رسول کے تعلق سے ذہنوں میں ایک ٹکراو یا مقابلہ کی صورت پیدا ہو۔

ایک طرف حضور ﷺ کی شان بتلائی جارہی ہے کہ جب حضور عالم الغیب نہیں تھے تو آپ نے بے شمار ماضی کے واقعات بیان کیسے فرمائے مستقبل کی پیشین گوئیاں کیسے پیش کیں؟

سوال زہر میں بجھا ہوا ہے اور آتش بغض رسول نے ان کے دل و دماغ کو جلا کر خاکستر کر دیا ہے تب ہی اللہ تعالی سے مقابلہ آرائی یا اللہ تعالی سے دشمنی والا سوال کر رہے ہیں۔

اللہ تعالی علیم وبصیر ہے' قادر وقدیر ہے اگر وہ اپنی مصلحتوں یا مشیت کی باتوں میں سے کچھ باتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرماتا ہے تو چاہے وہ ماضی کے واقعات ہوں یا مستقبل کے آنے والے واقعات یہ سب خدا کی مرضی پر منحصر ہے وہ (نعوذ باللہ) سینگ پر یواریوں کی مرضی کے تحت نہیں چلتا۔ اس سلسلہ میں قرآن بھی گواہی دے رہا ہے۔

اولاً حضور ﷺ کی شان لکھی گئی' اس کے فوری بعد سینگ پر یواریوں کی زہریلی سوچ اور تباہ کن فکر غور کیجئے کہ انہوں نے اپنے اگلے سوال میں حضور ﷺ کے مقابلہ پر نجومی کو لا کھڑا کیا ہے اور نجومی کے حق میں علم غیب بتلانے یا باور کروانے کی مجنونانہ یا مکّارانہ کوشش کی گئی ہے چنانچہ نجومی کے تعلق سے سوال کیا جارہا ہے کہ:

''بعض نجومی آنے والے حالات کی خبر دیتے ہیں ان کو مستقبل کے حالات کا علم کیسے ہوسکتا ہے''

غور فرمایئے نبی برحق، نور سراپا نور کی خوبیوں اور علم غیب کے تعلق سے سوالات پوچھنے اور سوالیہ نشان لگانے کے فوری بعد بلا کسی فصل کے دوسری سانس میں نجومی کے تعلق سے سوال کرنا کیا یہ مسلمانی کہلاسکتا ہے؟ یا کوئی دیانتدار ایسی گھٹیا حرکت کر سکتا ہے؟

نجومی اگر گیان دھیان کر لیتے ہیں اور ان میں کوئی خاص کیفیت مثلاً غیب گوئی آجاتی ہے تو یہ نہ معجزہ ہے نہ کرامت، بلکہ اس کو استدراج کہتے ہیں جو ان کی محنتوں کا صلہ ہے۔

جس سے وہ اس دنیا میں فائدہ اٹھا لیتے ہیں لیکن آخرت میں ان کے لئے دوزخ ہے۔

پر یواری، اللہ کے رسول کے اور اللہ والوں کے سخت دشمن، اور اس کے برعکس اللہ کے، رسول کے اور اللہ والوں کے سخت ترین دشمنوں کے دوست ہوتے ہیں۔ جبکہ دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی ہونی چاہیئے۔

کافروں کی محبت میں یہ کافروں کی ویسی ہی شان مانتے ہیں جیسی کہ اللہ والوں کی ہوتی ہے۔

سینگ پر یواریوں کے دل و دماغ پر دشمنی چھائی ہوئی ہے، عناد چھایا ہوا ہے اسی وجہ سے جھوٹ اور بہتان طرازی پر اتر آتے ہیں۔

سوال : کیا کسی قبر پر جہاں دوسرے لوگ غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں کوئی موحد خالص اللہ تعالی کے لئے جانور ذبح کر سکتا ہے؟

''موحدِ خالص'' ؟ وہابی زِندانوں کے پھڑ پھڑاتے وہابی اسیروں کے لئے ہتھکڑی و بیڑی۔

جواب : آرسی سی کی چھت جب ڈالی جاتی ہے تو پہلے لکڑی یا لوہے کے فریم جوڑتے ہیں، سمنٹ میں پانی اور کنکر ملا کر فریم میں ڈالے جاتے ہیں، اور سمنٹ میں مضبوطی آنے کے بعد وہ فریم نکال لئے جاتے ہیں۔

اور چھت مضبوطی سے قائم ہو جاتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے فریم کی لکڑی یا لوہا مضبوط ہو۔

اس کے برعکس سینگ پر یواری جو فریم جوڑتے ہیں وہ عیاری، جھوٹ اور فرضی بنیادوں پر ہوتا ہے اس لئے سمنٹ کنکریٹ جوں ہی ڈالتے ہیں وہ دھڑام سے گر جاتے ہیں۔ اور جس کے نتیجہ میں کام کرنے والے دب کر مر جاتے ہیں اور ان پر ستون بھی گر جاتے ہیں۔ اور اعمال وافعال کی وجہ سے آئی ہوئی بدرونقی عارضی طور پر چھپ جاتی ہے۔ اور ستون نہ گریں تو بدرونقی صاف نظر آجاتی ہے۔

"قبروں پر پکوان" پر غور کیجئے! جب کہ کسی بھی درگاہ میں قبور سے کافی دور پکوان کے لئے، آرام کرنے کے لئے اور جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے جگہ فراہم کی جاتی ہے۔

زائرین نہ تو قبروں پر پکوان کرتے ہیں نہ قبروں پر بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ اور نہ ہی جانور ذبح کرتے ہیں جیسی کہ منظر کشی سینگ پر یواریوں نے کی وہ بالکل بودی اور بکواس بھری ہے۔

اور غیر اللہ کے نام پر جانور، غیر مسلم ذبح کرتے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو غیر محسوس طریقہ پر غیر مسلم بتلایا جارہا ہے۔ لعنت ہے ان پر جو اپنی صف میں امتیوں کو گنتے ہیں۔

اور قبر سے دور جو ذبیحہ ہوتا ہے وہ صاحب قبر کے نام سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔ پکوان کے بعد بغرض ایصال ثواب فاتحہ کے بعد صاحب قبر کا نام لیا جاتا ہے اور دیگر لوگوں کے نام بھی۔ لہذا سینگ پر یواری اس چال کو واپس ان کے منہ پر ماردیجئے۔

امتیوں کا ایمان ہے کہ اللہ تعالی واحد ہے رب ہے اور رب العالمین ہے۔ اور اپنے ناموں اور صفتوں میں یکتا ہے، واحد ہے تنہا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔

سینگ پر یواری، اللہ کی اس شان کے دل سے قائل نہیں لہذا دل میں چھپے ہوئے کفر وشرک یا بے یقینی کے بتوں کے تحت سوال داغتے ہیں۔

امتیوں کا ایمان ہے، امور کائنات میں صرف خدائی مرضی چلتی ہے کسی اور کی نہیں۔ اگر کسی معاملہ میں کوئی مقرب بندہ کچھ عرض کرے تو اس کی دلجوئی کی خاطر اللہ فیصلہ فرما دیتا ہے، یعنی دعا کو قبول فرما

لیتا ہے چاہے مال واسباب ہوں یا اولاد ٗاللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے۔

دعاؤں سے تقدیر بدل جاتی ہے۔ کسی کو بظاہر قسمت میں اولاد نہ تھی لیکن کسی مقرب بندہ کی دعا پر اللہ نے اس کو اولاد سے سرفراز فرمادیا' یہ تو اس کی تقدیر میں تھا کہ کسی کی دعا سے اولاد ملی' کسی کی اپنی صحت یا کوشش سے نہیں ملی۔

مقربانِ بارگاہ الٰہی کی طرف سے کسی کو عطا کیا جانا، ایک مثال کے ذریعہ سمجھ میں آجائے گا۔

آپ پاس راشن کارڈ ہے اور اشیائے ضروریہ مل جاتی ہیں، لیکن شکر ناکافی ہوتی ہے، کسی دوسرے نے اپنے راشن کارڈ سے شکر دے دی یعنی اپنے کوٹہ میں سے اس نے آپ کو دے دیا۔

مقربان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اس خدائی کوٹے میں سے بھی وہ جسے چاہیں، جو چاہیں عنایت فرمادیتے ہیں۔ اولیاء اللہ رحم اللہ اجمیعن کی جانب سے کسی کو روٹی، کسی کو خوشحالی بلکہ کسی کو بادشاہی ملی۔

قبل ازیں آپ نے بزرگوں کے تعلق سے یہ عبدالوہابی شوشہ پڑھا کہ جو خود بھوکے رہتے تھے وہ دوسروں کو کیا دے سکتے ہیں۔ تو یہ فقر و فاقہ راضی بہ رضا رہنے سے ہوتا تھا، پھر اسی رضا پر چلنے سے ان کو یہ اختیار دربارِ خداوندی سے عطا کیا گیا کہ ع خدا بندہ سے خود پوچھے بتا تری رضا کیا ہے

عزت وذلت خدا کے اختیار میں ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی صرف خدا کے اختیار میں ہے مقربان بارگاہ الٰہی کی دعاؤں کے وسیلے سے رزق میں کشادگی عطا کی جاتی ہے۔

دینے والا خدا ہے، لینے والا بندہ ہے۔ اضافتوں کا ذریعہ مقرب بندے ہیں۔ شفاء خدا کے اختیار میں ہے۔ صحت یابی کے لئے بھی کسی کی دعا وسیلے کا کام کرتی ہے اور بیمار اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ بلکہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے اس کی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ہر معاملہ میں صرف خدا کی خوشنودی درکار ہو' دوسرے کی خوشی کی خاطر خدا کی نافرمانی کی گئی تو یہ

عمل بے کار ہی گیا' بلکہ پرسش کھڑی ہے' تاوقتیکہ معافی نہ مانگ لے۔

سوال : ڈرنا کس سے ضروری ہے؟۔

جواب : امتی صرف خدا سے ڈرتا ہے اور حضور پرنور ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔

سوال : سب سے بڑھ کر محبت کس سے ہونی چاہئے۔؟

جـــــواب : امتیوں کی تمام محبت اللہ تعالی کی ذات سے ہوتی ہے پھر اللہ کی محبت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔اللہ کے محبوب بندوں اور مقربان بارگاہ الٰہی سے بھی محبت کی جاتی ہے۔

کیونکہ جب خدا ان ہستیوں سے محبت رکھتا ہے تو ہماری مجال نہیں کہ آپ جیسے عبدالوہابیوں کی دیکھادیکھی بغض وعناد کے بت اپنے دلوں میں پالیں۔

لہذٰا خدا کی محبوب ہستیوں سے بھی امتی دل و جان سے محبت رکھتا ہے۔لیکن شرعی حدود وقیود کے ساتھ کسی محبوب اور مقرب بندہ کو کوئی امتی خدا کا درجہ نہیں دیتا۔ان محبوب ہستیوں کے مقامات کے اعتبار سے محبت رکھی جاتی ہے۔

چنانچہ امتی جب پیغمبروں کا یا اللہ کے خلیفوں کا ذکر کرے گا تو علیہ السلام کہے گا۔صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہ کہے گا۔تابعین و تبع تابعین ، اولیاء اللہ اور ان کے دور کے شہداء وصالحین کے لئے رحمۃ اللہ علیہ کہے گا۔

ان کے بعد امتی اپنے والد یا دادا پردادا کے لئے مرحوم کہے گا۔لاعلمی میں مرحوم کی جگہ رحمۃ اللہ علیہ کہے تو سمجھانے پر وہ مان جائے گا۔

سوال : اللہ سے محبت کا تقاضہ کیا ہے؟۔

جواب : اللہ سے محبت کا تقاضہ یہ ہو کہ نماز وذکر اور عمل' جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہو۔

اللہ سے محبت کا تقاضہ یہ ہرگز نہیں کہ ہم ابن عبدالوہاب کی محبت میں اللہ والوں پر تنقید کریں' پڑو

ڈالر کے لئے نیکیاں کریں۔اللہ کے محبوب بندوں کے ساتھ بغض وعناد کو پالیں۔

سجدوں اور کلام اللہ کے لئے بے لوث خدمات انجام دیں نہ کہ مصلے پر شروع سے آخر تک کھجاتے ہوئے نماز پڑھائیں،یا قرآن کو فروخت کریں۔

جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ اس کی مخلوق پر شفقت رکھتا ہے جبکہ سینگ پر یواری شروع سے اپنے خیال میں نیکی جان کر بندگان خدا خاص طور پر موحد مسلمانوں کو ذبح کرتے آرہے ہیں چنانچہ داعش کی خونریزی آج تک جاری ہے اوران کے زیر خنجر زیادہ تر مسلمان ہی ہوتے ہیں۔

سوال : تعریفوں کا حقدار کون ہے۔؟

جواب : ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔البتہ اللہ تعالی نے نبی کی تعریف فرمائی ہے تو ہمارا کام ہے کہ ہم بھی آپ ﷺ کی تعریف کریں دلوں میں محبت رکھیں اوراحترام کریں۔

نہ کہ توحید کے نام پر اس کے محبوب بندوں سے بغض وعناد رکھیں، گستاخیاں کریں۔بلکہ اللہ تعالیٰ نے جن کی تعریف فرمائی ہے ان تمام سے ہمارا محبت رکھنا راہ ایمان ہے اس کے بغیر ایمان محال ہے۔

سوال :سب سے زیادہ خوف کس کا ہونا چاہئے؟

امتی تو سب سے زیادہ خوف صرف خدا سے رکھتا ہے۔جبکہ سینگ پر یواریوں کے لئے مقامات یا شخصیات دوسرے ہوتے ہیں مثلا یہود وہنود اور نصاری چنانچہ سینگ پر یواری ایسا کوئی کام نہیں کرتے جو ان کے ان باطل خداؤں کو ناگوار گزرے۔

چھوٹی سی مثال تبلیغی جماعت والوں سے قسم دلوا کر پوچھئے کہ آپ کی کوششوں سے کتنے غیر مسلم ،مسلمان ہوئے۔ان کا جواب غالباً یہی ہوگا کہ ہم غیر مسلموں کو ناراض نہیں کرتے۔

اور نہ ہی ہماری کوششیں کبھی غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کے لئے ہوتی ہیں۔

اگر ایسی حماقت ہم نے کی تو ساری دنیا میں امتیوں کے خلاف بنایا گیا ہمارا جال ایک دن میں تباہ

ہو جائے گا اور ہم یہود و ہنود یا نصاریٰ کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

ہمارے سپاہی میدان جنگ سے صرف ٹانگیں لاتے ہیں جبکہ ہم سے پہلے امتی، دشمنوں کے سر کاٹ دیتے ہیں۔

سوال : بھروسہ کس پر ہونا چاہئے۔؟

جواب: عام امتی کا بھروسہ خدا پر، لیکن آپ کا بھروسہ اہل نجد، یہود اور نصاریٰ پر ہوتا ہے۔

سوال : کیا مومن اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہو سکتا ہے۔؟

جواب : ہرگز نہیں۔

سوال : معجزہ دکھانا کس کے اختیار میں ہے۔؟

جواب : انبیاء علیہم السلام اور خلفائے الہیہ کو اللہ تعالی نے معجزات دکھلانے پر مامور فرمایا تا کہ لوگ معجزات دیکھ کر صدق دلی سے ان پر ایمان لائیں۔

اولیاء اللہ اور مقربان بارگاہ الہی سے بھی کرامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ معجزات دکھلائے جاتے ہیں جب کہ کرامتوں کو چھپایا جاتا ہے۔ کوئی کرامت ظاہر بھی ہو جائے تو اس کی تشہیر پسند نہیں کی جاتی تھی۔ اور ایسی صاحب تصرف ہستیاں کرامت کو مخفی رکھنے کی کوشش فرماتے تھے۔

حسب ارشاد اولیاء اللہ رحم اللہ اجمعین چونکہ خدا اور بندہ کے درمیان سو حجابات ہیں اور کرامت سترہواں (۱۷واں) حجاب ہوتا ہے اگر کوئی کرامتوں کا اسیر ہو جاتا تو رک جاتا تھا۔ اور اس پر ترقی کی راہیں بند ہو جاتی تھیں۔

سوال: کیا معجزات یا کرامات میں غیب کی خبر ہو سکتی ہے؟

جواب: ہاں۔

سوال: ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات کونسی ہے؟

جواب: ہمیشہ زندہ رہنے والی ہستی خدائے تعالیٰ کی ہے۔

سوال : کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے ہیں؟

جـواب: اللہ کی زندہ رہنے کی بات کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے تعلق سے سوال شر پسندانہ ہے کبھی حضور کے مقابلہ پر نجومی کو لایا جاتا ہے (ان کے زعم فاسد میں) اللہ تعالیٰ کے مقابل بندہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لایا جاتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پردہ فرما چکے ہیں البتہ آپ اپنی قبر پرانوار میں آرام فرما ہیں لوگوں کے سلام پیش کئے جانے پر جواب عنایت فرماتے ہیں۔

اللہ والے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ رسول ﷺ کے بلکہ پیر کے حاضر وناظر رہنے کو مانتے ہیں اس کا تعلق فنائیت سے ہے جو سینگ پر یواری جیسے حاسدین آدمؑ کی سمجھ سے باہر ہے۔

ہم کو حکم ملا ہے محکمات پر چلو اور متشابہات سے بچو۔

سورہ آل عمران (۳) آیت (۷): ''وہی ہے جس نے تم پر کتاب نازل کیا۔

جس کی بعض آیات محکم ہیں اور وہی اصل کتاب ہے۔

اور دوسری متشابہات ہیں (جن کی مراد مشتبہ ہے)۔

تو جن لوگوں کے دل میں ٹیڑھا پن ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تا کہ دین میں فتنہ تلاش کریں اور ان کی غلط تاویل ڈھونڈیں' حالانکہ ان کی تاویل اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔

اور علم میں کامل دستگاہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے' یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ یہ نصیحت تو عقلمند ہی قبول کرتے ہیں۔

سینگ پر یواریوں کے سوالات پر غور کیجئے۔

ذہنوں کو الجھانے سوالات کی بھر مار:

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور کہاں ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے حضور پرنور ﷺ کی تخلیق فرمائی۔
اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اور انبیاء علیہم السلام کی پیدائش اور بعثت ہوتی رہی، یہ سلسلہ حضور پرنور ﷺ پر ختم ہوا۔

عشق والوں نے جی جان سے محبت کی، اور دوسری طرف بدبختوں نے بغض وعناد جاری رکھا۔
دنیا کو منور فرما دینے کے بعد آپ وہیں ہیں جہاں سے آپ تشریف لائے اللہ تعالیٰ سے قربت اور نزدیکی کا یہ عالم ہے کہ پلک مارنے جتنی دوری نہیں ہے۔ جبکہ سینگ پر یواری حضور ﷺ کی ان رفعتوں کے قائل نہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ عشق نبی ﷺ کی بدولت خاکی، نوری بنا دئے گئے جبکہ بغض وعناد والے یہ خاکی اپنے فکری مورث (ناری) کے پاس چلے جاتے ہیں۔

سوال : کیا شہید زندہ ہوتے ہیں؟

جواب : قرآن شہید کی حیات پر گواہ ہے۔

سوال : شہید کی زندگی کیسی ہوتی ہے؟

جواب : شہید زندہ ہوتے ہیں اور اللہ کی طرف سے رزق پہنچتا ہے قرآن کہہ رہا ہے۔

سوال : کیا شہید دنیا میں آسکتے ہیں؟

جب شہداء کی زندگی پر قرآن شاہد ہے تو پھر سوال بے معنی ہے۔ حکم الٰہی ہو تو دنیا میں آ بھی سکتے ہیں، اور ان کو نظر بھی آسکتے ہیں جن کے دل حب نبی ﷺ سے لبریز ہیں۔

البتہ بغض رسول نے جن کی بینائی سلب کر لی ہے ان کو نظر نہیں آسکتے۔ ان معاملات کا تعلق روحانیت سے ہے، جن کو یہ پر یواری طفلِ مکتب قیامت تک نہیں سمجھ سکتے۔

سوال : بادشاہ سے ملنے کے لئے وزیر کی سفارش ضروری تو کیا اللہ سے ملنے کے لئے بھی ضروری ہے؟

جواب : فرضی سوالات کے ذریعہ امتیوں کو بھٹکایا جا رہا ہے۔ جن کا یقین اور ایمان یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ بندہ کی شہہ رگ سے زیادہ قریب ہے اس کو کسی درمیانی واسطے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال : قیامت کے دن کون سفارش کر سکیں گے؟

جواب : سفارش کرنے کی جن کو اجازت ہو گی وہی سفارش فرما سکیں گے۔

سوال : سفارش کن کے حق میں قبول کی جائے گی؟

جواب : خدا کی مرضی پر ہے جس کی چاہے جس کے حق میں چاہے سفارش قبول یا رد کرے۔

سوال : وہ کونسی چیزیں ہیں جن کو ہم بطور وسیلہ دعا میں پیش کر سکیں؟

جواب : ایک بندہ عاجز جو سراپا نیستی و عاجزی ہے، کیونکہ اس کی ابتداء نجس پانی سے اور انتہا مردار ہے۔ وہ کونسی چیزیں ہیں کہ جن کے وسیلہ سے (یا جن کے بھرَوسے پر) دعا مانگے؟

کیونکہ بندہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے بڑی نیکی کی ہے لیکن وہ خدا کے پاس نامنظور ہو جاتی ہے۔

جبکہ بندہ اپنی کسی نیکی کو نظر میں نہ لا کر بھول جاتا ہے، اور وہ نیکی خدا کے پاس مقبول ہو جاتی ہے

امتیوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی نیکیوں پر نظر نہ ڈالیں' نہ ہی اللہ سے عدل طلب کریں، بندہ عاجز کی طرح خدا سے خدا کا فضل طلب کریں اور اعمال کی تختی کو بالکل کوری رکھیں، ہاں انبیاء اور اولیاء اور بزرگوں کے وسیلے سے دعا مانگی جا سکتی ہے۔

سوال : کیا دعا میں کسی فوت شدہ نبی یا ولی کا واسطہ دیا جا سکتا ہے؟

جواب: سوال کے شر کو محسوس کیجئے۔ کیونکہ امتی سب سے زیادہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ وسیلہ مانتا ہے۔

سینگ پر یواری ''فوت شدہ'' کی جو بات کرتے ہیں وہ صرف اہانت کی خاطر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں اور رفعتوں کے انکار کی یہ ایک ماڈرن ٹکنیک ہے۔

کتابچہ ''تجدید ایمان'' کے مصنف سو سال کے بھی ہیں تو ان کی پیدائش تیرھویں صدی کی ہے۔

خاتم پیغمبراں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ فرما کر تقریباً ساڑھے چودہ صدیاں بیت چکیں، لیکن آج بھی اور قیامت تک آپ ﷺ ہی کا صدقہ اور وسیلہ مانگنا ہے، یوم قیامت بھی آپ ﷺ کے صدقہ اور وسیلہ کا ہر امتی محتاج ہے۔ بلکہ تخلیق آدم علیہ السلام سے ہی یہ وسیلہ و واسطہ جاری ہے

فوت شدہ کا گستاخانہ طعن صرف حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کے لئے کیا گیا ہے۔

سوال : جب آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تو کیا انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا نہیں کی تھی۔؟

جواب دینے سے پہلے ان سینگ پر یواریوں کے سوال پر غور کیجئے، یہ بات نا قابل فہم ہے کہ سوال حضور پر نور ﷺ کی عظمت کے اظہار کے لئے ہے یا عظمت کو کم ظاہر کرنے کے لئے داغا گیا ہے؟ جبکہ ان کی دانست میں جس قدر عظمت رسول ﷺ کو گھٹا سکتے تھے گھٹانے کی مجنونانہ کوشش کر ڈالی۔ اگلی سطور میں درج حدیث شریف کیا ان لوگوں نے نہ پڑھی ہوگی؟

جواب : جب حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے سے نور نبی ﷺ موجود تھا تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سب سے نزدیک ترین اور قریب ترین وسیلہ حضور پاک صاحب لولاک، نور مجسم، سرکار دو عالم ﷺ کا ہی تھا۔

لہٰذا آپ ﷺ کے علاوہ وسیلہ کیلئے کسی اور نبی کا وجود نہیں تھا تو لازماً حضرت آدم علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہی دعا مانگی تھی۔

امام حاکم روایت کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطّاب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب

حضرت آدم علیہ السلام خطا کے مرتکب ہوئے تو انہوں نے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) عرض کیا اے پرودگار! میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تم نے محمد ﷺ کو کس طرح پہچان لیا حالانکہ میں نے انہیں (ظاہری طور) تخلیق بھی نہیں کیا؟ اس پر حضرت آدم نے عرض کیا مولیٰ جب تو نے مجھے تخلیق کیا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی، میں نے اپنا سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا، تو میں جان لیا کہ تیرے نام کے ساتھ اسی کا نام رہ سکتا ہے جو تمام مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم تو نے سچ کہا مجھے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہے۔ اب جبکہ تم نے اس کے وسیلہ سے مجھ سے دعا کی ہے تو میں نے تجھے معاف کر دیا، اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی تخلیق نہ کرتا۔ (مستدرک جلد ۳، حدیث نمبر ۴۲۲۸)

سوال: مسلمانوں کو غلبہ کب نصیب ہوگا؟

جواب: مسلمانوں کو غلبہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ ان کے درمیان آپ جیسے پامالِ یہود، ہنود اور نصاریٰ موجود ہیں۔ جب آپ جیسے تائب ہوں گے اور سچے عاشق و جان نثاران رسول بنیں گے تو پھر عام مسلمانوں کو ایک نئی قوت حاصل ہو جائے گی۔

سوال: سب سے بڑا طاغوت کون ہے؟

جواب: امتیوں کی نظر میں سب سے بڑا طاغوت ابن عبدالوہاب نجدی ہے کہ جس کی حشر سامانیاں نہ صرف اس کی زندگی میں ہی رہیں، ہزاروں مسلمان تہہ تیغ کر دیئے گئے۔ بلکہ اب اس کے بعد اس کے چیلے چانٹے اسی مہم پر چل رہے ہیں چنانچہ داعش نجدی درندوں کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

سوال: اللہ کے نزدیک دین کیا ہے۔ جواب: اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے ذریعہ بھیجے گئے اسلام کو پسند فرمایا ہے وہی دین ہے، اس کے برعکس خدا کی مرضی و مشیت کے خلاف جو نجدی برانڈ اسلام

ہے اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

اور نجدی اسلام سے جس میں وجود محمد کو نہیں مانا جاتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ممنوع' اور آپ ﷺ کا صدقہ مانگنا ممنوع ہے' آپ ﷺ کو پکارنا ممنوع بلکہ روز جزا آپ ﷺ کے وسیلہ اور سفارش سے بھی انکار' اس نجدی اسلام کو دین نہیں کہا جاسکتا۔

ایسی قباحتوں سے بھرا اسلام بندوں کو جب پسند نہیں تو خدا کو کیا پسند آسکتا ہے؟ پس اسی کی روشنی میں کامل یقین کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی کو محمدی اسلام پسند ہے۔ جس کے ہر زاویہ' ہر سمت اور ہر رخ پر اس کے حبیب ﷺ کا سکہ رواں دواں ہے جو انشاء اللہ قیامت تک رہے گا۔

دوسرا قیاس یہی قائم کیا جاسکتا ہے کہ جب اللہ کو اور اللہ والوں کو نجدی اسلام ناپسند ہے تو یقیناً ابلیس و یہود' نصاری اور ہنود کو نجدی اسلام ہی پسند ہوگا۔

سوال : کیا اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر عمل جائز ہے؟

جـــواب : امتیوں کے نزدیک دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے، ہاں اگر سینگ پر یواریوں کے لئے دوسرا کوئی دین ہے تو وہ شوق سے اس پر چلیں۔

سوال : اللہ کے نازل کردہ دین میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے؟

جـــواب : اللہ کے نزدیک' کائنات میں اور نازل کردہ تمام ادیان اور انبیاء علیہم السلام میں سب سے مقرب ترین ہستی حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے۔ اس سے بہتر شرف اور فضیلت اور کیا ہو سکتے ہیں۔

سینگ پر یواریوں پر ایک نظر :

سینگ پر یواریوں نے اس بات پر دھیان نہیں دیا کہ اللہ تعالی نے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا، سینگ پر یواری اگر بغض و عناد اپنے اور ان اعمال وافعال اور معتقدات سے تائب

ہوجائیں توامتیوں کی صف میں خودکوشامل کرلیں تواپنی اس خوش بختی پرشکراداکریں گے۔

اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی پھرفرشتوں کوحکم سجدہ دیا۔آدم اوراولادآدم پریہ اللہ کا خاص فضل رہا۔اوراشارتاً فرمادیا گیاکہ اولادآدم ایک دوسرے کااحترام کرے۔

نسل انسانی کا سلسلہ بڑھتا ہی رہا' آدمیوں میں نیک وبدسب قسم کے رہے۔بندوں کی اصلاح کے لئے انبیاءعلیہم السلام اورخلفائے الہیہ علیہم السلام کوروانہ فرمایا جاتارہااس طرح انسانوں کوخیروشر کی تمیزدلانے کے لئے یہ سلسلہ جاری رہا۔

ہردور میں آدم اور اولاد آدم کو بڑی بڑی نعمتوں سے بھی سرفراز فرمایا گیا۔ اور بڑی بڑی آزمائشوں سے بھی گزاراگیا۔اولادآدم کوایک دوسرے کے ساتھ محبت ومودت'ایثاروقربانی اورادب واحترام سے رہنے کاحکم ملا۔

آپسی میل محبت پرزوردیا گیا۔قتل وخونریزی سے منع کیا گیا۔عوام الناس کوراہ راست پرچلانے کے لئے پہلے انبیاءعلیہم السلام کوروانہ کیا گیا۔ان کے بعداللہ نے حق پرچلانے اور باطل سے روکنے کے لئے صدیقین' شہداء' صالحین' اولیاءاللہ' اقطاب' کوذریعہ بنایا،جنہوں نے اس کام کوبہترین انداز میں پوراکیا۔اوراسی بات پرابلیس وابلیسیان ان کے سخت دشمن ہیں۔

کیونکہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایاایک فقیہ شیطان کے نزدیک ہزارعابدوں سے زیادہ سخت ہے،اللہ تعالی کے فضل سے ہردورمیں ان حضرات کالوگوں نے ادب واحترام کیااوران کی تقلیدکی۔

الغرض آدم اوراولادآدم کی تخلیق مشیت خداوندی کے تحت ہوئی ہےاوراولادآدم کےان منتخب حضرات کوہردورمیں سراہا گیااوران کےاحکام مانے گئے۔

بدبختی سے سینگ پریواریوں نے اس عقیدت ومحبت اوراحترام کوپرستش جیسا قراردیا۔اورچاہا کہ ان تمام درمیانی وسیلوں کوکاٹ دیں اس کے برعکس اور دوسرے پہلو پران کی نظرنہ گئی کہ جب

انسانوں کو اللہ والوں سے کاٹ دیا جائے تو ایسے انسان راست شیطان کی غلامی میں آجاتے ہیں اور جیسا کہ فرمایا گیا ہے جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہوتا ہے۔

جو صرف بدی اور برائی سکھلاتا ہے اس کے علاوہ کوئی خیر یا نیکی کی راہ نہیں بتلاتا ہے۔

سینگ پر یواریوں نے جب شیطان کو بڑا مان لیا تو اس نے معاملہ کو الٹ دیا۔ چنانچہ ان کو خدا کے دوستوں کا دشمن اور خدا کے دشمنوں کا دوست بنا دیا۔

سینگ پر یواری توحید، توحید کی رٹ لگاتے اور اللہ والوں سے خود بھی کٹے رہنے کو توحید سمجھتے ہیں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ والوں سے دور کر دیتے ہیں۔

نتیجہ میں ابلیس ان کا فکری آقا ہے اور اس کی دھن پر سینگ پر یواری رقص کرتے ہیں۔

چنانچہ ان کے پاس خدا ترسی، اللہ واسطے کوئی کام کرنا نیستی، عاجزی، انکساری، فیاضی، خیر خیرات، دلجوئی و دلآزاری سے پرہیز جیسی نعمتوں کا کوئی وجود نہیں۔

اسی طرح مرحومین کے لئے ایصال ثواب کی خاطر نذر و نیاز کرنا اور غریبوں کو کھلانا پر یواریوں کے ہاں ممنوع اور ان کی ڈائریوں میں عدم موجود اب ایسی باتوں کو کیا کہیں گے؟

ایسی باتیں توحید کے منافی تصور کی جاتی ہیں اور خیر کے تمام کام ان کے پاس شر ہیں اور یہ تمام ہنر ان کے پاس عیبوں سے کم نہیں۔

ان کے لئے اب بھی وقت ہے کہ توبہ کریں اور دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑ جائیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جن کو کہ ابلیس کے اشاروں پر اس مبارک اور پرنور دامن سے دور کر دیا گیا تھا دوبارہ جوڑنے کی کوشش کریں۔

سینگ پر یواریوں کے لئے لازمی ہے کہ انہوں نے جو راستہ منتخب کیا ہے اس پر نظر ثانی کریں خاص طور پر محبوبان خدا کے خلاف بغض و عناد اور اچھے خاصے امتیوں پر کفر، شرک یا بدعت کے بہتان

سے توبہ کرلیں اور دوبارہ ایسی دوزخی پروازوں کے سفر کو منسوخ کردیں۔

کیونکہ بغض وعناد اور بہتان طرازی صرف منفی رجحانات ہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ زبردست دینی واخروی نقصانات ہوتے ہیں۔

سینگ پر یواریوں نے سوال میں لکھا ہے کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ کے نیک لوگوں کی جس طرح پرستش ہوتی تھی تو کیا یہی داؤ شیطان نے امت پر بھی آزمایا؟

اس کے جواب میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ عبدالوہابیوں کے سلسلہ میں شیطان نے برعکس اور معکوس طریقہ اپنایا ہے۔

گزشتہ دور کے بزرگوں کی محبت کو بڑھا کر لوگوں کو پرستش کی لعنت میں گرفتار کروایا تھا۔

اب موجودہ دور میں ابلیس نے الٹا اور برعکس داؤ چلا ہے اور انبیاء علیہم السلام سے لے کر صالحین تک کی محبت وعقیدت کو دل ودماغ سے نکال کر ان کے ساتھ انتہائی بغض وعناد رکھنے پر بہکا دیا۔

اور اس حیلے سے اپنے شکنجے میں مکمل کس لیا ہے اور اللہ تعالیٰ تک لے جانے والے تمام راستوں سے ان کو کاٹ کر اپنے قدموں لا لیا ہے چنانچہ جن پر اس کا یہ داؤ چل گیا انہوں نے نفرتوں میں گھر کر دنیا وآخرت برباد کرلی۔ البتہ داخل امت یعنی امتیوں پر اس کا مکروفریب نہ چل سکا' اللہ نے بچالیا۔

یہی وجہ ہے کہ امت، اللہ سے اور اللہ والوں سے جڑی ہوئی ہے۔

بہر حال پامال یہود وہنود ونصاریٰ نے اپنے ہتھیاروں کا رخ مسلمانوں کی طرف کردیا ہے۔ وہ ہتھیار جو مسلمانوں کی حفاظت کرسکتے ہیں اسی سے مسلمانوں کو بنام اسلام ذبح کیا جارہا ہے۔

اور یہ سلسلہ ابن عبدالوہاب نجدی سے جاری ہوا تھا اور دن بدن تیز رفتاری سے جاری ہے۔ لیکن انشاء اللہ امتی ان سے مرعوب ہونے والے نہیں کیونکہ ہم کو یہ حکم مل چکا ہے۔

✓ سورۂ انساء (۴) آیت (۷۶): سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور مت ڈرو) کیونکہ

شیطان کا مکر وفریب کمزور اور بودا ہوتا ہے"۔

خدائے تعالیٰ کے اس حکم کے تحت یہ امت انشاء اللہ شیطان اور اس کے ہم نواؤں سے ہمیشہ لڑتی رہے گی اور اپنے آقا اور مولیٰ ﷺ سے ہمیشہ جڑی رہے گی۔ ررر

امت کے علماء اور دانشوروں کا کام ہے کہ وہ امتیوں کو مذہبی معلومات کی کمی یا عمل میں کوتاہی کے سبب یا پر یواری پروپیگنڈے کے تحت ان میں آئے ہوئے احساسات کمتری، شرمندگی، یا خود کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھنے جیسی باتوں کے دلدل سے نکالیں۔

اور ان کو بتائیں کہ دامن مصطفےٰ ﷺ تمہارا سب سے بڑا اثاثہ ہے، بس ہمیشہ کوشش کرو کہ کل حضور پرنور ﷺ کے روبرو شرمندہ نہ ہوں، کیونکہ جب دامن سے جڑے ہیں تو اس جڑنے کے کچھ تقاضے بھی ہیں۔

مثلاً تمہارے ہاتھ اور زبان سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ تمہاری کمائی پاک ہو، اوامر پر چلو نواہی سے بچو، ضروریات دین جو ہیں ان سے روگردانی امتی کا شیوہ نہیں بلکہ باعث عذاب ہے۔

حضور پرنور ﷺ نے قبل از قیامت جو علامات صغریٰ و کبریٰ بیان فرمائے ہیں ان پر توجہ دو اور جو احکام ارشاد فرمائے ہیں وہ بجالاؤ۔

ہمارا کام ہے کہ آپس میں اتحاد سے رہیں اور خیال رکھیں کہ کل امتی آپس میں بھائی بھائی ہیں بلکہ کل کو سینگ پر یواری بھی اپنی اصلاح کرلیں اور پرنور محمدی ﷺ قدموں میں اپنے سر دینا باعث افتخار سمجھ لیں تو ہمارا کام ہے کہ بڑھ کر ان کو گلے لگالیں، اور ان کو داخل امت شمار کرلیں۔

کیونکہ دشمنوں اور خاص کر تائب دشمنوں کو گلے لگانا ہی اسوۂ رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور پرنور ﷺ کے وسیلے سے جو اسلام آیا وہی اسلام ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ چاہیں تو آپ اس کو محمدی اسلام کہہ سکتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ کی مشیت وحکمت یعنی تخلیق آدمؑ اور درس احترام اولاد آدمؑ کو باطل کرنے کی کوششوں اور گستاخیوں اور گمراہیوں کا پلندہ یعنی نجدی اسلام کو بنام اسلام پیش کیا جارہا ہے۔

گزشتہ ستر برسوں سے پورے دھڑلے سے گمراہی کے اس پلندہ کو بطور اسلام کو پھیلایا گیا ہے۔ اور اس ''اسلام'' کی تہہ میں جو فتنے اور فسادات چھپے ہوئے ہیں، اس سے خاص طور امتی گمراہ ہورہے ہیں اور غیر مسلم' امتیوں سے دور ہوتے جارہے ہیں بلکہ نفرت وکدورت بڑھتی ہی جارہی ہے جو رکنے کا نام نہیں لے رہی ہے۔

وجہ صاف اور ظاہر ہے، سینگ پر یواری صرف نظریات پیش کردیتے ہیں' عمل کا بیان نہیں کرتے' کیونکہ مودودی جیسے تیزابی تھنک ٹینکوں نے ''ذہنی غلامی'' کے مفروضہ کا نام لے کر محبت' اطاعت' فرمانبرداری اور تقلید سے ہزاروں بے وقوفوں کو آزاد جو کر دیا تھا' اس طرح کئی ذہنوں کو متاثر کر گئے۔

اب آیئے دیکھیں محمدی اسلام والوں کے اعلیٰ مقامات والوں نے کس طرح آیات قرانیہ اور احادیث مبارکہ پر عمل فرمایا یا ان کی مکمل تشریح یا بروقت اور برمحل ان کا استعمال فرمایا؟

حضور پرنور ﷺ کی ذات تو سراپا معجزہ تھی۔ قرآن مجید کے جزواور کل پر عمل فرمایا۔

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بناء کسی دلیل حضور پرنور ﷺ کی نبوت کا اقرار فرمایا۔ صاحبِ کتاب کشف المحجوبؒ نے آپ کو اہل مشاہدۂ الٰہی فرمایا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی مقبولیت فرش سے عرش تک تھی، چنانچہ آپؓ نے موجود کو للہ دے دیا اور ایک کمبل اوڑھ لی اور کانٹوں کو بطور بٹن لگالیا، اس وقت فرشتوں نے بھی کمبل اوڑھ لی تھی۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ شان ہے کہ آپ کے حکم پر دریائے نیل اپنی اس جان لیوا سفّا کی سے باز آ گیا جس کی وجہ سے ہر سال مصر کی خوبصورت ترین لڑکی کو اس دریا کے حوالے کرنا پڑتا تھا۔ ورنہ ہر سال تباہی و بربادی مصریوں کا مقدر بن چکی تھی۔ حکم فاروقی پر نیل

سیدھا ہو گیا تھا۔

بادشاہِ روم نے سر درد کی شکایت کی تھی جس پر آپؓ نے اپنی میلی ٹوپی روانہ فرمائی۔

غور کیجئے بھرے دربار میں جہاں موجود لوگ زرق برق لباس میں ملبوس رہتے تو دوسری طرف بادشاہ کو شاہی پوشاک کے ساتھ ساتھ یہی میلی ٹوپی سر پر رکھنی پڑتی۔

ٹوپی کے میل کے خیال سے اگر وہ ٹوپی اتار دیتا تو پھر دردِ سر شروع ہو جاتا، کیسا دلچسپ منظر رہتا ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تو دھلوا کر بھی بھجوا سکتے تھے۔

اس فاروقی ٹوپی کی برکت سے کسی کو آوازے کسنے کی جرات نہ ہوئی، ورنہ عام ٹوپی رہتی تو بادشاہ کی حالت پر دربار میں گنڈی پیٹ کا پانی پیا ہوا کوئی رہتا تو یہ کہتا کہ: ''بیٹھا سو دیکھو چمبو''

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے میلی ٹوپی بھجوانا ایمان کے اعلیٰ درجے کے مقابل کفر کا ادنیٰ درجہ بتلا دینے کے لئے تھا۔ آپؓ چاہتے تو اس بابرکت ٹوپی کو دھلوا کر بھی بھجوا دیتے۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو یکجا فرما دیا اور حکم دیدیا کہ قرآن کو قریشی لہجہ میں پڑھا جائے۔ جو آپؓ کی عظمت و بزرگی کی مکمل دلیل ہے۔

امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے پیر میں تیر لگا ہوا ہے سوال ہوا کہ کب نکالا جائے طے کیا گیا کہ جب آپؓ حالتِ نماز میں ہوں۔

تیر نکالا گیا، انوار و تجلیات الٰہی کے استغراق سے تیر کی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔

قرآن میں ایک ارشاد کا مفہوم یوں ہے: '' اور غصے کے پینے والے، لوگوں کے قصور معاف کرنے والے اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ یا امام موسیٰ کاظم ؒ کا غلام گرم شوربے کا پیالہ لا رہا تھا، اتفاقاً یہ پیالہ حضرت کے پیروں پر گر گیا، ایک دم جلال کی کیفیت آ گئی جو بشری تقاضہ تھی۔ غلام بھی اسی

کاشانہ نور کے تھے اور مزاج شناس بھی' فوراً انہوں نے آیت پڑھ دی، **والکاظمین الغیظ**، مفہوم: اور غصہ کے پینے والے، حضرت نے فرمایا: میں نے غصہ کو پی لیا۔

پھر غلام نے کہا: **و عافین عن الناس** ،مفہوم: اور لوگوں کے قصور معاف کرنے والے، حضرت نے فرمایا ''جامیں نے تجھے معاف کردیا''۔

یہ سن کر غلام نے کہا **واللہ یحب المحسنین** ،مفہوم: اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، حضرت نے فرمایا: ''جامیں نے تجھے آزاد کیا''

ایک اور واقعہ: کوئی بزرگ کسی دعوت میں گئے' کھانا آنے سے پہلے بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی نے غیبت شروع کی' ان بزرگ نے فرمایا ہمارے پاس گوشت کھانے کے ساتھ کھاتے ہیں لیکن یہاں کھانے سے پہلے گوشت کھایا جارہا ہے۔ یہ دراصل اس آیت کی طرف اشارہ تھا جس میں غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے جیسا بتلایا گیا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ نے عہدہ قضاء کی قبولیت سے بچنے کے لئے راہ فرار اختیار فرمائی' ایک کشتی تک آئے اور کشتی والے سے فرمایا مجھے چھپالو کچھ لوگ مجھے ذبح کردینے والے ہیں۔

یہ دراصل اس حدیث شریف کی طرف اشارہ تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ جو حاکم یا قاضی بنا وہ چھری سے ذبح ہوگیا۔ ایک خاص بات جو یاد رکھنے کی ہے وہ یہ کہ اہل اللہ نے کبھی امارت' خلافت' اعلیٰ مناصب اور عہدوں کو بخوشی قبول نہیں فرمایا' بادل نخواستہ یعنی مجبوراً قبول فرمایا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے کڑی دھوپ میں ٹھیرنا پسند فرمایا بجائے آپ کے مقروض شخص کے گھر کا سایہ لینے کے، محض اس خوف سے کہ اللہ تعالیٰ مقروض کے مکان سے حاصل سایہ کو سود میں محسوب نہ فرمادے۔

چونکہ سود حرام ہے اور خدا سے جنگ ہے، ایسی متقی اور محتاط ہستی کا نام لے کر لوگوں نے

سود کو حلال کرلیا ہے بنک سود کو!

اس کے بعد سود لینے والا بے احتیاط ہو جائے گا پہلے بنک سود' اس کے بعد غیر مسلم سے سود، پھر مسلم سے بلا خوف سود لینے لگ جائے گا اور آگے بڑھ کر اپنے سگے بھائی سے سود لے گا۔

خواہ بھائی خود یا اس کے گھر والوں میں کوئی شدید بیمار ہی کیوں نہ ہو بلکہ سقا کی بڑھنے پر وہ بھائی کے پاس کسی کی موت پر قرض دے کر بھی سود وصول کر لے گا۔

اسی لئے خوف خدا رکھنے والوں نے ہر دور میں سود سے پرہیز فرمایا اور سود کو علانیہ ہی نہیں بلکہ بعنوان دارالحرب کو بھی قوت سے بند فرمادیا۔

ذکر : قرآن اور حدیث پر عمل آوری یا عقیدت مندانہ تذکروں کا

جب حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ روانہ ہو رہے تھے، والدہ ماجدہؒ نے تاکید فرمادی کہ کبھی جھوٹ نہ کہنا، راستے میں جب ڈاکو آئے، ان کو رقم نہ ملی، آپ نے فرمایا میرے پاس رقم ہے، اور اندرونی جیب سے نکال کر رقم عطا فرمادی۔ اس صداقت پر ڈاکو مسلمان ہو گئے۔

حضرت خواجہ نصیرالدینؒ کو چراغِ دہلی بولنے کی وجہ؟

مجلس آراستہ ہے' صدرِ مجلس حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ اور فقرائے کرام حلقہ باندھ کر تشریف فرما ہیں' حضرت خواجہ نصیرالدینؒ آئے'، مرشد نے حکم فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' عرض کیا میں بیٹھوں تو فقراء کی طرف میری پیٹھ ہو جائے گی۔ مرشد نے فرمایا ''چراغ کی کوئی پیٹھ نہیں ہوتی اور نہ ہی پیٹ، بیٹھ جاؤ''۔ مرشد کے اس ارشاد پر آپؒ بیٹھ گئے۔

اس کے بعد مرید یعنی حضرت خواجہ نصیرالدین رحمتہ اللہ علیہ چراغ دہلی سے مشہور ہوئے۔ اس حسن ادب پر اللہ تعالیٰ نے یہ شہرت عطا فرمائی جو تا قیامت رہے گی۔

عید کا دن تھا' بڑے اپنے بچوں کو عیدی دے رہے تھے، ایک فقیر صاحب نے آسمان کی طرف

دیکھ کر فرمایا ہماری عیدی کہاں ہے؟ آسمان سے نہایت اعلیٰ درجہ کا کپڑا آیا جس پر "دوزخ سے نجات" لکھا تھا۔ اسی وقت ایک سائل نے آ کر مانگا۔ ان حضرتؒ نے وہ پھر یہ ان کو دے دیا اور فرمایا جا دوزخ سے میں نمٹ لوں گا۔

بعض مخصوص نصابات، نظری کے ساتھ ساتھ عملی بھی ضروری ہوتے ہیں، اس کے بغیر تھیوری (نظری) پورے طور پر واضح نہیں ہوتی۔ نظری اور عملی کی مثالیں اوپر آپ پڑھ چکے۔

سینگ پر یواریوں نے چند مخصوص آیات کو منتخب کر لیا اور مسلمانوں کو مشرک ٹھیرا دیا۔ اہل اللہ کے زمرہ میں آنے والے تمام کے ذکر کرنے اور سننے پر مکمل پابندی عائد کر دی۔

سینکڑوں آیات کے بجائے چند آیات لے کر اسی کو سارا قرآن سمجھ بھی لیا اور سمجھانے لگ گئے۔

انسانوں کے لئے سامانِ خورد ونوش جو آتا ہے اس کو موسمی اثرات، سردی، گرمی، بارش سے بچانے کے جتن کئے جاتے ہیں کھلی جگہ، مناسب اور مطلوبہ گرمی یا ٹھنڈک فراہم کی جاتی ہے۔

اس طرح یہ تمام اشیاء محفوظ رہتی ہیں، اگر یہی چیزیں دہکتی ہوئی بھٹیوں میں رکھی جائیں، تو تباہ ہو جاتی ہیں۔ چاہے میوے ہوں، عطریات ہوں، اناج ہو، پارچہ جات ہوں یا نہایت نفیس و اعلیٰ اقسام کی ضروریات زندگی کی اشیاء سب ان نجدی بھٹیوں میں آ کر کوڑے کرکٹ میں بدل جاتی ہیں تو بتلائیے کون ایسے نجدی اسلام کو پسند کرے گا؟

سینگ پر یوار مختلف ناموں سے اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے تفصیلات درج کی جا رہی ہیں پڑھیئے اور غور فرمائیے کہ ہمارے قیاسات کس حد تک درست ہیں؟

کچھ مودودی کے بارے میں

پاکستان کے مشہور گلوکار مہدی حسن کے تعلق سے کسی غیر مسلم نے کہا تھا کہ مہدی حسن کے 'سروں میں بھگوان بولتے ہیں، اس کے برعکس ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مودودی کے پورے وجود سے شیطان بولتا تھا۔

اس کے چند نمونے اگلی سطور میں ملاحظہ فرمایئے۔

مودودی کا پورا نام سید ابوالاعلیٰ مودودی تھا' اس نام پر ایک صاحب نے ان کو مشورہ میں لکھا تھا کہ سبحان ربی الاعلیٰ کو ملحوظ رکھ کر آپ ابوالاعلیٰ (یعنی اعلیٰ کا باپ) کے بجائے ابوالعلیٰ رکھیں لیکن اس مشورہ پر مودودی نے کان نہیں دھرا۔

مودودی نے خود اپنے بارے میں یوں لکھا تھا ''مجھے گروہ علماء میں شامل ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے''۔ لفظِ شرف لکھنا یا کسی کا شرف ماننا مودودی کی لغت میں ہی نہیں تھا یہ شرف والی بات صرف مصنوعی انکساری ہے۔

مودودی کے اس ادھورے پن نے ان کو کہیں کا نہیں رکھا تھا اور ان میں ادھورے لوگوں کے جیسی تمام یا کچھ خرابیاں مثلاً احساسِ کمتری، جارحیت، جھوٹا تکبر، رشک وحسد، حرص ونفرت، بے ادبی و گستاخانہ انداز اور سب سے بڑھ کر شدید دِل آزاری وغیرہ آخری دم تک موجود تھیں۔

مودودی لکھتے ہیں ''میں ایک بیچ کی راس کا آدمی ہوں جس نے جدید اور قدیم دونوں طریقہ ہائے تعلیم سے کچھ کچھ پایا ہے، اور دونوں کوچوں میں چل پھر کر دیکھا ہے۔''

ان کوچوں میں داخلہ، چہل قدمی یا سیر سپاٹے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ عمریں لگانی پڑتی ہیں۔

پھر مودودی نے یوں بڑ ہانکی: ''اپنی بصیرت کی بناء پر نا تو میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور

نہ جدید گروہ کو"۔اس طرح مودودی نے اپنی ایک الگ راہ بنائی اوراسی پر اپنی بنائی ہوئی صلیب لیکر چلتے رہے۔

"اپنی بصیرت"،مودودی کیا اُن کی بصیرت کیا؟ چہ پدی، چہ پدی کا شوربہ؟

مودودی قدیم گروہ اور جدید گروہ دونوں کو سراپا خیر نہ سمجھتے تھے'جبکہ قرآن میں فرمایا جارہا ہے۔ دیکھیئے سورہ واقعہ ۵٦' آیت (۱۳ اور۱۴):

"ان میں کاایک گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہے اورتھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہے"۔

ناپسندیدہ فرقہ معتزلہ نے مودودی کی بھٹی بگاڑ دی تھی۔چنانچہ ان کی تحریرات کو پڑھ کروہ مرغی یاد آتی ہے جوایک صاحب کی سائیکل کے نیچے آکر مری تو نہ تھی بچ گئی تھی لیکن جوبھی انڈے دیتی تھی وہ ٹوٹے ہوئے ہوتے تھے۔

البتہ یہ انڈے مہلک یا نقصان رساں نہیں ہوتے تھے جبکہ دوسری قسم (مودودی پولٹری فارم) کے انڈے کھاتے ہی آدمی کے دِل سے نہ صرف بندوں کا بلکہ خدا کا بھی ادب واحترام چلا جاتا ہے۔

ایسے ہی ٹوٹے ہوئے انڈوں کی طرح کی مودودی تحریرات دوبارہ پڑھیئے:

لکھتے ہیں "انبیاء،اولیاء،شہداء،صالحین،مجاذیب،اقطاب،ابدال،علماء،مشائخ،اورظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں جگہ نکالتی رہی، جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کران نیک بندوں کوخدامان لیا۔(تجدیدِ احیاءدین صفحہ ۱۱)

مودودی کوخود کی ذات کے بت سے اِتنی محبت تھی کہ اس کے آگے وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے اسی خود پسندی کی مریضانہ کیفیت نے اُن کو انبیاءؑ تا مشائخ جنکا ذکر آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، ان تمام سے برگشتہ اور دور رکھا۔

مودودی کے لئے یہی امر بہتر تھا کہ انبیاء علیہم السلام سے لے کر علماء ومشائخین تک کی شان

میں گستاخیوں کا گناہ اپنے سر لینے کے بجائے خود اپنی ذات کو سب سے کمتر جانتے اور خود کو ہیچ سمجھتے تو اتنے گناہوں سے بچ جاتے، صرف اپنی ذات کے بت کی اسیری نے ان کی لٹیا ڈبو دی۔ بلکہ جو بھی ان کا فکری غلام یا فکری اسیر تھا اور ہے اس کی بھی لٹیا ڈوب گئی۔

ارشادِ باریٔ تعالیٰ سورۃ النساء۴۔ آیت نمبر ۶۹: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیا علیہم السلام، صدیقین، شہداء، صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

غور فرمایئے اللہ تعالیٰ نے تو ان حضرات کی تعریف وتوصیف فرمائی ہے اور اپنا انعام فرمایا اور مودودی نعوذ باللہ ان تمام کو خدا ٹھیرانے کا فرمانبردار امتیوں پر الزام دے رہے ہیں۔

نچلی چار سطور ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے کتابچہ ''خطاب بہ مودودی'' سے لیئے گئے ہیں

''رسول اللہ ﷺ کی آمد کو ایک شخص غیر از قرآن کہتا ہے وہ صحیح نہیں کرتا اور قرآن کو اس معنی میں کافی سمجھتا ہے کہ اس کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے لئے نبی ﷺ کی علمی اور عملی ہدایت کی حاجت نہیں''۔

وہ دراصل یہ کہتا ہے کہ صرف قرآن کی تنزیل کافی تھی خدائے تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) فعل عبث کیا کہ اُس کے ساتھ رسول کو مبعوث کیا۔ (بحوالہ تفہیمات ۳۳۶)

معتزلہ کا عقیدہ ہے ''قرآن ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہوسکتی ہے اس لئے وحی کے بغیر ہی اہل علم وحکمت توحید پر ایمان لاسکتے ہیں''۔

مامون الرشید کے دور میں یہ سرکاری مذہب بن گیا تھا۔

مودودی بھی معتزلی تھے لیکن اُنہوں نے ''ایک شخص'' کے کاندھے پر بندوق رکھ کر یہ گولی چلائی تھی، وہ ہمیشہ ایک چور دروازہ ضرور رکھتے تھے تاکہ بھاگنا پڑے تو بھاگنے میں آسانی ہو۔

وہ ایک شخص مودودی خود ہی تھے جب ہی تو اپنے لئے نرم الفاظ کا استعمال کیا ورنہ اپنے مخالفین کے لئے تو نازیبا الفاظ یا القاب تک کہنے سے باز نہیں آتے تھے۔

مودودی کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد غیر از قرآن تھی۔

جبکہ اِرشادِ خداوندی کا مفہوم یہ ہے کہ ''کتاب کے ساتھ بعثتِ پیغمبر اس واسطے ہوئی کہ وہ قرآن کو سنائے''۔

بکواس مودودی (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی اور عملی ہدایت کی حاجت نہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد حضور ﷺ کے تعلق سے یوں ہے کہ: آپ (ﷺ) نفوس کا تزکیہ فرماتے اور کتاب وحکمت کی تعلیم فرماتے ہیں۔

بکواسِ مودودی (۳) صرف قرآن کی تنزیل کافی تھی۔

قرآن کے ساتھ نبیؐ ﷺ کی تنزیل (تشریف آوری) نہ ہوتو قرآن کے معنی ومفہوم کون سمجھ سکتا ہے؟

بکواسِ مودودی (۴) (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) خدائے تعالیٰ نے فعلِ عبث کیا کہ اس قرآن کے ساتھ رسول کو مبعوث کیا۔

انبیاءؑ کی بعثت ہو یا حضور پرنور ﷺ کی بعثت، یہ تو اللہ تعالیٰ کے احسانات عظیم ہیں جو اپنے بندوں پر فرماتا آیا ہے۔

لیکن مودودی کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) فعل عبث کیا۔ اس طرح، صحائف کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کی ضرورت اور عظمت کا انہوں نے انکار کردیا، ایسے منکر اور ایسے گستاخ پر کیا گزر رہی ہوگی؟ جس نے خدائے تعالیٰ کو جو ہر عیب سے پاک ہے، اس کی شان میں یہ ہذیان بکا کہ قرآن کے ساتھ رسول ﷺ کی بعثت فرما کر اللہ نے کوئی فعل عبث کیا۔ اللہ تعالیٰ کے

اس فعل کو عبث (بے فائدہ، بے کار، ناحق اور بلا وجہ) لکھ کر مودودی نے اپنا ٹھکانہ کہاں بنالیا تھا؟ جبکہ پیغمبر اور خلفائے الٰہیہ بندے اور خدا کے درمیان واسطہ اور رابطہ ہوتے ہیں اور اگر اس رابطے کو کاٹ دیا جائے تو ایسا کاٹنے والا اور کٹنے والا شخص سیدھا شیطان کی پناہ میں آجاتا ہے۔

مودودی ایمپائر کا جو نقشہ تھا وہ ترجمان صفحہ (۱۷۶) ماہ جون ۱۹۴۳ء سے لیا گیا ہے۔

لکھتے ہیں "اگرچہ نظم وضبط کے قاعدے اور اجتماع کے اصول بھی اپنے اندر بہت کچھ اہمیت رکھتے ہیں (تحریکی مکّاری اور شاطرانہ چال)۔

لیکن سیلابِ حوادث کا اصل مقابلہ اور عملی زندگی کی آزمائشوں کا حقیقی سابقہ، قاعدوں اور اصولوں سے نہیں ہوتا (قواعد اور اصولوں کی دھجیاں یوں اُڑائی جارہی ہیں)۔

بلکہ ان کے چلانے والے افراد سے پیش آتا ہے (مودودی اور ان کے ہمنوا ڈکٹیٹروں اور ظالم افراد کو کھلی چھوٹ)۔

دُنیا کی امتحان گاہ میں ضابطے اور اصول نہیں اُترتے (دوبارہ اصولوں اور ضابطوں کی دھجیاں اُڑائی جارہی ہیں)۔

نوٹ: غالباً اسی اصول کے پیشِ نظر اُنہوں نے چادر اور چار دیواری کی اہمیت کو بالائے طاق رکھ کر پاکستان میں صدارتی انتخاب کے وقت مس فاطمہ جناح کی تائید کی تھی۔

افراد اُترتے ہیں اور ان ہی کی طاقت ہوتی ہے جس پر فیصلے کا مدار ہوتا ہے (مودودی کے پیشِ نظر صرف تیز رفتاری ہے چنانچہ ان کی گاڑی ساری عمر بن بریک ہی رہی۔

قواعد وضوابط سے آزاد طاقتور "مجاہدین" جنہوں نے بنگلہ دیش کی جنگ کے وقت قتل وخون کیا اور تباہی و بربادی مچائی تھی کیونکہ اُن کو اپنے گروہی کی طرح نہ خدا کا خوف تھا اور نہ ہی اس کی مخلوق پر شفقت' بلکہ قانون کا پاس بھی ہرگز نہ تھا، بس مودودی کی گھٹی بنام "اسلام" پی کر ہی سرشار رہتے تھے۔

نتیجہ میں ایسے سورماؤں کے حصے میں پھانسی کے پھندے آئے، چنانچہ حال ہی میں بنگلہ دیش میں جماعتِ اسلامی سے وابستہ تین 'مجاہدین اسلام' کو پھانسی دے دی گئی۔

درجِ ذیل سطور کتابچہ آئینۂ مودودیت از مفتی رضوان الرحمٰن سے لیئے جا رہے ہیں، جو عیاری سے بھرپور مودودی کی تحریر کے یہ اقتباسات، ترجمان مارچ، اپریل ۱۹۴۴ء سے ماخوذ ہے۔

اولاً اقتباس کی چند سطور ملاحظہ فرمایئے اور پھر اس کے بعد ان کا آپریشن ملاحظہ کیجئے:

مودودی نے کہا تھا کہ:

☆ جداگانہ طور پر اپنے نظریات پیش کرتے رہیئے۔

عیاری کی اس تحریر میں دو سطور کے بعد مودودی نے یوں لکھا۔

''مختلف لیڈروں و مقررین پر اپنا اثر اس حد تک پھیلا دیجئے کہ آپ کے خیالات آنے لگیں''۔

غور فرمایئے اس تکنیک سے مودودی نے ہر جگہ اسلام، دین اور اقامتِ دین یا قرآن کے الفاظ کو پیش کیا تا کہ مسلمانوں کی زبانوں پر اور خیالات میں حضور ﷺ کا اسم پر انوار نہ آنے پائے۔

✓ مودودی کو اگر مجبوراً بھی حضور ﷺ کا اسمِ مبارک لانا پڑتا تو اس کی جگہ بھی یہ چالاک شخص لفظ اسلام جوڑ دیتا تھا۔

مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو موسوی شریعت اور امت کو امت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو عیسوی شریعت اور امت کو امت عیسیٰ علیہ السلام، اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو شریعتِ محمدی ﷺ اور امت کو امت محمدیہ ﷺ کہا جاتا ہے' امت ہو یا شریعت اپنے نبی کے اسم مبارک سے جانی جاتی ہے۔

لیکن مودودی نے شریعت مصطفوی یا شریعتِ محمدیؐ لکھنے کے بجائے شریعتِ اسلامی لکھا۔

اور وہ امت محمدیہ ﷺ لکھنے کے بجائے امت مسلمہ لکھا کرتے تھے۔ اس طرح رسولؐ

بیزاروں کے سر خیل اور سرغنہ بنے رہے۔

۱۹۴۴ء میں اپنے ترجمان میں یوں لکھا تھا کہ مختلف لیڈروں اور مقررین پر اپنا اثر اس حد تک پھیلا دیجئے کہ آپ کے خیالات آنے لگیں، اپنے اس منصوبے میں وہ کامیاب رہے۔

چنانچہ اسمِ مبارک حضور پرنور ﷺ کی جگہ پر اسلام، اقامتِ دین، قرآن جیسے الفاظ استعمال کئے اس طرح اُمت محمدی ؐ کو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ دینے کی جو چال چلے تھے اُس میں کسی حد تک کامیاب بھی رہے۔

اس کا اندازہ یوں فرمائیے کہ گزشتہ صدی کے چھپن سال اور موجودہ صدی کے اٹھارہ سال جملہ چوہتر (۷۴) سال سے اُمت کے بعض افراد غیر شعوری طور پر مودودی کے اس بغضِ رسولؐ کے بُنے ہوئے جال میں گرفتار نظر آتے ہیں۔

ویسے تو بیسیوں یا سینکڑوں مثالیں مل جائیں گی، فی الحال ایک تقریر کا اقتباس پڑھیئے: مقرر جو مودودی وائرس سے متاثر تھا یوں کہا:

''دینِ اسلام ایک منفرد، ممتاز اور بے مثال محاسن و خوبیوں والا اعلیٰ واشرف دین ہے جس میں روزِ اوّل ہی سے اقراء کی صدائے حق دے کر اُمت اور انسانیت کو زیورِ تعلیم سے جوڑ دیا۔''

اقراء کا حکم اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو دیا تھا۔

غالباً مودودی کے بغض رسول کے وائرس سے متاثر اس شخص کو اللہ تعالی کا نام لینے میں رکاوٹ محسوس ہوئی، کیونکہ جب حکم دینے والے کا نام لیا جائے گا تو لازماً جن کو حکم دیا گیا ہے ان کا نام بھی لینا پڑے گا۔

دیکھیئے کہاں تک، اسم مبارک لینے سے بد بختانہ فرار کی کوشش کی جارہی ہے؟

غور فرمائیے اِن کی تقریر میں مقرر نے حضور ﷺ کا نام نہیں لیا تو اب ایسوں کو صحیح راستہ یعنی

حب رسول ﷺ کہاں نصیب ہوگا ؟

پہلے مقرر کے ساتھ سید بھی لکھا ہے لیکن دوسرے سید (مودودی) یا فکری گرو کی متابعت میں حضور ﷺ کا اسمِ گرامی نہیں لیا۔

غالباً ایسے بدبخت، اپنے گرو سے یہی کہا کرتے تھے اور کہا کریں گے کہ ع

ہوئے نہ مر کے بھی ٹھنڈے تیرے جلائے ہوئے

مودودی کے اس بغضِ رسولؐ نے نجانے کتنے مسلمانوں کی مسلمانی کو ختم کر دیا؟

✓ مودودی لٹریچر سے متاثر ایک شخص نے کہا تھا کہ اب مجھے (حضرت) خواجہ اجمیری (رحمتہ اللہ علیہ) کا مسلک غلط محسوس ہو رہا ہے۔

✓ غور فرمایئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے لاکھوں لوگوں کو مسلمان کیا تھا۔ مودودی کے اس پٹھے نے عقل سے معذور ہونے کا ثبوت دیا تھا، الغرض مودودی نے نہ جانے کتنوں کا بیڑہ غرق کیا تھا؟

✓ یاد رکھیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے بغیر تمام عبادتیں، ریاضتیں، دھواں دھار تقاریر یا تحریرات بیکار ہیں کیونکہ شہد کا ایک قطرہ جتنی مکھیوں کو جمع کر سکتا ہے اس کے برعکس کوئی بیارل بھر مشروب اُتنی مکھیوں کو جمع نہیں کر سکتا، جب کہ معاملہ مشروب کا بھی نہیں بلکہ مودودی تیزاب کا ہے۔

مودودی لکھتے ہیں:

✓ اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً وہی چیز ہے جس کو ہندوستان، یونان وغیرہ ممالک میں مشرکین نے دیوی دیوتا قرار دیا ہے۔

اپنی اس گستاخانہ سوچ کے تحت انہوں نے ایمان مفصل میں بیان کردہ ''ایمان لایا ملائکہ پر'' کی تکذیب کر دی اور اس طرح خدائے تعالیٰ کی پکڑ میں آ گئے بلکہ خدا کو اپنا دشمن بنا لیا۔ کیونکہ فرشتوں کو

دیوی دیوتاؤں سے کیانسبت ہوسکتی ہے؟ ر

س سورۂ بقرہ ۲۔ آیت نمبر ۹۸: جو شخص خدا کا، اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبرئیل و میکائیل کا دشمن ہے تو ایسے کافروں کا اللہ دشمن ہے۔ ر

''مودودی ایمپائر''، جس کی حسرت لیئے چلے گئے:

مودودی نے پاکستان میں دوبار مودودی ایمپائر کے قیام کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہے، پہلی بار ایوب خاں کے مقابلے محمد علی جناح کی بہن مس فاطمہ جناح کی تائید کی لیکن وہ ہار گئیں۔

اگر جیت جاتیں تو مودودی ایمپائر بنام اسلامی مملکت یا اقامتِ دین وجود میں آجاتا، دوسری بار بھٹو کے مقابلے میں انتخابی میدان میں کود پڑے تھے، لیکن آفریں ہے پاکستانی عوام پر کہ جنہوں نے اس (سرغنہ سینگ پریوار) یعنی مودودی کو مسترد کر دیا۔

اور مودودی جیسے غنچے چٹک نہ سکے۔ ع

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے ہی مرجھا گئے

ورنہ عموماً پاکستانیوں کو اور خصوصاً برصغیر کے مسلمانوں کو ہمیشہ جوتیاں چٹخانی پڑتیں۔

(کیونکہ جب مودودی جیسے غنچے چٹکتے ہیں تو لازماً جوتیاں چٹخانی پڑتی ہیں)۔

مودودی کے مذکورہ بالا یہ نظریات اچھے خاصے انسانوں کو نہ صرف قوانین، ضابطوں، اصولوں سے بلکہ خدا کے خوف سے بھی آزاد کر دیتے ہیں۔

غالباً ایسے ہی جرائم پر ایوب خاں کے دور میں خود مودودی کو بھی سزائے موت دی جانے والی تھی لیکن بیرونی دباؤ کی وجہ سے سزا پر عمل نہ ہوسکا۔

خوفِ خدا کے بغیر جو بھی کام ہوگا وہ لازماً مہلک ہی ثابت ہوگا۔

الغرض ایسی ہی خودسری اور بے خوفی انسان کو فرعون بنادیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی فرعونیت سے یا ایسے فراعنہ سے ہم سب کو بچائے آمین۔

درج ذیل مواد جماعت اسلامی کے خلاف ارشد القادری کی لکھی گئی کتاب سے لیا گیا۔

✓ حضور پرنور ﷺ کی شان میں گستاخیاں:

(مودودی نے لکھا) رسول ہونے کی حیثیت سے جو فرائض حضور ﷺ پر عائد کئے گئے تھے اور جو خدمات آپ کے سپرد کی گئی تھیں ان کی انجام دہی میں آپ اپنے ذاتی خیالات اور خواہشات کے مطابق کام کرنے کے لئے آزاد نہیں چھوڑ دیئے گئے تھے۔

اس کے بعد یوں لکھا ''رہی عقل تو کس طرح مان سکتی ہے کہ ایک شخص کو خدا کی طرف سے رسول بھی مقرر کیا جائے اور اس سے رسالت کا کام اپنی خواہشات' رجحانات اور ذاتی آراء کے مطابق انجام دینے کے لئے آزاد ہی چھوڑ دیا جائے''۔

آگے انہوں نے لکھا اب کیا خدا ہی سے اس بے احتیاطی کی امید رکھی جائے کہ وہ ایک شخص کو اپنا رسول مقرر کرتا ہے دنیا بھر کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ اسے اپنی طرف سے نمونے کا آدمی ٹھیراتا ہے (وغیرہ وغیرہ) اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد اُسے چھوڑ دیتا ہے کہ اپنے ذاتی خیالات کے مطابق جس طرح چاہے رسالت کی خدمات انجام دے۔

(ترجمان القرآن' منصب رسالت نمبر ۳۱۰'۳۱۱)

یعنی مودودی حضور ﷺ کے ذاتی خیالات وخواہشات کی سطح کو عام انسانوں کی سطح سے ذرا بھی اونچا نہیں سمجھتے۔ دوسرے الفاظ میں مودودی کے پاس حضور ﷺ سے نعوذ باللہ بے احتیاطی ممکن تھی۔ نعوذ باللہ حضور ﷺ سے کیا بے احتیاطی کا تصور بھی آ سکتا ہے؟

''خدا سے ہی بے احتیاطی'' الفاظ پر غور کیجئے۔ بے احتیاطی کے الزام سے پاک ومنزہ رہنے کے لئے خدا یہ بھی انتظام کرسکتا ہے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کی فطرت' اس کے قلب وذہن اور اس کے ظاہر وباطن کو اتنا سنوار دے اور شائبہ نفسانی سے ایسا پاک اور معصوم بنا دے کہ ہمیشہ کے لئے لغزش کا خطرہ ہی دور ہو جائے۔

اور آپ ﷺ کے ذاتی خیالات' آپ کی اپنی خواہشات اور آپ کے فطری رجحانات' آپ

ﷺ کے تمام حرکات وسکنات خدا کی مرضی کے عین مطابق ہو جائیں۔

مودودی اگر کھلی آنکھوں سے قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ خدا نے ایسا ہی کیا ہے۔

(۲) شان اقدس ﷺ میں مودودی کی دوسری گستاخی:

''نبی ﷺ کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی موادمل گیا تھا اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور نا قابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟ (تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں صفحہ ۱۷)

مودودی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اس میں خدا کی غیبی تائیدوں، حضور ﷺ کی پیغمبرانہ صلاحیتوں، کائنات گیر عظمتوں اور کلمہ حق کی روشن صداقتوں کا قطعاً کوئی دخل نہیں تھا۔

حسن اتفاق سے حضور ﷺ کو اچھی استعداد کے لوگ مل گئے تھے اس لئے حضور ﷺ کامیاب ہو گئے، اگر خدانخواستہ اس طرح کے لوگ نہ ملے ہوتے تو معاذ اللہ حضور ﷺ کی ناکامی رکھی ہوئی تھی۔

یعنی ساری خوبی مومن بننے والوں کی تھی، مومن بنانے والے کے اندر کوئی کمال (نعوذ باللہ) نہیں تھا۔ کتنے صاف الفاظ میں کمالات نبوت اور آیات الٰہی کا انکار کر دیا گیا۔

کیا اس سے زیادہ دلیری کے ساتھ کوئی دشمن اسلام رسالت کی تاریخ کو مسخ کر سکتا ہے۔ ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ محبت اور عقیدت کی نظر عیب پر نہیں جاتی (جبکہ حضور ﷺ کی ذات معصوم تھی اور عصمت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ معمولی سی بھول بھی نہیں ہو سکتی)۔

مودودی تو مر گئے، اب ان کے مدّاحوں کو اپنے گرو کی وہ منحوس نگاہ مبارک ہو جس نے کلیسا کا چراغ لے کر کعبہ کے پاسبانوں کا عیب تلاش کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔

مودودی کے دو شگوفے:

(۱) قرآن کریم نجات کے لئے نہیں ہدایت کے لئے کافی ہے۔ (تفہیمات ج ۳۱۲)
جو لوگ ہدایت کے ساتھ ساتھ نجات بھی چاہتے ہیں وہ قرآن کے علاوہ کس کتاب کو مشعل راہ بنائیں۔؟

(۲) ''ہر چیز از سر نو بنانی ہوگی، قرآن اور سنت رسول ﷺ کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔

مگر

تفسیر اور حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔''

مودودی کی اس مکر پھی تحریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کو تفسیر کے لئے ایک نئے قرآن کی اور حدیث کے لئے ایک پیغمبر کی ضرورت تھی۔

رسول ﷺ سے اُمت کو کاٹ دینے کے لئے رسول ﷺ ہی کو درمیان میں لایا جا رہا ہے اور سنت کے نشانات کو مٹانے کے لئے سنت ہی کا تیشہ مستعار لیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں

''جو امور آپ (رسول اللہ ﷺ) نے عادتاً کئے ہیں وہ سنت بتا دینا اور تمام دنیا کے انسانوں[۱] سے مطالبہ کرنا کہ وہ ان عادات کو اختیار کرلیں، اللہ اور رسول کا ہرگز ہرگز یہ منشاء نہ تھا۔ یہ دین میں تحریف ہے۔'' (رسائل و مسائل ج ۲/۳۰۰، بحوالہ منصب رسالت نمبر)

[۱] تمام دُنیا کے انسانوں کی بات مودودی کی شاعری ہے کیونکہ حضور ﷺ کی پیروی یا اتباع کی تاکید صرف مسلمانوں کو ہے غیر مسلموں کو یا اُن مسلمان کہلانے والوں کو ہرگز نہیں جو اس حکم سے فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

مودودی اپنی بڑ میں اس حکم خداوندی کو فراموش کر بیٹھے کہ:

سورہ آل عمران (۳)۔ آیت (۳۱) اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری راہ چلو (تو) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

اب اگر کوئی امتی مودودی کی باتوں میں آکر حضور پر نور ﷺ کی پیروی سے گریز کرے گا تو پھر وہ محبت خدا سے محروم رہے گا اور بخشش سے بھی محروم ہو جائے گا۔

ادھر رہ جانے سے بہتر یہی ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی پیروی کی جائے۔ ورنہ اگلی آیت کی اس وعید کی زد میں آجائیں گے۔

اگلی آیت میں فرماتا ہے: کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ بھی کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

استغفر اللہ! جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے گریز کیا تو اللہ نے ایسے شخص کو کافر سے تشبیہ دی ہے۔ اللہ ہر امتی کو اس مودودی فتنے سے بچائے۔

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا مودودی کی تحریرات کو پڑھنے سے ایک مسلمان راست طور پر اپنے نبی ﷺ سے، صحابہ کرامؓ سے اولیاء کرامؒ سے اور ائمہ اربعہؒ سے کٹ جاتا ہے۔ اور سیدھا جہنم کا ٹکٹ کٹوا لیتا ہے۔ اس وجہ سے ان کی تحریرات پر سخت گرفت کا سلسلہ جاری ہے۔

وہابی تحریک پر ایک نظر

جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، اتر پردیش سے شائع کردہ کتاب ''**العذاب الشدید لصاحبہ مقامع الحدید**''، یعنی الدیوبندیت مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی سے بعض تفصیلات درج ہیں۔

''..........رسالت مصطفیٰ ﷺ کا آفتاب طلوع ہونا تھا کہ وہ ساری ظلمتیں دور ہوئیں اور تمام تاریکیاں کافور ہو گئیں۔ عالم انوارِ ہدایت سے معمور ہوا۔ **قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین** کا وہ ظہور ہوا کہ کفار و مشرکین کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔

خوش نصیب اس نور سے فیض یاب ہوئے اور نہایت مضبوطی اور اخلاص کے ساتھ دامن مصطفیٰ ﷺ تھام لیا۔

بدنصیب، قسمت کے مارے اپنی آنکھ بند کئے محروم ہی رہے۔ بلکہ بمصداق **یریدون یطیفوا**

نورا لله افواھھم اپنی پھونکوں سے نورکو بجھانے کی ناکام کوشش کرتے رہے مگر **واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون** ۔اللہ تعالیٰ اپنے نورکو کامل فرمائے گا اگرچہ کافروں کو بُرا لگے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضور پرنور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے دوگروہ ہوگئے ایک نے تو یہ شرارت کی کہ کھلم کھلا اپنی دشمنی وعداوت کا اعلان کردیا' رسالت مآب ﷺ کا صاف انکار کردیا۔ یہ گروہ کفار کے نام سے مشہور ہوا۔

دوسرے نے یہ خباثت کی کہ عداوت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے دلوں میں پرورش کرتے ہوئے زبانوں سے آپ کا کلمہ پڑھنا شروع کردیا۔

یہ گروہِ منافقین کہلایا' منافق بڑے شدومد کے ساتھ قسمیں کھا کھا کر توحید ورسالت کی شہادت دیتے' نمازیں پڑھتے' اور جہاد میں شریک ہوتے تھے مگر چوں کہ ایمان کے لئے صرف ظاہری کاروائی ہرگز مفید نہیں ہوسکتی۔

لہذا قرآن مجید نے صاف فرمادیا **وما ھم بمومنین** یہ ہرگز مومن نہیں۔ان کی ساری کاروائی دھوکہ دہی' فریب کاری ہے۔ **یخدون اللہ والذین آمنوا** الخ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔

مصنف کتاب ہذا کی تحریر' چند سطور بعد یوں ہے۔'' خلفائے راشدینؓ کے بعد اہل باطل کا یہ گروہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہوتا گیا' یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ان گمراہوں کے بہتر فرقے ہوگئے۔

ان میں جوضروریاتِ دین کے منکر ہوئے یا جنہوں نے شانِ رسالت ﷺ میں گستاخیاں کیں وہ یقیناً کافرومرتد ہیں ورنہ بددین، بدعتی اور گمراہ ہیں۔

چندسطور کے بعد منصف نے لکھا ہے کہ......ان ہی گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ وہابی ہے اس کا موجدابن عبدالوہاب نجدی ہے۔اس لئے اس فرقہ کووہابی کہتے ہیں۔

یہ وہ فتنہ ہے جس کی خبراس سے بارہ سو برس پہلے مخبر صادق ﷺ نے دی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے یمن اور شام کی برکت کی دعا فرمائی۔

نجد کے لوگ بھی حاضر تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائیں۔حضور ﷺ نے پھر یمن اور شام کے لئے دعا فرمائی پھر۔

انہوں (نجد والوں) نے دعا کی درخواست کی۔حضور ﷺ نے پھر یمن اور شام کے لئے دعا فرمائی اور نجد کے لئے دعا نہ فرمائی۔ بلکہ تیسری مرتبہ کی درخواست پر فرمایا۔

یعنی نجد سے زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

حضور ﷺ کے فرمان کے عین مطابق وہ شیطان کا سینگ ابن عبدالوہاب نجدی نکلا جس نے عقائد اہل سنت کے خلاف نئے عقیدے گھڑ کر ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا۔اس میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر ومشرک ٹھہرایا۔

اتفاق سے سن ۱۲۲۱ھ میں روم کی سلطنت میں ضعف پیدا ہوگیا۔ادھر اس کے دماغ میں ملک گیری کا سودا سمایا۔اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنی جمعیت قائم کر کے مکہ مکرمہ و مدینہ طیّبہ پر چڑھائی کردی۔اور اپنے عقیدے کے مطابق اہل سنت والجماعت کے قتل کو مباح کیا' اہل مکہ اور اہل مدینہ کے خون سے حرمین طیبین کی زمین رنگین کردی۔

مولف الدیوبندیت لکھتے ہیں کہ: ہندوستان میں وہابی فتنے کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی

ہیں۔ان کی ابتداء یوں ہوئی کہ کتاب ''التوحید (مصنفہ ابن عبدالوہاب نجدی) کا ایک نسخہ ان کے ہاتھ لگا۔

انہوں نے کچھ اس سے انتخاب کر کے اور کچھ باتیں اپنی طرف سے ملا کر اردو میں ایک رسالہ جس کا نام'' تقویۃ الایمان'' رکھا اس میں وہابی عقیدہ کے مطابق ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر ومشرک ٹھیرایا۔(کتاب الدیوبندیت سے اقتباسات ختم شد)

اقتباسات از کتاب:''تبلیغی جماعت حقائق اور معلومات کے اجالے میں

مولانا محمد علی جوہر کی وہ تقریر پڑھئے جو حجاز سے واپسی کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں کی تھی۔

''میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر وناظر جان کر کہتا ہوں کہ مجھے ابن سعود سے ذاتی عداوت ہے نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے' خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش۔سلطان ابن سعود اور ارکانِ حکومت اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کی رٹ لگاتے تھے لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انہوں نے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو دنیا کمانے کا آلہ بنا رکھا ہے' جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں' چوری کرتے ہیں' برا کرتے ہیں لیکن جو لوگ قرآن اور حدیث کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں۔'' (مقالات محمد علی جوہر صفحہ ۹۵'۹۶)

خلافت کمیٹی کا وفد جو ہندوستان سے گیا تھا اس نے واپس آ کر یہ رپورٹ پیش کی تھی

''ملک گیری کے لئے جو آلہ ان کے پاس ہے یعنی قوم نجد'اس کو ایک صدی سے زیادہ سے یہی سکھایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ سب مسلمان مشرک ہیں۔'' (غالباً اسی کا اثر تھا کہ مودودی نے بھی یہی لکھا تھا کہ کوئی مسلم گھرانے میں پیدا ہو جائے تو اس کو مسلم نہ مانا جائے)

اور نجدیوں کی گزشتہ صدی کی تاریخ گواہ ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے' جس قدر خوں ریزی انہوں نے کی وہ صرف مسلمانوں کی' کی ہے۔

''''''''''''''''''''

سپاہ ابلیس کے بغض وعناد نے اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت کو باطل کرنے کی کوشش کی ہے۔

اہل حدث یعنی سپاہ ابلیس کا مذہب ہی اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت کو باطل کرنے کی کوشش کرنا اور اللہ کے محبوب بندوں کی عظمتوں کو ان کی دانست میں گھٹانا ہوتا ہے، خاص طو یہ لوگ ذات پاک رسالتمآب ﷺ کی عظمتوں اور مقامات قرب ِالٰہی کو ِان کے خیال میں عمومیت پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی جنون میں وہ آیات قرآنی کے معنی ومفہوم کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔سورہ الانبیاء آیت ۱۰۷۔''اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

لیکن یہ سپاہ ابلیس اپنے فکری مورث اعلیٰ یعنی ابلیس کی فکر کے تحت اس عظمت مصطفٰے ﷺ کا انکار کرتے ہیں۔غور طلب یہ بات ہے کہ کیا یہ مسلمان بھی ہیں؟

کیونکہ پہلے انہوں نے راست انکار کرنے کے بجائے یوں سوال داغا کہ:''جہاں میں آدم علیہ السلام سے لے کر ہر نبی کی امت شامل ہے، اگر آپ ﷺ سب رسولوں کے آخر میں آئے تو پہلے لوگوں کیلئے رحمت کیسے ہوئے؟ یعنی راست طور پر اللہ سے پرسش کررہے ہیں کہ جب تو نے محمد کو انبیاء کے آخر میں روانہ کیا تو پھر آپ رحمۃ للعلمین کیسے ہوئے؟

ان کی آتش حسد جو حضور پرنور کے تئیں جل رہی ہے اور بجھتی ہی نہیں، چنانچہ یوں بکواس کرتے ہیں کہ''دراصل ''عالمین'' کے لفظ سے دھوکہ ہوا ہے۔''

سوال یہ ہے کہ مترجم نے دھوکہ دیا ہے یانعوذ باللہ خدائے تعالیٰ نے دیا ہے؟ اس کی جواب دہی اسی سپاہ ابلیس پر ہے۔

پھر لکھتے ہیں ''یقیناً اللہ رب العٰلمین ہے اور عالمین سے مراد کائنات کی ہر چیز ہے، لیکن ''عالمین'' محدود ہے۔

(۲) ایک حدیث قدسی ہے۔''لولاک لما خلقت الافلاک''۔ترجمہ: (اے محمد) اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو کائنات کو پیدا نہ کرتا۔''

نجدی اس حدیث شریف کی تردیدیوں کرتے ہیں۔تخلیق کائنات کا سبب رسول اللہ ﷺ کی ذات نہیں ہے۔اس حدیث کا راوی عبدالرحمٰن بن زید ہے، اپنے والد سے موضوع روایات بیان کرتا ہے۔(التوسل از علامہ ناصرالدین)'

سورہ الذاریات: **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**'':ترجمہ: میں نے جنوں اور انسانوں کوصرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

نجدی وہابی تردید: معلوم ہوا کہ تخلیق کائنات کا سبب بلکہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے۔

سورہ الانفال (۸) ۔آیات نمبر ۶۱، ۶۳، ۶۷، ۶۸ اور ۶۹

۶۱۔اگروہ (کفار) صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ۔

یہاں خوب خوں ریزی کا نہیں بلکہ صلح کا حکم ملا ہے۔یہ نکتہ ذہن نشین رہے۔

۶۳۔اگروہ (کفار) تجھ سے دغابازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے۔

آیت ۶۷: کسی پیغمبر کے لئے یہ زیبا نہیں کہ اپنے ہاں قیدیوں کو رکھے، جب تک (کافروں کے قتل سے) ملک میں خوب خوں ریزی نہ کردے۔

آیت (۶۸): اگر اللہ کا حکم پہلے سے مقدر نہ ہو چکا تو تم نے جو (زرفدیہ) لیا ہے، اس کے بدلے تم کو عذاب پہنچتا۔

آیت (۶۹): سو جو مال غنیمت تم کو ملا، حلال طیب سمجھ کر کھاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

اب آیئے اصل واقعہ کیا ہے اور نجدیوں نے اپنے بغض رسول کی وجہ سے بات کو کہاں پہنچا دیا؟

جنگ بدر کے وقت ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی بنا لئے گئے تھے۔ قیدیوں کے تعلق سے حضور پرنور ﷺ کے مشورہ فرمانے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ قیدیوں کو قتل کر دیجئے تا کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ زر فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے، اور اس رقم سے ہتھیار خریدے جائیں۔ حضور پرنور ﷺ کو یہ مشورہ پسند آیا اور آپ ﷺ نے اسی پر عمل فرمایا۔ عبدالوہابیوں کو یہ مشورہ پسند نہ آیا اور اس کو نعوذ باللہ غلطی بتلا کر باعث عتاب بھی بتلایا گیا۔ (دیکھئے قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی تفسیر۔ طبع و تقسیم منجانب شاہ فہد، سعودی عرب)

جنگ بدر پہلی جنگ تھی، حسب الحکم (سورہ الانفال (۸) آیت: ۶۷ پہلے خونریزی ہو چکی تھی، نور سراپا نور، رحمت سراپا رحمت ﷺ نے مزید کسی اقدام کو گوارہ نہ فرمایا، چنانچہ زر فدیہ کے زیر عنوان قیدی رہا کر دیئے گئے۔

وہابی نجدیوں نے اپنے روایتی اور عبدالوہاب کے زمانہ سے چلے آرہے قتل و خون کے چٹخارہ اور لذت کی وجہ سے اس بات کو پسند نہ کیا اور اس کو حضور پرنور ﷺ کی (نعوذ باللہ) غلطی اور اللہ کی طرف سے عتاب فرمانے کا شوشہ چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ خود کو مسلمان کہنے والے میرے حبیب کے سخت دشمن ہوں گے اور بات کا بتنگڑ بنا دیں گے۔

آیت (۶۹) میں اس بتنگڑ کو بے اثر فرما دیا، اور فرما دیا کہ میرے حبیب پر میرے خوف سے زیادہ میرا عشق غالب ہے، اور یہ بات میری خوشنودی کا باعث ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو حبیب کو حکم دیا جاتا کہ زر فدیہ واپس کر دو اور دوبارہ کفار کی گردنیں مارو۔ اس کے بجائے حبیب ﷺ نے اپنی رحم دلی و رحمت سے اور اس خیال سے کہ حسب حکم خداوندی پہلے خونریزی ہو چکی ہے۔ قیدی تو بہر حال (کافر ہی سہی لیکن) مخلوق تو میرے پروردگار کی ہے، لہٰذا اپنے رحم کو اور عفو و درگزر کو غالب رکھا۔

وہابیوں نے اس عمل کو باعث عتاب بتلانے کی چال چلی، لیکن اللہ تعالیٰ اس عمل مبارک کو باعث

عتاب نہیں بلکہ باعث خطاب فرمایااور یوں فرمادیا:

آیت (۶۹) ''سو جو مال غنیمت تم کو ملا، حلال طیب سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بخشنے والامہربان ہے۔''

امتیان محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مال حلال طیب دیا جاتا ہے اس کی شان یہ ہوتی ہے کہ عذاب تو درکنار حساب بھی نہیں لیا جاتا، یعنی یہ منجانب خداانعام ہےاوراظہارخوشنودی ہے۔

ان وہابیوں میں کاایک قوال آیاتھا،اس کوہم نے پاگل دہقانی کانام دیاہے۔

قارئین کرام! آپ میں سے بعض کرکٹ کے کھیل سے واقف ہیں تو جانتے ہوں گے تیز رفتار گیند باز یعنی باؤلر بہت دور سے دوڑتا ہوا آتا اور گیند پھینکتا ہے، اسی طرح اس پاگل نے صرف حضور پرنور ﷺ کو سفارش نہ کرسکنے والے اور بخشش نا کرواسکنے والے ظاہر کرنے اور بھی کئی انبیاءعلیہم السلام اور اللہ کے محبوب بندوں کو مجبور ظاہر کرنے کی چال چلی تھی، حالانکہ آپ تمام حضرات نے صرف رضاءالٰہی کی خاطر اپنی گردنوں کو جھکادیا تھا۔

حضور پرنور ﷺ کی عظمتوں سے نجدی انکار

بذریعہ کتاب

''علوی مالکی سے دودو باتیں''

حب رسول ﷺ سے بھرپور ایک کتاب ''الـذخـائـر مـحـمـديـه''ازعلوی مالکی پرنجدی حاسدین کی بغض وعنادِرسول سے بھرپور شدید تنقیدیں یا عظمتوں اور رفعتوں سے کافرانہ ہٹ دھرمی پر مبنی کتاب ''علوی مالکی سے دودو باتیں''۔

نجدیوں کے خیالات اوران کے حبِ رسولؐ یا بغض رسولؐ معلوم کرنے کے لئے ان ہی کی ایک

کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ جو دراصل علوی مالکی صاحب کی کتاب ''الذخائر محمدیہ'' کی تردید میں لکھی گئی ہے۔ حالانکہ مولف نے حضور ﷺ کے عشق میں ڈوب کر یہ کتاب لکھی تھی۔

کتاب کو پڑھ کر نجدیوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور انہوں نے سعودی عرب کے ایک عالم شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع' قاضی عدالت مرافعہ مکہ مکرمہ سے تردید لکھوائی۔ کتاب کا نام ''علوی مالکی سے دو دو باتیں'' ہے۔

اس عربی کتاب کا ترجمہ ادارۃ البحوث الاسلامیہ' جامعہ سلفیہ بنارس نے شائع کیا۔ مترجم محمد رئیس ندوی ہیں۔

تو آیئے پہلے الزخائر محمدیہ کی تحریر پڑھیں' اس کے بعد غیض وغضب سے بھری ہوئی وہابی عالم کی تحریر کا ترجمہ پھر اس کے بعد نتیجہ کے زیر عنوان چند سطور۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۵۶ پر ''میں نے جب دیکھا کہ زمانہ ساری کائنات سے جنگ کر رہا ہے تو میں سید کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے نعل مبارک کو اپنی حفاظت کے لئے قلعہ قرار دیا''۔

میں انوکھے طریقہ پر مستحکم دیوار پناہ کے ذریعہ دست بروئے زمانہ (زمانے کے ظلم وستم) سے اپنی حفاظت کرنی چاہی تو اس دیوار پناہ اور قلعہ کے سایہ میں امن وامان حاصل ہو گیا۔

عشقِ محمدی ﷺ میں ڈوب کر لکھی جانے والی یہ تحریر نجدیوں کو کباب کر گئی اور انہوں نے بغض محمدی ﷺ کے تحت اس تحریر کو شرک یا متبدعانہ باتیں بتلائیں اور پناہ طلب کرنے اور مقام امن بتلانے پر یوں لکھا کہ ''حالانکہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی پناہ مانگنا شرک اکبر کی ایک قسم ہے''۔

نتیجہ: حضور ﷺ سے پناہ طلب کرنے کا مطلب آپ ﷺ کا مبارک واسطہ ووسیلہ' صدقہ اور طفیل چاہنا ہے اس میں شرک کہاں سے گھس آیا؟

ابتدائے اسلام میں جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو مکہ سے نکالا گیا تو آپ ؓ یمن تشریف لائے

ایک سردارِ قبیلہ ابن الدغنہ نے آپ کے اوصاف حسنہ بیان کئے اور مکّہ سے نکالے جانے کی بات پر کہا ''میں آپ کو پناہ دیتا ہوں'' حضرت ؓ نے اس ''پناہ'' کو قبول فرمالیا۔

بعدازاں جب کافروں نے ابن الدغنہ پر دباؤ ڈالا کہ وہ اپنی پناہ واپس لے لے تب اس نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے عرض کیا کہ میری پناہ مجھے واپس لوٹا دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا ''میں تیری پناہ تجھے واپس کرتا ہوں اور اللہ عزوجل کی پناہ پر راضی وخوش ہوں۔ اس طرح آپ ؓ نے ابن الدغنہ کی پناہ اس کو واپس فرمادی۔

حضور ﷺ کی پناہ طلب کرنا عین ایمان ہے اور حضور ﷺ سے بچ کر نکل جانا شرک اور سیدھے شیطان کی پناہ میں آ جانا ہے۔

علوی مالکی نے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ ''نبی ﷺ کی شب ولادت، شب قدر سے افضل ہے'' نجدیوں کو یہ بات بھلا حلق سے کیسے اترتی؟ چنانچہ یوں لکھا کہ ''حالانکہ یہ واضح طور پر غلط ہے، شب قدر بلاشبہ تمام راتوں سے افضل ہے۔''

نتیجہ : حضور اکرم ﷺ کی مبارک ولادت کی رات یقیناً سینکڑوں شب ہائے قدر سے افضل و اعلیٰ ہے۔

کیونکہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد اب تک تقریباً زائد از چودہ سو بار شب قدر آئی اور آئندہ کتنی شب ہائے قدر آئیں گی اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، لیکن ولادت نبی ﷺ کی رات صرف ایک ہی رات منفرد، افضل اور اعلیٰ ہے۔

علوی مالکی نے صفحہ ۵۴ پر لکھا ''کاش مجھے رسول اللہ ﷺ کے رخِ انور کی ایک مرتبہ زیارت نصیب ہوجائے، آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی یہ خصوصیت ہے کہ جس کسی نے دیکھا اس کی ساری کلفت دور ہوگئی۔''

نجدی وہابی عالم نے جل بھن کر بلکہ کوئلہ ہو کر صفحہ نمبر ۱۸ پر یوں لکھ مارا۔ ''یہ مکذوب و باطل بات

ہے۔آپ ﷺ کی زندگی میں آپ کو بہت سارے لوگوں نے دیکھا جن کی کافرانہ روش اور کلفت و پریشانی زائل نہ ہوئی۔“

نتیجہ: مذکورہ بالا تحریر علوی مالکی کی تردید میں ہی نہیں بلکہ عظمتِ رسول ﷺ کو دانستہ گھٹانے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ابوجہل اور ابولہب کی کافرانہ روش بے شک ہرگز نہ بدلی تھی اسی وجہ سے ان کافروں کی کلفت و پریشانی دور نہ ہوئی اس میں قصور ہٹ دھرمی اور کفر کا ہے۔

چمگاڈر سے جب پوچھا گیا کہ تو دن میں باہر کیوں نہیں نکلتی اس نے کہا میں رات کے اجالے کی عادی ہوں، دن کے اندھیرے میں نکلنا مجھے پسند نہیں۔(مفہوم ماخوذ از کتاب انیس الارواح)۔

الغرض نجدیوں کی یہ کتاب بغض وعناد سے بھری ہوئی ہے۔

ان کی شقی القلبی اور سنگدلی ملاحظہ کیجئے۔

اردو ترجمہ والی نجدیوں کی اس کتاب کے صفحہ ۴۵ پر یوں لکھا کہ ”صحیح بخاری شریف، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جنگ احد میں زخمی ہو گئے تھے اور آپ کے سامنے والے دانت توڑ دیئے گئے تھے۔“

اس تحریر سے یوں لگ رہا ہے کہ قصاب نے چھری رکھ کر قلم تھام لیا ہے۔

حالانکہ حضور ﷺ کا ذکر آئے تو قلب و روح، قلم و قرطاس سب کو ادب میں ڈوب جانا چاہئے۔یوں بھی لکھا جاسکتا تھا ”جنگ احد میں حضور ﷺ کو زخموں کی زحمت اٹھانی پڑی تھی اور آپ ﷺ کے پرنور اور مبارک دندان کو شہید کر دیا گیا تھا۔“

چونکہ ان نجدیوں نے حضور پرنور ﷺ کی محبت اور عظمت کو اپنے دلوں سے کھرچ ڈالا ہے اور چاہتے یہ ہیں کہ ساری اُمت ان ہی کے نقش قدم پر چلے۔ ہر وہ راستہ جو حضور پرنور ﷺ تک لے جانے والا ہے اس کو یہ لوگ کاٹ دیتے ہیں یعنی دوسرے معنوں میں امتیوں کو دوزخ کی طرف ہانکنے

کی کوششوں میں جٹے ہوئے ہیں۔

نجدی، اولیاء کے اور صوفیوں کے بھی دشمن ہیں، علوی مالکی نے ان اللہ والوں کی تعریف وتوصیف کی تو اس کے جواب میں نجدیوں نے لکھا ''جو ہمارے علم کی حد تک داعیانِ ضلالت سے صادر ہوئے اور نہ تصوف کے قطب لوگوں سے۔''

نتیجہ : غور فرمایئے داعیانِ ضلالت کے ساتھ ارباب تصوف کا ذکر انتہائی گمراہ کن اور دیانت کے خلاف بلکہ بغض وعناد سے بھرپور ہے۔ اور دلوں کی سیاہی کا اظہار ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ان سنگدلوں کو یہ نہیں معلوم کہ قطبیت کا تعلق ولایت سے ہوتا ہے نہ کہ تصوف سے۔

عبدالوہابی پروپیگنڈا؟ :

ماہ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ میں دار القاسم للنشر والتوزیع ریاض سعودی عربیہ کی جانب سے شائع شدہ (غالباً ہر سال کی طرح) اس سال ۱۴۳۴ھ میں بھی وہابی پروپگنڈہ پر مشتمل ایک کتابچہ بزبان اردو حاجیوں کے لئے مفت تقسیم کیا گیا ہے۔

اس کا نام ''توحید کا قلعہ'' ہے درج ذیل وہابی مواد اور اس پر تبصرہ قارئین کرام کے لئے مفید ثابت ہوگا اور انشاء اللہ وہابی تحریک کے تعلق سے ذہن وفکر کے کسی کونے کھدرے میں کوئی حسن ظن موجود ہو تو وہ دور ہو جائے گا۔

صفحہ (۹) ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اولیاء، شیطانوں اور جنوں وغیرہ کے نام پر جانور ذبح کرنا توحید کے منافی ہے''

تبصرہ : بے شک غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ شرک ہی ہے۔

لیکن وہابی کاریگری یا چابکدستی کے تحت اولیاء کے ساتھ شیاطین یا جنات کا ذکر یہ ثابت کرتا ہے

کہ وہابیوں کے نزدیک نعوذ باللہ اولیائے کرام رحم اللہ اجمعین شیطانوں اور جنوں کی صف میں ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم:"اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی رنج ہے نہ غم"۔

اولیاء کے ساتھ شیاطین کے ذکر کرنے کا منشاء لوگ اولیاء کرامؒ سے بھی بددل ہو جائیں۔

اور اولیاء کے راستے یا وسیلے سے بلکہ ہر اُس راستے سے مسلمانوں کو کاٹ دیا جائے جو حضور پرنور ﷺ تک پہنچانے والا ادب و عشق کا راستہ ہے،جس سے حب نبی ﷺ نصیب ہوسکتا ہے۔

لیکن نجدیوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ اُمتی اپنے پیغمبر سے قریب نہ ہو جائیں۔

اہم بات یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی درگاہوں پر جو پکوان ہوتا ہے اور اس کے لئے جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں وہ اولیاء کے نام پر نہیں بلکہ اللہ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں، پکوان تیار ہونے پر اس کا ثواب صاحبِ مزار کی روح کو پہنچایا جاتا ہے۔

کوئی مسلمان مرجائے گا لیکن وہ شیطانوں یا جنوں کے نام پر ذبح نہیں کرے گا۔

وہابی پروپگنڈہ کے ذریعہ یہ کوشش کی جارہی ہے کہ درگاہ پر جانے والوں کو غیر محسوس طریقہ پر شیطانوں اور جنوں کا چاہنے والا بلکہ پرستش کرنے والا بتلایا جائے۔اس طرح موحدین کو مشرکین بتلانے والے خود مشرک ہیں۔مسلمان' مسلمان ہی رہتا ہے۔

صفحہ(۱۰): اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے سے مدد یا پناہ طلب کرنا شرک اکبر کی قبیل ہے

تبصرہ: گذشتہ صفحات میں سے کسی صفحہ پر آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یمن کے غیر مسلم امیر ابن الدغنہ کی "پناہ" قبول فرمائی تھی۔

صفحہ(۱۱) : "جادوگروں' کاہنوں' نجومیوں کے پاس جانا عقیدہ توحید کے منافی ہے" بات درست ہے لیکن ذہن کو پلٹا دینے کے لئے یہ جملے پڑھئے ...."اگر چہ وہ اپنے آپ کو اولیاء ومشائخ کے نام سے موسوم کریں۔"

مسلمان ولی ان کو ہی مانتے ہیں جن کی ولایت مسلمہ چلی آ رہی ہے ہر کس و ناکس کو ولی نہیں مانتے، رہے مشائخ تو ان کا مقام علیحدہ اور قابل احترام ہے۔

لیکن ان الفاظ کو اولیاء و مشائخ کو جادوگروں، کاہنوں، نجومیوں کے ساتھ جوڑ دینا دراصل لوگوں کو اولیاء سے اور مشائخین کرام سے برگشتہ و دور کر دینے کی وہابی چال ہے۔

نوٹ: آپ نے پڑھا ہوگا کہ دیوبندی لوگ کس طرح امت کو پیغمبروں، حضور پرنور ﷺ اور صحابہ، شہدائے کرام اور بزرگوں سے دور کر دینے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر ایسے نام نہاد موحدین کے دلوں میں اپنے اکابر کی محبتوں اور ان کی روحانیت کے تعلق سے محبت بھر دیتے ہیں۔ اسی طرح ان کے فکری امام عبدالوہابی بھی امت کو اپنے پیغمبر، صحابہ، شہدا، بزرگوں سے دور کر دیتے ہیں۔

صفحہ (۱۴): ''وہ (وہابی) سنتوں پر عمل پیرا ہی جن کے مظاہر ان پر داڑھی کو پورے طور پر چھوڑنے''

تبصرہ: داڑھی کو جو چھوڑتے ہیں تو پیٹ تک آ جاتی ہے جس کی مثال گزشتہ چودہ سو برسوں میں ملنی مشکل ہے۔ کھینچ کھینچ کر پیٹ تک لایا جاتا ہے، جبکہ بال اگر جمائل ہوں تو داڑھی بس مٹھی میں آ سکتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھتی۔

صفحہ (۱۵): کافروں اور منافقوں سے محبت رکھنا اور ان کی آؤ بھگت کرنا اور انہیں سید کہہ کر پکارنا توحید کے منافی ہے۔

تبصرہ: وہابی ٹیکنک ملاحظہ فرمائیے۔ قابل نفرت کے ساتھ قابل احترام شخصیتوں کو ملانا، دراصل ان کے احترام کو نفرت اور بے ادبی میں تبدیل کرنے کی مکارانہ کوشش ہے۔ چنانچہ آپ دیکھئے جس نے وہابی گھٹی پی لی اس کی نظر میں حضور پرنور ﷺ کا بھی وہ احترام باقی نہیں رہتا بلکہ انداز نہایت گستاخانہ ہو جاتا ہے۔

چونکہ سادات حضور اکرم ﷺ کی نسبت کی وجہ سے قابل احترام ہوتے ہیں تو وہابی اپنے بغض رسول ﷺ کی وجہ سے سادات سے بھی سخت نفرت رکھتے ہیں، اور عام مسلمانوں کے دلوں میں بھی اسی نفرت اور عداوت بلکہ بغض رسول ﷺ کی آبیاری کرتے ہیں۔

اور اپنے ہونے والے حشر سے ڈھٹائی کی آخری حد تک بے پرواہ ہیں جبکہ مفہوم حدیث یوں ہے کہ جو اہل بیت سے بغض رکھتا ہے اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا۔

صفحہ (۱۶) : اس طرح عقائد و اخلاق پر دونوں گوشوں میں اہل سنت والجماعت فرقہ ناجیہ کے نہج پر چلنا بھی ضروری ہے۔

تبصرہ : بدبختی یہ ہے کہ وہابی جو اکثر و بیشتر معاملات میں اہل سنت سے کٹ چکے ہیں خود کو اہل سنت میں شامل باور کرواتے ہیں حالانکہ ان کے امور و معاملات اس کی تصدیق نہیں کرتے بلکہ اس بات کا علی الاعلان اظہار کرتے ہیں کہ یہ اہل سنت میں باقی و برقرار نہیں ہیں۔

اہل سنت کے بنیادی عقائد سے کوسوں دور، یہ وہابی جو خود کو ان جیسے بتلاتے ہیں اس کا منشاء اہل سنت کہلوانے والوں کو بھٹکا کر وہابی بنانے کی کوششوں کے سوا اور کیا ہے؟

تبلیغیوں کے پاس تو بیعت ہے، خلافت بھی ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ یہ لوگ کسی نامعلوم قبر پر مجاور بن کر بیٹھ جائیں اور عقیدت مندوں کو اپنے نظریات کا اسیر بنالیں۔

ایسا شخص جس کو بیعت و خلافت ملی اور وہ اس درگاہ کا عقیدت مند بھی ہو جائے، لیکن وہ بنیادی طور پر وہابی ہی رہے گا۔ اس طرح اس پرکشش طریقہ سے اور بھی آتے جائیں گے اور ان کے اس فکری زنداں کے ہی اسیر رہیں گے۔ عوامی مزاج کے لحاظ سے یہ کھیل مفید رہے گا۔

اب یہ اہل سنت کہلوانے والوں کا فریضہ ہے کہ وہابی عقائد کی اصلیت سے نقاب الٹ کر ان کا اصلی چہرہ امتیوں کو دکھلائیں۔

صفحہ (۱۸) موت کے بعد پیش آنے والے امور مثلاً قبر وغیرہ کے احوال پر ایمان رکھا جائے۔

تبصرہ : عذاب قبر برحق ہے لیکن عذاب میں کمی کے لئے اسوۂ رسول ﷺ موجود ہے زیارت کی جائے، پھول یا سبزہ جب تک قبر پر تازہ رہے گا مصروف ذکر الٰہی رہے گا جس سے مردہ کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے وہابی اہل قبور اس نعمت سے محروم رکھے جاتے ہیں۔

صرف احوال پر ایمان رکھنے کی حد تک یہ اہل قبور رہ جاتے ہیں عذاب کی کمی یا دوری کے لئے وہابیوں کی طرف سے کوئی کوشش یا دعا نہیں کی جاتی۔

صفحہ (۲۳) ''اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت شاذ صحیح احادیث کے مخالف ہے۔ اہل علم کے نزدیک ایک شاذ کا حکم یہ ہے کہ اس پر احکامات کو موقوف کرنا جائز نہیں ہے''

ان کے پاس اہل علم کہہ کر جو راگ الاپا جاتا ہے، معلوم نہیں کہ یہ اہل علم کون ہیں۔ ان کے نام معلوم ہو جائیں تو امتی دشمنان رسول سے دور ہو جائیں گے۔

تبصرہ : یہ بھی ایک وہابی ٹیکنک ہے کہ حدیث صحیح اگر ان کے مطلب کی نہ ہو تو اس کو شاذ' غریب یا موضوع کہہ دیں گے اور انکار حدیث کے لئے بہترین جواز بنالیں گے۔

صفحہ (۲۴) : مدد یا نبی اللہ، مدد یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا شرک اکبر ہے۔

تبصرہ : حضور پرنور ﷺ اپنی مزار پرانوار میں آرام فرما ہیں اور حیات ہیں صرف شریعت کا پردہ ہے۔ چنانچہ درود شریف کے پڑھنے والے کا درود آپ کی خدمت میں پہنچایا جاتا ہے اور مزار پرانوار پر حاضر ہو کر درود و سلام پڑھنے پر آپ جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔

جہاں مدد کا مانگنا ہے وہ یوں ہے کہ اصل کارساز اور مالک خدا ہی ہے۔ جو سب کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، خاص کر انبیاء و اولیاء کے وسیلے سے مانگی گئی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے مقبول و مقرب ہوتے ہیں۔

مسلمان خدا کے سوا کسی کو بھی کارساز نہیں مانتا۔ لیکن اس کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام ؒ اور اپنے مقرب بندوں کو اپنے خزانوں میں سے خزانے عطا فرما دیتا ہے۔ مقربانِ الٰہی سائلین کو ان ہی خزانوں میں سے دیتے ہیں۔

کیونکہ سائل کو ٹالنا مقربانِ الٰہی کی شان نہیں بلکہ سائل کو عطا کرنا ہی ان کی شان ہے۔

صفحہ (۲۵) ''علماء اہل سنت والجماعت سے تمام اس بات پر متفق ہیں کہ مُردوں مثلاً انبیاء علیہم السلام، غائب لوگوں مثلاً فرشتوں اور جنات وغیرہ، اس طرح بتوں، پتھروں، درختوں یا ستاروں وغیرہ سے مدد(۱) طلب کرنا شرک اکبر ہے۔

سینگ پر یواریوں کی یہ ادا بھی خاص ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہل سنت بتلاتے ہیں۔ جبکہ ان کے معتقدات میں دور دور تک سنی اعتقادات کا پتہ نہیں، یہ لوگ صرف سنیوں کو جھانسہ دینے ایسی چالیں چلتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا کام ہے کہ وہ پر یواری مکر وفریب کا شکار نہ بنیں۔

(۱) مدد طلبی صرف خدا سے ہوتی ہے، انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام یا دیگر بزرگوں کے وسیلوں سے مسلمان دعا مانگ سکتے ہیں جو شرعاً جائز ہے۔

تبصرہ : مسلمانوں پر یہ تہمت باندھنا کہ وہ فرشتوں، جنات، پتھروں، درختوں اور ستاروں بلکہ بتوں سے مدد طلب کرتے ہیں، نہایت نامناسب ہے اور یقیناً ایسی تہمت باندھنے والے خدا کی سخت گرفت میں ہیں بلکہ خدا کی مار ان پر ہے۔

بہت ممکن ہے کہ بغض رسول کی وجہ سے ان پر یہ عذاب ہے کہ یہ لوگ پتھروں، درختوں، ستاروں بلکہ بتوں سے مدد طلب کرتے ہوں۔ کیونکہ عام کلیہ یہ ہے کہ جو آدمی جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی وہ دوسروں کو بھی سمجھتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

وہابیوں اور اہل سنت میں کوئی نسبت نہیں، وہابی خود کو اہل سنت میں شامل ظاہر کرتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں باحیات ہیں ان کو رزق پہنچتا ہے۔ اور زمین کی مجال نہیں کہ ان کے پرنور اجسام کو کوئی نقصان پہنچائے۔

یہ حیات کا عطا کیا جانا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

سب کو یکساں کر دینا انبیاء علیہم السلام کو غائب ماننا اور ان کی ہی صف میں نہ صرف فرشتوں اور جنات کو لا کھڑا کر دینا بلکہ ان ہی کی صف میں بتوں، پتھروں، درختوں یا ستاروں وغیرہ کو شامل کر دینا بغض انبیاء کی دلیل ہے۔

اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ توحید کی تعلیم دینے کے نام پر مسلمانوں کے ذہنوں میں پراگندگی اور انبیاء علیہم السلام سے دوری کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

صفحہ (۲۷) : جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

تبصرہ : مسلمان جب حضور پرنور ﷺ کو یاد کرتا ہے مدد طلب کرتا ہے یا بغیر کسی مقصد کے صرف عشق نبی میں یا رسول اللہ کہتا ہے تو یہ دوسرے معبود کو پکارنا نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ کو امتی خدا نہیں سمجھتا اور نہ ہی خدا سے جدا مانتا ہے۔

بلکہ مخلوق میں شامل، خدا سے واصل کا عقیدہ رکھتا ہے۔

قربتِ الٰہی کی یہ بات وہابیوں کو ناپسند ہے اسی لئے ''دوسرے معبود'' کا طنز کرتے ہیں۔

''مُردوں مثلاً انبیاء علیہم السلام'' کا مطلب یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ساتھ حضور پرنور ﷺ کو قبر پُر انوار میں باحیات نہیں مانتے بلکہ (نعوذ باللہ) بے حیات مانتے ہیں۔ اور راست حضور ﷺ کا نام لینے کے بجائے انبیاء علیہم السلام کی آڑ میں یہ حملہ کرتے ہیں۔

ایسے دشمنانِ رسول اور کاذبین پر لعنت ہے۔ ان کے تعلق سے حضور ﷺ نے فرما دیا تھا کہ یہ لوگ ایسی ایسی باتیں لائیں گے جن کو تم یا تمہارے بڑوں نے نہیں سنا تھا۔

وہابی بکواس صفحہ (۴۱) اس حدیث شریف سے یہ بات آشکارہ ہوگئی کہ مردے ہی زندہ افراد کی دعاواستغفار کے محتاج ہیں۔

تبصرہ : تو پھر تم وہابی لوگ دفن کر کے آنے کے بعد دوبارہ جا کر اپنے مردوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعاءواستغفار کیوں نہیں کرتے؟

صفحہ (۴۲،۴۳) ہم یہ کیسے مان لیں کہ قبروں میں مدفون ہستیاں' حاجت روائی' اور مشکل کشائی کرتی ہیں جبکہ اصول یہ ہے کہ جوخود بھوکا ہے وہ دوسروں کو کہاں سے کھلائے گا۔

تبصرہ : مسلمان اولیاءاللہ رحم اللہ اجمعین کی مزار پر حاضری دیتے ہیں اوران سے حاجت روائی اور مشکل کشائی طلب کرتے ہیں تو خدائے تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں کے وسیلے سے آنے والوں کی مشکلات اور تکالیف دور فرمادیتا ہے۔

کیونکہ ان بزرگوں نے خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلایا تھا یہ ایثار تھا' بعد انتقال بھی یہ سلسلہ جاری ہے وہابی لغت میں ایثار یا' روحانیت اور ولایت جیسی باتیں ہرگز نہیں ملتیں۔

صفحہ۴۴ وہابیوں نے اولیاءاللہ کے پاس حاضری دینے والوں کو بتوں کے پجاری بتلایا۔

چنانچہ یوں زہر اُگلا کہ ''اولیائے کرامؒ کا وسیلہ لینے والے چونکہ بتوں کے پجاریوں کی قبیل سے ہیں تو شیطان انہیں بھی راہ حق سے بہکاتے ہیں جس طرح قدیم زمانے میں بتوں کے پجاریوں کو بہکاتے تھے۔''

اللہ کی لعنت ہو ان پر انہوں نے اللہ کے دوستوں یعنی اولیائے کرام کو بتوں کے مماثل قرار دیا۔ اور زائرین کو پجاری بتلایا۔

موحدین کو شیطان کا پجاری بتلانے والوں کو ہم خدائے پاک و برتر پر چھوڑتے ہیں۔

وہابیوں کے لئے یہ بات باعث عبرت ہے کہ شیطان جن سے دور بھاگتا ہے مثلاً انبیاء'

اولیاءُ صالحین۔تو وہاں یہ شیطان کی موجودگی کے قائل ہیں۔

اب وہ مقامات جہاں یہ لوگ رہتے بستے ہیں اُن کی مجالس جو بغض رسول اور بغضِ مقربانِ بارگاہِ الٰہی سے بھرپور ہوتی ہیں۔وہاں شیطان کی موجودگی کو بلاحیل و حجت،آنکھ بند کر کے مانا جاسکتا ہے۔

اور یہی شیطان ان کے بغض کی آگ کو جو اللہ والوں کے ساتھ ہے' اور بھڑکا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنین کو نفس' شیطان اور اس کے ان دوستوں سے محفوظ و مامون رکھے۔آمین

وہابیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ

''شیطان سب سے پہلے ولی کا روپ دھارتا ہے۔ پھر شیطان مرید کی بعض ضرورتیں پوری کر دیتا ہے۔اور بعض پریشانیوں سے چھٹکارا دلا دیتا ہے''۔

تبصرہ : لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔ایک طرف اللہ والے بے بس' ان کا وسیلہ مانگنا بے کار لیکن شیاطین جو بارگاہ الٰہی کے راندۂ درگاہ ہیں ان میں وہابیوں نے یہ قوت تسلیم کر لی ہے کہ وہ ضرورتوں کی تکمیل کر دیتے ہیں اور پریشانیوں سے چھٹکارہ دلا دیتے ہیں۔

اور شیطان کے ولی کا روپ دھارنے کے وہابی قائل ہیں لیکن اتّقی ہرگز نہیں مانتے۔

وہابیوں کی اس تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ جب انبیاء' اولیاء اور اللہ والوں کے تعلق سے بغض وعناد سے دل بھرے ہوتے ہیں تو اس کی ماریوں پڑتی ہے کہ ایسے آتش کدے والے شیطان کو ولی مانتے اور پریشانیوں سے چھٹکارا دلانے والا مانتے ہیں۔

اگر یہی ''توحید ہے تو پھر کفر اور طاغوت کیا چیز ہے''؟

بارگاہِ الٰہی سے دھتکارا ہوا ان وہابیوں کی دانست میں انسانوں کی ضرورت کی تکمیل کر دیتا ہے؟ اور پریشانیوں سے چھٹکارا دلا دیتا ہے۔اور اس کے برعکس وہابیوں کا گمانِ فاسد یہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء جو لاریب مقربینِ بارگاہ الٰہی ہیں،نعوذ باللہ مجبور و بے بس ہیں۔

مقامِ غور ہے کہ نعوذ باللہ شیطانی تصرفات کے یہ لوگ قائل ہیں۔

اگر شیطان کو ضرورتوں کی تکمیل کر دینے اور مصائب سے چھٹکارہ دلا دینے کی قدرت کاملہ ہے تو اللہ والوں کو ایسے تصرفات بدرجہ اولیٰ حاصل ہوتے ہیں۔ پتہ چل رہا ہے کہ وہابی شیاطین کے دوست ہوتے ہیں اور اولیاء کے سخت ترین دشمن، اللہ کی مار اسی کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیاطین سے اور ان کے اِن ذہنی غلاموں سے محفوظ رکھے۔

صفحہ (۴۷) : ''حقیقی معجزات و کرامات وہ ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں تک اپنے پیغام کے اتمام، اپنے رسولوں کی تائید اور اپنے بعض حقیقی نیک و صالح اولیاء کی عزت افزائی کے لئے ہوں۔

تبصرہ : حقیقت خود کو منوالیتی ہے وہابیوں نے انبیاء علیہم السلام کے لئے معجزات اور حقیقی نیک و صالح بندوں اور اولیاء (اولیائے کرام حقیقی ہوا کرتے ہیں نیک و صالح ہوا کرتے تھے) کے حق میں کرامات کو تسلیم کر لیا ہے۔

تو مسلمان ایسے ہی حضرات کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے اور یہی وسیلہ قبول کر لیا جاتا ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

وہابیوں نے بدعقیدگی بھرنے کے لئے حقیقی نیک اور صالح اولیاء کی اصطلاح گھڑی ہے۔

جبکہ ولایت وہبی ہوتی ہے اور اولیاء عظام پیدائش سے ولی ہوتے ہیں۔ البتہ بعض خاص صورتوں میں عوام الناس میں سے بھی کسی کو ولایت ملی ہے۔

مثلاً حضرت جنید بغدادیؒ کو سادات کے اکرام کرنے اور خود ہار جانے پر ولایت ملی تھی۔

واقعہ یوں ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ شاہی پہلوان تھے۔ ایک دن ایک دبلے پتلے نوجوان نے حضرتؒ کو چیلنج کر دیا کہ میں آپ سے کشتی لڑوں گا۔

حضرتؒ نے اس چیلنج کو قبول فرمالیا، مقررہ دن کشتی شروع ہوئی، اس نوجوان نے آہستہ سے حضرتؒ کو بتلایا کہ میں سید ہوں اور اس لئے کشتی لڑ رہا ہوں کہ مجھے پیسے ملیں۔ شاہی پہلوان، نوجوان کے حضور پرنور ﷺ سے اس تعلق کی وجہ سے پچھڑ گئے یعنی ہار گئے۔

رات کو حضور پرنور ﷺ خواب میں تشریف لائے اور نسبت کا خیال رکھنے پر خوشنود ہوئے اور حضرت جنید بغدادیؒ کو ولایت عطا فرمائی۔

بفضل خدا و بطفیل رسول خدا ﷺ اولیاء حقیقی، نیک اور صالح ہی ہوتے تھے۔

ایک بات قابل غور ہے، وہ یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری ہوتی رہی، جس کا سلسلہ خاتم پیغمبراں حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گیا۔

آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوئے، تابعین تبع تابعین اور ائمہ کرام رحم اللہ اجمعین کا سایہ امت پر رہا، اسی وقت یا کچھ پہلے یا بعد اولیاء کرام کی تشریف آوری ہوئی۔

اس کے بعد کے ادوار میں صوفیائے کرام کی تشریف آوری ہوتی رہی۔ آج تصوف کے اصولوں اور ضوابط پر عمل کرنے والا ہی صوفی کہلا سکتا ہے۔ ہر کس و ناکس صوفی نہیں ہوتا۔

لیکن سینگ پریوار اس تمام تسلسل کا منکر ہے۔

چنانچہ الیاس نے ایک گشتی مراسلہ میں یوں تکذیب اور تنقیص کی۔

''اگر حق تعالیٰ کسی سے کام لینا نہ چاہے تو انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ ہل نہیں سکتا اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔ (مکاتیب الیاس)

قاسم نانوتوی کی بکواس: (تحذیر الناس صفحہ ۵ پر)

''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں''۔

شائد آپ واقف ہی ہوں گے کہ سینگ پر یواریوں میں بیعت بھی ہے، خلافت بھی عطا کی جاتی ہے، تا کہ لوگوں کو اپنے دام فریب میں لائیں۔ درمیانی واسطوں کے بغیر ان کا گھٹی پیا ہوا خود کو اولیائے کرام سے اونچا اور انبیاء علیہم السلام کی صف میں (نعوذ باللہ) محسوس کرتا ہے۔

اولیائے کرام رحم اللہ اجمین اور صوفیاء کرام رحم اللہ اجمعین کی سیرتوں کے مطالعہ کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اولیاء عظام کو اللہ تعالی نے ایک نمایاں اور ممتاز مقام عطا فرمایا ہے۔

کتاب کی تحریر کا تسلسل جاری ہے، چنانچہ صفحہ (۶۰) توحید کی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) توحید ربوبیت (۲) توحید الوہیت (۳) توحید اسماء وصفات

صرف توحید ربوبیت کو تسلیم کر کے ایک شخص نہ تو دین اسلام میں داخل ہوسکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں عذاب جہنم سے نجات پاسکتا ہے جب تک کہ اس کے ساتھ توحید الوہیت کو تسلیم نہ کرے۔

خدا کی شان وہابی صفحہ ۶۶ پر یوں رقم طراز ہیں۔

توحید کے عظیم ترین فوائد میں یہ ہے کہ اگر بندہ کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی توحید (۱) موجود ہو تو یہ اس کو مخلد فی النار دائمی عذاب سے بچالے گی۔

(۱) لفظ توحید وہابیوں کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس کی مدد سے وہ پکے مسلمانوں کو موحد نہیں مانتے اور مشرک قرار دیتے ہیں، جبکہ شیطان کو ولی مان کر اور ضرورتوں کی تکمیل کرنے والا اور پریشانیوں سے چھٹکارا دلانے والا ماننے سے یہ خود مشرک ہو جاتے ہیں۔

صفحہ (۷۱ اور ۷۲) : نیک وصالح، مخلص، اللہ عز وجل سے محبت رکھنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اور ان کی باتوں اور ان کے اخلاق وعادات سے فائدہ اٹھانا۔

دل کو مومنوں کے خلاف کینہ وبغض، حسد وتکبر، بڑائی وخود پسندی سے محفوظ رکھنا۔

تبصرہ : عام مسلمان یہی تو کرتے ہیں لیکن آپ کے پاس ایسا کرنا شرک ہے؟

جن باتوں کی تلقین فرما رہے ہیں اس میں صرف ایک لفظ ''نہ'' بڑھانے پر آپ پورے طور پر اپنے اصلی روپ میں آجاتے ہیں۔

مثلاً: ''دل کو مومنوں کے خلاف کینہ وبغض، حسد وتکبر اور بڑائی وخود پسندی سے محفوظ نہ رکھنا''۔

کینہ وبغض، حسد وتکبر اور بڑائی وخود پسندی جیسی برائیوں میں سرشار یہ عبدالوہابی یا اہل حدث، پکے مسلمانوں اور حبّ رسول ﷺ سے سرشار امتیوں کو بدعتی، مشرک بلکہ کافر قرار دینے میں نہایت کشادہ پیشانی سے کام لیتے ہیں۔

(تسلسل صفحہ: ۱۷ و ۲۷) ''پھر اہل بیعت الرضوان، پھر اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنے والے مہاجر و انصار صحابہ کرام ہیں''۔

تبصرہ: اہل بیت کا ذکر نہیں کیونکہ اہل بیت سے اس وقت محبت ہو سکتی ہے جب وہابی لوگ حضور ﷺ کی عظمتوں کو دل سے مان کر اور انبیاء علیہم السلام سے افضل مانتے یا کہتے۔

جب حضور ﷺ کی محبت کی جگہ بغض بھرا ہو تو اہل بیت سے محبت ان دلوں اور ذہنوں میں آ ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ وہابی سادات، مشائخ، اولیاء اللہ، صحابہ کرام، انبیاء علیہم السلام اور حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمن ہوتے ہیں۔

صفحہ ۱۲۲ : حدیث شریف: ''جس نے میری جانب ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے''۔

وہابیوں کے تعلق سے فرمادیا گیا ہے کہ یہ لوگ ایسی باتیں لائیں گے جس کو نہ تو تم نے یا تمہارے باپ دادا (بڑوں نے) سنا ہو۔ اس حدیث کی رو سے انکار کرنے والا جہنمی ہے۔ وہابی لوگ حدیث کو جھٹلانا ہو تو اس کو ضعیف یا شاذ یا موضوع کہہ دیں گے۔ اس بات کو یاد رکھئے۔

انشاءاللہ سگ گزیدہ یعنی کتّے کے کاٹے ہوئے کا علاج انجکشنوں سے ہو جانے پر بچ جاتا ہے۔

مار گزیدہ یعنی سانپ کا کاٹا ہوا، انجکشنوں و دواؤں سے فوری علاج ہونے پر بچ جاتا ہے۔

جب کہ نجد گزیدہ (وہابیوں کا کاٹا ہوا) پانی بھی نہیں مانگتا۔

اور یہ نجد گزیدہ نہ صرف عام مومنین کا بلکہ سادات' مشائخین ،اولیاء اللہ، حتیٰ کہ صحابہ کرام کا اور انبیاء علیہم السلام کا اور حضور پرنور رسول اللہ ﷺ کا بلکہ ذات خداوندی کا دُشمن بن جاتا ہے۔

ہندوستان کے وہابی

جیسا کہ آپ نے اس سے پہلے پڑھا' دوبارہ پڑھئے کہ ہندوستان میں وہابی فتنے کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی ہیں۔

اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ ''کتاب التوحید'' (مصنفہ ابن عبدالوہاب نجدی) کا ایک نسخہ مولوی اسماعیل صاحب کے ہاتھوں لگ گیا۔ اُنہوں نے کچھ اس سے انتخاب کر کے اور کچھ باتیں اپنی طرف سے ملا کر اردو میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا۔

جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا گیا کہ وہابیوں کو عالم اسلام سے بھرپور بغض وعناد ہے۔ کیوں کہ وہابیوں کے نزدیک حضور ﷺ ان جیسے ہی بشر تھے' وہابیوں کی فکر پر حضور ﷺ کا بغض وعناد مسلط ومحیط ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اُمت کا رشتہ اپنے پیغمبر سے کاٹ دیں۔

چنانچہ آج ساری دنیا میں دین' نماز' چلت پھرت اور چلّے وغیرہ یا پھر اسلامی ریاست کی تشکیل' حکومت الٰہیہ کا قیام' اقامتِ دین جیسے نعروں سے کام کر رہے ہیں اور سادہ لوح امتی ان کے فریب میں آکر اپنے نبی ﷺ سے کٹ جاتے ہیں۔

حسب فرمانِ مبارک حضور پرنور ﷺ ،نجد سے شیطان کا سینگ نکلا۔

دنیا نے اس کو عبدالوہاب نجدی کے نام سے جانا پہچانا پھر یہ سینگ بظاہر ٹوٹ گیا اور بکھر گیا لیکن سینگ کا ہر ٹکڑا اپنے اصل سے جڑا ہوا ہے۔

نجدی 'دیوبندی' تبلیغی جماعت' جماعت اسلامی اور اہل قرآن وغیرہ سب ایک ہی ہیں۔

دیوبندیوں یا تبلیغی جماعت کے مشہور سرکردہ سرغنوں میں جو نام لئے جاتے ہیں وہ اسماعیل دہلوی مقتول' قاسم نانوتوی' اشرف تھانوی' الیاس، زکریا' منظور نعمانی' علی ندوی' رشید گنگوہی' امداداللہ' طیب قاسمی وغیرہ۔

یا پھر وہابیوں کی دوسری قبیل کے جو لوگ ہیں ان میں مودودی' امین احسن اصلاحی' کوثر نیازی' وحید الدین خاں وغیرہ، ان کے علاوہ جمعیۃ العلماء کے نام سے معروف حسین احمد مدنی' اسعد مدنی ' ارشد مدنی اور محمود مدنی وغیرہ۔

ان سے ہٹ کر ایک اور طبقہ خود کو اہل قرآن کہلواتا ہے جو منکرین حدیث ہیں۔ اس کے سرغنہ کا نام غلام احمد پرویز ہے۔ جو پاکستان میں رہتا تھا معلوم نہیں زندہ بھی ہے یا مر گیا۔

دیوبندیوں یا تبلیغیوں میں جن کی حیثیت تل' زیرہ یا خشخاش جیسی ہے۔ ان میں قاسمی' مظاہری اور نہ جانے کون کون ہیں۔ جو مدرسوں کے نام پر صدقات' عطیات اور زکوٰۃ' چرم مسلم (مسلمانوں کی کھالوں پر) بنام چرم قربانی پر یہ لوگ جیتے ہیں اور ٹھاٹ باٹ سے رہتے ہیں۔

مساجد پر قابض تبلیغی لوگ وغیرہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اگلے صفحات میں آپ وہابیوں اور دیوبندیوں وغیرہ کے ملحدانہ و گستاخانہ افکار پڑھیں گے۔

تبلیغی جماعت

اہم نوٹ: حضور پرنور ﷺ کا ارشاد مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ: جان کا دشمن زہر ہے اور ایمان کا دشمن لقمہ حرام ہے۔ سب سے اہم ان لوگوں کے پاس سود سے بچنے کا کوئی تصور نہیں، جب ایک مسلمان کے دل سے سود کے حرام ہونے کا خیال نکل جائے تو پھر اس کی تمام اچھل کود اور بنام تبلیغ تمام کام ہی بیکار اور عبث ہوں گے اور نتائج بھی گمراہیوں اور خدا سے دور کرنے والے ہی برآمد ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ایسی فکر، ایسے اعمال سے ہر امتی کو محفوظ رکھے، جو لقمہ ہائے حرام کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے تعارف کے لئے سب سے پہلے ہم یہ بتانا چاہیں گے کہ تبلیغی لوگ جھوٹے ہوتے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ ان کا موجودہ طریقہ انبیاء وصحابہ کا طریقہ ہے۔

حالانکہ منظور نعمانی نے ''ملفوظاتِ الیاس'' سے الیاس کے یہ الفاظ تحریر کئے ہیں۔

ایک بار فرمایا'' ۔۔۔۔تھانوی۔۔۔نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے'' (صفحہ ۵۷)۔

اس جماعت کے فریب کا شکار ہمارے نوجوان بھی ہو سکتے ہیں۔لہٰذا ان کی معلومات کی خاطر یہ سطور تحریر کی جارہی ہیں۔جس کی تیاری میں ہم نے ایک کتاب ''تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اُجالے میں'' مصنفہ ارشد القادری سے مدد لی ہے۔البتہ ہم نے احترام کے الفاظ کو حذف کر دیا ہے۔

شروع میں ہی اس جماعت کے تعلق سے محکمہ خفیہ نے حکومت کو رپورٹ دی تھی کہ ان لوگوں سے حکومت کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ یہ لوگ یا تو زمین کے نیچے کی یا آسمان کے اوپر کی باتیں کرتے ہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے مسلمانوں پر ٹوٹنے والی قیامتوں کے تعلق سے ایک لفظ بھی نہیں کہتے، جس کی وجہ سے یہ بھی از روئے حدیث شریف برابر کے شریک ہیں۔

مفہوم حدیث شریف یوں ہے کہ مشرق میں کسی کو ناحق قتل کریں اور مغرب میں کوئی اس قتل پر راضی ہے تو وہ بھی اس قتل میں شریک ہے۔

تبلیغیوں کی یہ خاموشی دشمنوں کی بہت بڑی مددگار ہے۔کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کے ذہنوں کو ان مظالم کی طرف جانے ہی نہیں دیتے۔

اس کتاب کے مصنف ارشد القادری نے لکھا ہے کہ ''تبلیغی جماعت کلمہ اور نماز کے پردے میں صرف ہمارا مذہب (مذہب اہل سنت والجماعت) تبدیل کرنے اُٹھی ہے''۔

''قادیان اور دیوبند دونوں ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں، دونوں ایک ہی منزل کے مسافر ہیں۔ فرق صرف یہی ہے کہ کوئی پہنچ گیا ہے اور کوئی رہ گزر میں ہے''۔

پس حضور اکرم ﷺ کا انکار کرنے کی وجہ سے اگر قادیانی جماعت کو منکر ختم نبوت کہنا امر واقعہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسی انکار کی بنیاد پر تبلیغی جماعت (دیوبندی جماعت) کو بھی منکر ختم نبوت نہ قرار دیا جائے۔

''اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ ﷺ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے'' (صفحہ نمبر ۱۲ ''تحذیر الناس'' قاسم نانوتوی)

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا''۔ (صفحہ ۲۸ ''تحذیر الناس'' قاسم نانوتوی)

معزز قارئین کرام! قبل ازیں ارشد القادری نے اس کتاب کے حوالے سے خلاصہ پیش کیا ہے۔

(۱) ''خاتم النبیین کے لفظ سے حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی سمجھنا معاذ اللہ ناسمجھوں کا خیال ہے، سمجھدار لوگ خاتم النبیین کے لفظ سے حضور ﷺ کو ''آخری نبی'' نہیں مانتے۔ ان ہی سمجھداروں میں ایک سمجھدار مولانا نانوتوی بھی ہیں۔''

(۲) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس معنی میں رسول اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار☆۔ سب سے پہلے مولانا نانوتوی نے کیا۔

نوٹ: ☆ لفظ انکار چھوٹ گیا ہے۔ مضمون کے لحاظ سے لفظ انکار ہی موزوں و صحیح ہے۔

(۳) اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ خاتم النبیین ﷺ بہ معنی آخری نبی کے ہیں۔ آپؐ کے انکار کے سلسلے میں مرزا قادیانی اور نانوتوی صاحب دونوں کے انداز فکر اور طرز استدلال میں پوری پوری یکسانیت ہے۔

وہاں پر (قادیانیوں کے پاس) حضور پاک صاحب لولاک ﷺ کی عظمت و شان کا سہارا

لیا گیاہےاور یہاں بھی (دیوبندیوں کے پاس) مقام مدح کہہ کرحضورہی کی عظمت وبرتری کو بنیاد بنایا جارہاہے۔

ارشد القادری صاحب نے کتاب کا انتساب اس طرح کیا ہے۔''ان نیک دل مسلمانوں کے نام جوسادہ لوحی سے ایمان کے ان رہزنوں کو دین کا خادم سمجھتے ہیں جو بستر اُٹھا کر تبلیغی گشت کرتے ہیں اور قرآن اور حدیث کی جگہ تبلیغی نصاب کی تلاوت کراتے پھرتے ہیں۔''

تبلیغی جماعت کے حقیقی خدوخال:

☆ تبلیغ کے نام پرایک مقدس فریب

☆ ایک ایمان دشمن تحریک

☆ مذہبی تاجروں کاایک پُرفریب کاروبار

☆ کعبہ کے غلاف میں لپٹاہواایک پُراسرار صنم کدہ

☆ معصوم اعتقادات کی دلچسپ قربان گاہ

ارشد القادری نے برسوں پہلے جو باتیں لکھی تھیں آج بھی وہ صحیح ثابت ہورہی ہیں۔تبلیغی جماعت سے برسوں سے وابستہ عثمانی صاحب نے اسی جماعت کی خرابیوں کی نشاندہی کی ہے،جوآپ چندسطور کے بعد پڑھیں گے۔

بہر حال خرابیوں کا پیدا ہونا تو ناگزیر تھا۔کیونکہ جہاں ادب رخصت ہوجاتا ہے' اپنے کارکنوں کوانبیاء علیہم السلام کے برابر بلکہ اونچا بتلایا جائے اورنفوس کوموٹا کیا جائے' ایسے ہی بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔خانقاہی نظام میں ادب ہی ادب ملے گا۔

ایک صاحب سے خلاف شرع حرکت ہونے پر والد نے کڑھتے ہوئے جوتا کھینچ مارا'انہوں نے والد کو پہلے نہایت ادب سے فرشی سلام کیااور جوتے کو ہاتھ میں لے کر گھر میں داخل ہوئے۔

ایک اور واقعہ: ایک صاحب بیٹھے بیٹھے اچانک کھڑے ہوگئے، وجہ یہ بتائی کہ ایک کتا جارہا تھا جس میں مرشد کی خانقاہ کے کتے کی شباہت تھی۔ ایسے واقعات عام تھے۔

عثمانی تبلیغوں میں پیداشدہ خرابیوں سے رنجیدہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ اصلاح ہو۔ اس کے باوجود حضور پرنور ﷺ کے ساتھ اس جماعت کے بغض اور دیگر باتوں کی طرف ان کا دھیان نہیں گیا۔

کتاب فضائل (اعمال) تبلیغی نصاب سے آدمی نیک تو نظر آتا ہے، لیکن بدبختی سے اس کے دل میں حب رسول کے بجائے بغض رسول آجاتا ہے اور وہ بت پرست بھی بن جاتا ہے۔

یعنی شب بیداری کا بت، روزوں کا بت، تقوے کا بت، عبادت وزہد کا بت وغیرہ۔

یہاں بتوں سے مراد حسن عمل کی دلفریبی اور بار باران کی گنتی اور دیکھتے رہنا بلکہ نفس نے داعش بن کر حملہ کیا تو ان اعمال پر گھمنڈ، اس طرح سارے اعمال ملیامیٹ ہوگئے۔

اونچی اڑانیں:

فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۹ پر گنگوہی کا جواب:

''لفظ رحمۃ اللعالمین ﷺ'' صفت خاصہ رسول ﷺ کی نہیں ہے۔

ایک طرف بغض کا یہ عالم، دوسری طرف اپنے ان بتوں یا دیوتاؤں کی یوں تعریف!

''اشرف السوانح'' کا مصنف اشرف علی تھانوی کے متعلق لکھتا ہے ''حضرت والا (تھانوی) کی سراپا رحمت شخصیت پر بلا مبالغہ و کفی باللّٰہ شھیدا وہ لقب صادق آتا ہے۔ مولانا گنگوہی، حاجی امداد اللہ کو یاد کر کے بار بار فرماتے تھے'' ہائے رحمۃ اللعالمین، ہائے رحمۃ اللعالمین'' (صفحہ نمبر ۱۵۳، ج ۳، اشرف السوانح)

ابوالحسن ندوی نے اپنی کتاب ''دینی دعوت'' صفحہ ۱۸۱ میں یوں لکھا تھا۔

ایک بار دہلی میں غلط طور پر مولانا الیاس کی موت کی خبر مشتہر ہوگئی۔ منظور نعمانی نے مسجد کے نیچے

درخت کے تلے" **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** "کے مضمون پر ایک برمحل اور موثر تقریر کی۔

اور پھر یہی آیت اس دن بھی تلاوت کی گئی جس دن سچ مچ مولانا الیاس انتقال کر گئے۔ شیخ الحدیث (زکریا) اور یوسف کا حکم ہوا کہ لوگوں کو میدان کے نیچے جمع کیا جائے۔

اور ان سے خطاب کیا جائے، اوپر کی آیت **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** کے مضمون سے بڑھ کر اس موقع کے لئے تعزیت وموعظت کیا ہوسکتی تھی۔ (دینی دعوت صفحہ ۱۸۶)۔

نوٹ: ندوی کے اس غلو کو دوبارہ پڑھیئے۔

اس سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ مولانا الیاس کا منصب ان کے ماننے والوں کی نظر میں کسی طرح بھی ایک رسول کے منصب سے کم نہیں تھا۔ اس لئے ان کی موت پر وہی آیت منطبق کی گئی جو پیغمبر علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی تھی اور صحابہ کرامؓ نے پیغمبر ﷺ کے پردہ فرمانے کے موقع پر تلاوت فرمائی تھی۔

انبیاء علیہم السلام کی توہین:

جیسا کہ چند اوراق پہلے آپ نے پڑھا۔

الیاس نے ایک گشتی مراسلہ میں اپنے کارکنوں سے یوں کہا تھا

"اگر حق تعالیٰ کسی سے کام کو نہ لینا چاہے تو انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا۔ اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں۔ جو انبیاء سے بھی نہ ہوسکے"۔......(مکاتیب الیاس صفحہ ۱۰۸۔۱۰۷)

اس عبارت میں انبیاء کے مقابلے پر اپنے اور تبلیغی کارکنوں کی برتری کا جذبہ کارفرما ہے۔

قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' صفحہ ۵ میں یوں لکھا تھا ''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل' اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں''

یہ لوگ حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین یا تنقیص کرنا چاہتے ہیں تو براہ راست ان کی عظمت پر حملہ کرنے کے بجائے پہلے یہ لوگ خدا کے ساتھ انبیاء کے تقابل کا ایک فرضی ماحول بناتے اور اس کے بعد انبیاء کو خدا کے مقابل پر رکھ کر جو چاہتے ہیں بے خطر کہہ جاتے ہیں۔

الیاس کی چابکدستی' یہی سب سے بڑا فن ہے۔

''اُس شہنشاہ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ' جبرئیل اور محمد ﷺ کے مثل پیدا کر ڈالے۔''

خدا کی عظمت وشان سے کس کافر کو انکار ہو سکتا ہے؟

لیکن دراصل گریبان تھامنے کی جگہ یہ ہے کہ اس کے اظہار کے لئے جو پیرایہ بیان اختیار کیا گیا ہے وہ کیسا ہے اور کس کا ہے۔

انبیاء کو خدا کی عظمت کے نشانے پر رکھے بغیر کیا خدا کی عظمت کے اظہار کا کوئی دوسرا پیرایہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ارشد القادری صاحب نے آگے لکھا ہے کہ خدا کی قدرت کو درمیان میں رکھ کر آسانی سے ہر شخص کی حرمت کا مذاق اُڑایا جا سکتا ہے بلکہ اس عنوان سے ایک ضخیم حمد باری تعالیٰ تیار کی جا سکتی ہے۔ مثلاً ''بلا شبہ خدا اس پر قادر ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو خنزیر کی شکل میں تبدیل کر کے جہنم کا کندہ بنا دے''۔ لیکن اس پیرایہ بیان میں اگر کوئی مولانا الیاس کا نام لے کر خدا کی قدرت کا اظہار کرے تو انصاف سے بتایئے کہ مولانا الیاس کے معتقدین چیخ اُٹھیں گے یا نہیں؟

یا ''اُس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک حکم ''کُـــــن'' سے سارے تبلیغی مولویوں کو روسیاہ بندر

بنادے۔'' تو آپ ہی انصاف سے کہئے کہ یہ بات تبلیغی جماعت والوں کے لئے باعث دل آزاری ہوگی یا نہیں؟

تنقیص انبیاء کی ایک اور مثال جس کو پڑھ کر مودودی ے کا میخوارِ بدمست عامر عثمانی جیسا گستاخ رقم بھی چپ نہ رہ سکا۔ اس نے لکھا'' میں نے دیکھا کہ شاہ اسمٰعیل دہلوی نے'' تقویۃ الایمان'' میں فصل'' فی الاجتناب عن الاشراک'' کے ذیل میں لکھا ہے۔

''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے، کیا اس کا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں کہ اولیاء اور صحابہ تو ایک طرف رہے؟ تمام انبیاء بھی اللہ کی شان کے آگے (نعوذ باللہ) چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں''۔

(عامر عثمانی کا یہ تبصرہ رسالہ'' تجلی'' ماہ فبروری و مارچ ۱۹۵۷ء میں دیکھئے۔)

اب سوال یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے اس شیطانی کام کے لئے روپیہ کہاں سے آتا ہے؟

کیا آپ نے غور کیا کہ تبلیغی جماعت کا یہ شیطانی کام (دلوں سے حُبِّ رسول ﷺ نکال کر بغض رسول کو بھر دینا) جو ساری دنیا میں چل رہا ہے اس کے لئے سرمایہ کہاں سے آرہا ہے؟

ارشد القادری صاحب نے'' تبلیغی جماعت کا دستِ غیب'' کے زیر عنوان یہ انکشاف کیا ہے کہ'' تبلیغی جماعت کی اس'' بے لاگ جدوجہد'' اور'' نمائشی جذبہ ایثار'' کے پیچھے یقیناً نجدی حکومت کا ریال اور مغربی اقوام کا ڈالر کارفرما ہے۔

مداتِ خرچ پر غور کیجئے اور ریال وڈالر والی بات کی تصدیق کیجئے۔

مثلاً سال میں پچاس اجتماعات' ہر اجتماع میں شریک افراد کی تعداد تیس ہزار تا پچاس ہزار ہوتی ہے، عالمی اجتماعات (بھوپال اور ڈھاکہ بنگلہ دیش) میں یہ تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔

ہر دو ایک ماہ میں علاقائی' کل ہند اور عالمی اجتماعات کی مد میں لاکھوں لاکھ یعنی کروڑوں بلکہ اربوں خرچ کر ڈالتے ہیں۔ ایک اجتماع جس میں تیس ہزار افراد ہوں تو اس کا خرچ پندرہ تا بیس لاکھ

ہو جاتا ہے۔ یہ تو صرف آمد و رفت کا اوسطاً خرچ ہے۔

نظم و نسق، روشنی، پانی، قیام و طعام اور پنڈال وغیرہ کا انتظام جماعت کرتی ہے۔ ہزاروں افراد پندرہ منٹ میں وضو کر لیتے ہیں۔

خاص بات یہ ہے کہ نہ کوئی پروپگنڈہ نہ پبلسٹی اور حد یہ کہ اخبارات میں کوئی چھوٹا یا بڑا اشتہار بھی شائع نہیں کیا جاتا۔

انتظام کا یہ عالم کہ ہزاروں خیمے، کھانے کا معقول انتظام، بس سروس۔ گویا ایک عارضی شہر بس جاتا ہے اور شریک افراد دام دے کر کھاتے ہیں اور دام بھی اتنے کم کہ چند آنے میں آدمی پیٹ بھر کر دو وقت کھا لیتا ہے۔

شائد ان دنوں روپے دو روپے میں کوئی شخص دو وقت پیٹ بھر کر کھا لیتا ہو۔

یہ جماعتی ماہرین اقتصادیات کی چابکدستی ہے یا جماعت کی روایتی کرامت، جماعت کا سارا ریکارڈ خفیہ ہوتا ہے اس لئے تحریر کا ثبوت کہاں ملے گا۔

تبلیغی جال، اچھے اچھے پھنس جاتے ہیں:

سوال یہ ہے کہ یہ شاہانہ اخراجات کہاں سے پورے ہوتے ہیں اور مادی اور انسانی ذرائع ہیں تو ان کی کامل رازداری کیوں ہے پوچھئے؟ الغرض جماعت کا سارا ریکارڈ یعنی آمد و خرچ خفیہ رہتا ہے۔

اب جگر تھام کے بیٹھئے اور یہ پڑھتے چلئے۔

سینگ پریواری اجتماع کے وقت وہ لوگ جھاڑو دیتے ہیں، خیمے لگاتے ہیں، کھانا کھلاتے ہیں، کون لوگ؟ مسلمان؟ جی نہیں کٹر مسلم دشمن طاقتیں جو مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہوتی ہیں اور فساد کے ذریعہ تباہی مچاتی رہتی ہیں۔

ارشد القادری صاحب نے بتایا کہ کسی جگہ پر مسلمانوں کے خون کے پیاسوں کی طرف سے فساد

چل رہا تھااوراس سے تھوڑی دور پر یہ ڈرامہ بھی جاری تھا۔

مسلم دشمنوں کی خدمت کے تعلق سے جماعتی لٹریچر میں ایک پراسراراور مقدس خاموشی کے سوا کچھ نہیں ارشد القادری کی تحریر ختم ہوئی۔

تبلیغی جماعت کے تعلق سے یہ پڑھتے چلئے کہ خواہ ان کا بڑے سے بڑا آدمی ہو مذہبی لحاظ سے وہ علمی پختگی نہیں رکھتا جیسا کہ دوسری جامعات کا پڑھا ہوا ہوتا ہے۔ جہاں بتدریج تحریر کی، تقریر کی یا فتوؤں کی اجازت جیسے جیسے علمی قابلیت بڑھتی جاتی ہے دی جاتی ہے۔

یہاں عالم ہی نرالا ہے، جب ان کا مقرر تقریر کرتا ہے تو یوں لگتا ہے گھسیارا گھانس کاٹتے کاٹتے آ گیا ہے اور تقریر کر رہا ہے طوطا مینا کی طرح رٹی رٹائی تقریر ہر مقرر وہی دہراتا ہے۔

مثلاً آیئے کچھ دین کی باتیں سنیئے۔ بڑے حضرت جی نے یہ کیا مولانا یوسف نے یہ کہا وغیرہ کسی طوطے کی طرح۔ کسی سرکس میں طوطے کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ آنے والوں کو باری باری سے آنے کو کہے روز یہی کہتا ایک دفعہ پنجرہ کھلا رہنے پر وہ فرار ہو گیا کوے اس کو گھیر لئے اور اپنے حملوں سے زخمی کرنا شروع کر دیا۔ حسب عادت طوطے نے کہا: "باری باری سے جناب، باری باری سے"۔

تبلیغی جماعت والوں کو بھگانے کا آسان طریقہ:

ان کے سامنے جو آیت شریف آپ کو یاد ہے یا کوئی حدیث شریف یاد ہے پڑھ دیجئے جس طرح شیطان لاحول پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے اسی طرح سے تبلیغیوں کا یہ مندہ ناخواندہ افراد کی تلاش میں بھاگ جائے گا اور سمجھے گا کہ یہ کوئی عالم ہے، یہاں ہماری دال نہیں گلے گی۔

قرآن اور سیرت کی کتب کے بجائے صرف تبلیغی نصاب اور فضائل کی کتب سے یہ لوگ وابستہ نظر آتے ہیں، اس بات کی تصدیق چند سطور بعد پروفیسر محسن عثمانی کی تحریر سے ہو جائے گی۔

علاوہ ازیں ان کی دیگر خصوصیات یہ بھی ہیں کہ وہ شخص جس کو نماز کی پابندی شروع کر کے دو چار

مہینے ہوئے ہوں گے' پیشانی پر گٹھا آ جاتا ہے۔

اس گٹھے کی بات پر ہمیں تاریخ کا وہ واقعہ یاد آ رہا ہے جب شیر شاہ سوری کے زمانے میں گھوڑوں کو داغا جاتا تھا۔

کیوں کہ لوگ گھوڑے رکھتے تھے اور بادشاہ کی طرف سے ان لوگوں کو وظیفہ ملتا تھا۔ وظیفہ پا کر یہ لوگ ان گھوڑوں کو دوسروں کے پاس بھیج دیتے تھے پھر وہاں کے لوگ ان گھوڑوں کو بتلا کر وظیفہ حاصل کر لیتے تھے۔

بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ گھوڑوں کو داغا جائے۔

(جیسا کہ بس میں ٹکٹ بتلانے پر ٹکٹ کو چاک کر کے، ریل میں لکیر ڈال کر واپس کر دیا جاتا ہے۔ تا کہ دوسری بار استعمال میں نہ آئے)

پیشانی کے گٹھے بھی فرشتوں کی سہولت کا باعث ہوں گے اور وہ جنتیوں اور تبلیغیوں کو الگ الگ کر دیں گے۔ شائد فرشتوں کی اس سہولت کے پیش نظر تبلیغی لوگ جذبۂ ہمدری کے تحت یہ طریقہ کار اختیار کرتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے چلے اور چھٹی سے واپس آنے کے بعد آپ نے غور کیا ہوگا کہ تبلیغی نوجوانوں میں ایک قسم کا تکبر آ جاتا ہے اور وہ سلام کے طالب ہو جاتے ہیں اور گھورتے جاتے ہیں کہ لوگ انہیں سلام کریں۔

کیونکہ انہوں نے تبلیغی گٹھی بھی پی لی اور نماز کے پابند بھی ہو گئے۔

اب سوال یہ ہے کہ عام مسلمان کس طرح ان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ سب سے پہلے گشت پر نکلتے ہیں اور جس طرح پولیس والے بنا لائسنس والوں کے چہرے پڑھ کر پکڑ لیتے ہیں اور چالان کرتے ہیں۔

اسی طرح نادانوں یا ان پڑھوں کو یہ لوگ تاک لیتے ہیں، اب یہ ان کے سامنے مذہبی باتیں شروع کرتے ہیں اب یہ بے چارے مسلمان اندر سے شرمندہ ہوتے ہیں کہ ہم نہ تو دین جانتے ہیں نہ نماز کے پابند ہیں، تو پھر ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

اھم نوٹ : امت کے ذمہ داروں کا فریضہ ہے کہ ان لوگوں کو شرمندگی و شرمساری سے نکالیں اور بتلائیں کہ حضور پرنور ﷺ سے وابستگی تمہارا سب سے بڑا اثاثہ ہے۔

جب کہ سینگ پریواریوں کے پاس اعمال کے ڈھیر ہوں گے لیکن عشق و محبت رسول اللہ ﷺ سے ان کے وجود خالی ہیں۔

اس کے برعکس آپ کے پاس عشق رسول ﷺ ہے۔ البتہ اس عشق کا تقاضہ ہے کہ آپ لوگ کمائیں تو حلال ہو، بات ہمیشہ سچ بولیں، مخلوق خدا پر شفقت رکھیں، فرائض، سنن اور واجبات آپ سے چھوٹنے نہ پائیں۔ آپ کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو معمولی تکلیف بھی نہ پہنچے۔

عشق کے تقاضوں کے خلاف چلنا باعث شرمندگی ہوتا ہے۔ اور حضور پرنور ﷺ کے روبرو شرمندہ ہونا تو عذاب جہنم سے زیادہ بھاری ہوگا، دعا کیجئے کہ ہم کو ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا ہمیشہ خطاب نصیب ہو، اگر ایسا نہ ہوا تو پھر عاشقین، عالم تصور میں حضور پرنور ﷺ کے مبارک اور پرنور قدموں کو اپنی آنکھوں سے چوم کر نہایت عاجزی سے اپنا معروضہ یوں رکھیں گے کہ ع

ثواب خلد بریں کیا، عذاب دوزخ کیا
ترے خطاب کی ٹھنڈک ترے عتاب کی آنچ

یاد رکھو عشق رسول ﷺ کے شہد کا ایک قطرہ بغیر عشق کے کسی مشروب کے سیروں ذخیرہ پر بھاری ہوتا ہے جب کہ یہاں معاملہ مشروب کا نہیں بلکہ تیزاب کا ہے۔

امتیوں کے قلب و دماغ پر تبلیغی چھاپہ ماروں کے چھاپے اور حملے۔

اس کے بعد ایسے لوگوں کو چلت پھرت کے نام پر سفر پر لے جایا جاتا ہے۔اور اس حالت سفر میں آدمی اپنی دنیا سے کٹ جاتا ہے۔

تنہائی اور فرصت کے لمحات کا اس سے بہتر اور کوئی زمانہ نہیں ہوتا گشت کے بعد واپس آنے پر ایک مخصوص مجلس تعلیم منعقد ہوتی ہے جس میں غیروں کو شرکت کی اجازت نہیں ہوتی۔

ذہن وفکر پر چھاپہ مارنے کی یہ نازک گھڑی ہوتی ہے، پرانے تبلیغی کارکن دوزخ نوازی کا کام شروع کردیتے ہیں۔

ایک سفر کے بعد دوسرا سفر' پھر تیسرا سفر' الغرض ہر سفر میں دوزخ نوازی جاری رہتی ہے، بالآخر ان چلے اور چھٹیوں کے بعد صحیح الاعتقاد مسلمان بھی گمراہ ہوجاتا ہے اور حب رسول کی جگہ بغض رسول کا آزار اپنے دل میں پیوست کرلیتا ہے جہاں سے اس کی واپسی ممکن نہیں ہوتی۔

حسب ارشاد مبارک حضور پرنور ﷺ شیطان کا سینگ نکلا۔دنیا نے اس کو ابن عبدالوہاب نجدی کے نام سے جانا۔پھر اس سینگ کے بھی کئی ٹکڑے ہوئے۔

پھر ان سینگ کے ٹکڑوں سے وابستہ سینگ پر یواری کہلاتے ہیں۔جن کے لب سلے ہوئے البتہ حضور پرنور ﷺ کی ذات مبارک سے شدید بغض وعناد پر سب متحد ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری ،باعث ِ ہلاکت و بربادی:

اگر اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ کا وسیلہ لے کر دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ان لب سلے ہوئے لوگوں نے اُمت کو اپنے نبیؐ سے دور کردینے کی جو کوششیں کی ہیں اس کی وجہ سے اُمّت پریشانیوں اور تکالیف سے نجات نہیں پارہی ہے۔

حالیہ ساٹھ ستر بلکہ نود برسوں سے مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ جاری ہی ہے اور یہ تمام عذاب حضور پرنور ﷺ کے مبارک دامن اور پرنور قدموں سے دوری کی وجہ سے ہے۔

وہابیوں کی طرف سے اُمت کو اپنے نبی ﷺ سے دور کردینے کی وجہ سے یہ مصیبت ہے۔

کیونکہ جو دُعا حضور ﷺ کے مبارک وسیلہ کے بغیر مانگی جائے وہ قبول نہیں ہوتی اسی طرح حضور ﷺ کی مبارک پناہ سے دوری ہم کو کہیں کا نہیں رکھتی۔

حضور ﷺ کے وسیلے اور پناہ سے دور کردینا وہابی فکر و معتقدات کی وجہ سے ہے۔

اب بھی وقت نہیں گیا ہے کہ اُمتی حضور ﷺ سے پورے طور پر جڑ جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ مصائب و مشکلات اور ظلم و ستم ختم ہو جائیں گے۔

اُمت محمدیہ ﷺ کو ان بلاؤں اور مصیبتوں بلکہ رات دِن کے قتل و خون سے بچنا ہو تو ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ان دشمنوں کے چنگل سے خود کو آزاد کروائیں۔

اور حضور پرنور ﷺ کے مبارک اور پرنور دامن سے جڑ جائیں، کیونکہ یہ ایسا دامن ہے کہ اس سے وابستہ نہ صرف اُمتِ محمدیہ ﷺ بلکہ ساری انسانیت کی بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔

دیوبندی اور تبلیغی جماعت والے:

ہندوستان میں دوزخ نوازی میں مصروف لوگوں میں اہم مقام دیوبندیوں کو حاصل ہے۔ اب انہوں نے کیا کیا گستاخیاں کی ہیں پڑھیئے۔ (حوالے کے لئے دیکھئے کتاب مسلک دیوبند' علمائے دیوبند کی نگارشات کی روشنی میں از ابوالفضل سید محمود قادری)۔

قادری صاحب نے لکھا ہے کہ آج بھی ان کے چیلے گمراہیوں اور ضلالت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی قعر مذلت میں گھسیٹنے کمر بستہ ہیں۔ ان کے تعلق سے یہ حدیث پڑھئے۔

ترجمہ: ''ان کے دل بھیڑیئے کے ہوں گے اور ان کا کلام انبیاء کے کلام کی مانند ہوگا۔

گمراہ کن تحریرات:

''اللہ کا واحد ہونا فضیلت نہیں'' (تحذیر الناس' اسمٰعیل دہلوی مقتول)

''اللہ تعالیٰ سے (نعوذ باللہ) چوری' شراب خوری' جہل وظلم سب ممکن''۔ (ضمیمہ اخبار نظام الملک لکھنے والا محمود حسن دیو بندی)

نوٹ : شانِ خداوندی میں دانستہ بے ادبی اور گستاخی کرنے والا یقیناً مردود اور جہنمی ہے۔ شانِ خداوندی میں یہ بے ہودہ گوئی اور بدتمیزی سرکش شیطان کی پیروی ہے۔ اور شیطان کو دوست رکھنے والے بھی شیطان ہوتے ہیں جو سیدھے جہنم میں چلے جاتے ہیں۔

'' امام ربانی (گنگوہی) امکانِ کذب باری تعالیٰ کے قائل تھے۔ (نعوذ باللہ) بحوالہ تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۲۱۹۔ قادری صاحب کی تحریر کو روک کر ہم آگے بڑھتے ہیں۔

شانِ خداوندی میں ایسی بدتمیزی اور کفر کلامی سے اللہ تعالیٰ پاک اور منزّہ ہے، اور یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک اور منزّہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ'' اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہے''۔ (سورۃ النساء آیت ۸۷)

'' اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی شان میں بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں، جس کی نسبت یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو اُسے دوست رکھے گا وہ (شیطان) اُسے گمراہ کردے گا اور اس کو عذاب دوزخ کا راستہ بتلائے گا۔'' (سورۃ الحج ۲۳' آیت نمبر ۳' ۴)

دیو بندیوں کی جاری بکواس پر قادری صاحب نے ان دو سطور کی نشاندہی کی ہے۔

'' جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں میں پیغمبر ہوتا ہے''

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲۷)

'' انسان آپس میں سب بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہو سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو۔ (ایضاً صفحہ ۶۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب سے انکار پر گمراہ کن دیوبندی تحریرات:

''غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسولؐ کو اس کی کیا خبر'' (ایضاً ۵۸)

''یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ کو علم غیب ہے، شرک ہے'' (فتاویٰ رشیدیہ ۱۰)

''شیطان اور ملک الموت کے علم کی وسعت نص سے ثابت ہے، فخر دو عالم ﷺ کی کونسی نص قطعی ہے؟ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۵)

''جو کوئی بندہ کسی کو میرے دل میں جو گزرتا ہے وہ اس سے واقف ہو جاتا ہے سمجھے مشرک ہے، خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے یا پیر و مرشد سے خواہ امام و امام زادے سے یہ سب بدعت اور کشف کا دعویٰ کرنا یا کوئی استخارہ سکھائے سب جھوٹے اور دغاباز ہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

قبیلہ عضل و قارہ کے لوگوں نے آ کر حضور پرنور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنا معلم بھیج دیجئے۔ حضور پرنور ﷺ نے اس فرمائش پر دس معلمین کو روانہ فرمایا، راستے میں ان ظالموں نے آٹھ حضرات رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا اور دو حضرات رضی اللہ عنہم کو قریش مکہ کے ہاتھوں بیچ دیا، جنہوں نے ان دونوں کو شہید کر دیا۔

اہل نجد کو دعوت اسلام دینے اور ان کی تعلیم و تربیت کی ابو براء عامر مالک کی فرمائش پر ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو قراء تھے روانہ فرمایا۔ جب یہ حضرات بیر معونہ پہنچے تو عامر مالک نے مزید لوگوں کو ساتھ لے کر ان تمام کو شہید کر ڈالا۔ یہ نجدیوں کی بدقسمتی تھی کہ ہدایت ان تک پہنچنے سے روک دی گئی۔ اس المناک واقعہ پر حضور پرنور ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔

ایک سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا حضور پرنور ﷺ کو ان واقعات کا پہلے سے علم نہیں تھا؟ یا وحی کے ذریعہ ہونے والے واقعات سے آگاہ نہیں فرمایا گیا۔

وہ غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، سوائے اپنے پسندیدہ

رسولوں کے (سورہ جن۔آیات ۲۶ اور ۲۷)۔

اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنے فضل سے علوم غیبی سے نہ صرف انبیا علیہم السلام کو بلکہ اپنے محبوب بندوں کو آگاہ فرماتا ہے۔لیکن یہ پرنور ہستیاں اللہ کی مرضی کے تحت اس غیب کو ظاہر بھی فرماتے یا اس کو پوشیدہ بھی رکھتے تھے۔اسی طرح دفاع کا حکم ہوتو دفاعی تدابیر کو اختیار فرماتے ،اور اگر حکم نہ ہوتو اللہ کی مرضی پر ایسی تدابیر کو اختیار نہ کرتے ہوئے خاموش رہ کر نقصانات کو برداشت فرمالیا کرتے تھے۔

واقعات مذکورہ کا تعلق بھی اسی راضی بہ رضا رہنے کی مثال ہے،علاوہ ازیں امتیوں کو یہ درس بھی تھا کہ باطل کے خلاف حسن تدبیر سے اور ظاہری وسائل سے مقابلہ کیا جائے۔

حضور پرنور ﷺ چاہتے تو دونوں پہاڑوں کو ملنے کا حکم دیتے جن کے درمیان یہ کافرتھے،حکم کی تعمیل میں پہاڑ آپس میں مل کر کافروں کو ہلاک کر ڈالتے۔

خدائے تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق زندگی گزارنے کی عملی تعلیم فرمائی۔چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کہ شہادت کی پیشگی اطلاع پر آپ راضی بہ رضاء الٰہی رہے،حالانکہ آپ دعا فرماتے تو نہایت دلسوز،اور مظلومانہ اور مصائب سے بھرپور شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ نہ ہوتی۔

مذکورہ بالا واقعات سے حضور پرنور ﷺ کے علم غیب کے منکرین چاہیں تو انکار کر ڈالیں۔

کیونکہ ان کے پاس حضور پرنور ﷺ کے علم غیب کا انکار ہی انکار ہے۔

تو دوسری طرف اللہ کی مار ان پر یوں ہے اور یہ لوگ اس طرح ہذیان بکتے ہیں۔مثلاً

''مولانا قاسم نانوتوی کے ملازم خانگی کو علم غیب حاصل تھا''۔

''شاہ عبدالرحیم ولایتی کے مرید عبداللہ خاں بتادیتے کہ اولاد نرینہ ہوگی یا اناث۔(یعنی لڑکا ہوگا یا لڑکی)۔

علمِ غیب کا اثبات قرآن سے:

سینگ پریواریوں کی طرف سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل علمِ غیب کی نفی کی جاتی ہے جبکہ قرآن یوں شہادت دے رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو علمِ غیب حاصل تھا۔

مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں سے فرمایا تھا۔

سورہ یوسف (۱۲)۔آیت ۱۲: ''مجھے اندیشہ لگا رہے گا کہ (یوسفؑ کو) کوئی بھیڑیا کھا جائے گا اور تم اس سے بے خبر رہو''۔

وہی ہوا ، برادرانِ یوسف نے حضرت کو کنویں میں ڈھکیل دیا تھا اور واپس آکر والد بزرگوار سے کہہ دیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔اس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو حاصل علمِ غیب کی تصدیق بذریعہ قرآن ہوگئی۔

یہ علمِ غیب سچا تھا اور پیغمبر کا فرمودہ تھا جو سوائے سچ کے اور حق کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

ثابت ہوا کہ علمِ غیب سے انبیاءؑ کو آگاہ کیا جاتا ہے۔تو حضور ﷺ جیسی ہستی مبارکہ کے لئے علمِ غیب کی نفی کیونکر ہوگی؟

حضور پرنور ﷺ کے علم غیب سے ان نجدیوں کا انکار ایک منصوبہ کے تحت ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں رچے بسے اور صدیوں سے چلے آرہے احترام بلکہ عشق کو علم غیب کے انکار کے ذریعہ عمومی حیثیت دے کر گھٹا دیا جائے۔

ان تین احادیث شریفہ پر غور کیجئے:۱۔حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے اس طرح پیش کیا کہ میں نے مشرق سے لے کر مغرب تک پوری روئے زمین کا مشاہدہ کرلیا۔(رواہ مسلم)

۲۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ

تعالیٰ نے دنیا کو اس طرح میرے (سامنے) پیش کر دیا کہ میں دنیا اور دنیا میں ہونے والے واقعات کو دیکھ رہا ہوں اود یکھتا رہاہوں گا جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا، چرواہے نے اس بھیڑیئے کا پیچھا کر کے اس بکری کو چھڑا لیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا خدا نے مجھے رزق عطا کیا تھا، تو نے مجھ سے چھین لیا، چرواہا اس کی بات سن کر حیرت زدہ رہ گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں آج کی طرح کبھی بھیڑیئے کو کلام کرتے نہیں دیکھا۔

بھیڑیئے نے جواب دیا، اس سے زیادہ حیرت انگیز بات تو وہ ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے جھرمٹ (مدینہ منورہ) میں رہتا ہے اور گزشتہ اور آئندہ کے واقعات واحوال کی خبر دیتا ہے۔ (بحوالہ کتابچہ ''جلوہ حق'' از ارشد القادری)

علمِ غیب سے انکار صرف رسول بیزاروں (جو خود کو مسلمان کہتے ہیں) کی گستاخی ہے اور اُن کا بغض ہے۔ حضور ﷺ کے علمِ غیب کے اثبات میں کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

کئی معجزات بھی آپؐ سے صادر ہوئے تھے۔ لیکن یہ رسول بیزار جو پامالِ یہود و ہنود اور نصاریٰ ہیں، ذہنوں کو اِن رفعتوں اور عظمتوں کی طرف جانے ہی نہیں دیتے۔

''گنگوہی صاحب کو دلوں کے خطرات پر آگہی۔

اسی گنگوہی کی ایک بڑ ملاحظہ فرمایئے۔

''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔''

قاری طیب قاسمی کی ایک تحریر پر مدیر تجلی دیو بند نے لکھا:

(۱) قادیانیوں کو اس (قاری صاحب کی تحریر) سے یہ استدلال بھی ملا کہ روح ٹھیری تو بہر حال فنا نہیں ہوتی کہ جو بھی کہیں نہ کہیں موجود ہے۔اور کوئی وجہ نہیں کہ پہلے اس نے ہزاروں انسانوں کو نبوت بخشی تو اب نہ بخشے۔(تجلی دیو بند صفحہ ۸ نقد و نظر)

(۲) حضرت مہتمم صاحب (قاری طیب قاسمی) نے نبوت بخشی کہا تھا۔مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) ''نبی تراش'' کہہ رہے ہیں۔حرفوں کا فرق ہے معنی کا نہیں۔

(تجلی دیو بند نقد و نظر صفحہ ۷۸)

حضرت سیدنا امام حسینؓ کے تعلق سے فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۲۱۴ پر یوں ہے۔

آلِ رسول ﷺ سے گنگوہی کا شدید بغض:

(نعوذ باللہ) ''امام حسین کا خیال غلط اور باطل تھا''۔

''امام حسین محض اپنی ذاتی عزت کے سوال پر شہید ہوئے''

خدا کی شان گنگوہی نے تو بھر پور بغضِ حسینؓ کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی لیکن اُس نے ''شہید'' لکھدیا اس طرح اُس نے اعتراف کرلیا کہ حضرت امامِ حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، ورنہ آپؓ ذاتی عزت کے سوال پر اپنی جان دیتے تو پھر کس طرح شہید کہلاتے؟

قارئین کرام! مذکورہ تحریر صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ سے بغض وعناد رکھنے کی وجہ سے ہے۔اہل بیت سے بغض بھی اسی بغضِ رسول کا شاخسانہ ہے۔

حضرت امام حسینؓ کے حق پر ہونے اور شہید ہونے سے حضور ﷺ آگاہ تھے:

جہاں تک حضرت سیدنا امام حسینؓ کی شہادت کا تعلق ہے اس کی حقانیت اور سچائی کا پتہ حضرت انسؓ کی اس روایت سے چل جائے گا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بارش کے فرشتے (حضرت میکائیل علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ نبی ﷺ سے مل کر آؤں۔

فرشتے کو اجازت مل گئی۔ نبی ﷺ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے، فرمایا اے سلمہ دروازہ بند کر دو تا کہ کوئی داخل نہ ہونے پائے۔ ام سلمہؓ دروازہ پر تھیں کہ حسینؓ اندر آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

آپ ﷺ ان کو پیار کر رہے تھے، فرشتے نے پوچھا کیا آپ اس بچے کو محبوب رکھتے ہو؟ فرمایا ہاں۔ فرشتے نے کہا عنقریب آپ کی اُمت اس بچے کو قتل کرے گی۔ اگر چاہو تو وہ جگہ دکھاؤں جہاں وہ قتل ہوں گے۔ فرشتے نے سرخ رنگ کی مٹی لائی جس کو ام سلمہؓ نے اپنے کپڑے میں لے لیا۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حسنؓ اور حسینؓ میرے گھر میں کھیل رہے تھے، جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا محمد ﷺ آپ کی اُمت آپ کے اس بیٹے کو آپؐ کے بعد قتل کرے گی۔ حسینؓ کی طرف اشارہ کیا اور قتل گاہ کی مٹی لائے جس کو رسول اللہ ﷺ نے سونگھا اور فرمایا کہ اس سے کرب، بے چینی اور بلا کی بُو آ رہی ہے، اے ام سلمہؓ جب اس مٹی کا رنگ بدل جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا قتل کر دیا گیا۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اس مٹی کو ایک شیشے میں ڈال رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی تسلی کے لئے فرمایا ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو کہ جب ان پر مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم خدا کے ہیں اور خدا کی طرف جانے والے ہیں۔

ان سب پر ان کے رب کی طرف سے درود و رحمت نازل ہو۔ جو سب ہدایت یافتہ ہیں اور یہ رب العالمین کی طرف سے (ان کا) انعام ہے۔

دیوبندی، تبلیغی ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے:

تبلیغی جماعت کے اکابرین کے خیالات اور خود ان لوگوں کو ان کے چاہنے والوں نے کیا سے کیا بنا دیا؟ حضور اکرم ﷺ کے تعلق سے ان لوگوں کا خیال یہی ہے کہ

(۱) ''(نعوذ باللہ) آپ ﷺ کو علم غیب نہیں تھا''۔

(۲) ''یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔ کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔

(۳) ''مرادیں پوری کرنی، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، بُرے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے۔

اور کسی انبیاء، اولیاء، کسی پیر و شہید کی، بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا ثابت کرے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار (مالک) نہیں۔

نوٹ : اکابرین بند دیو کی بدبختی کہ وہ انبیاء، اولیاء، پیر اور شہید کی صف میں بھوت پری کو ملا دیتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

ہر کسی کو چاہیئے کہ اپنی حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے، یہاں تک کہ نون (نمک) بھی اس سے مانگے اور جوتی کا تسمہ جب ٹوٹ جائے وہ بھی اس سے مانگے''۔

یہ تو تھیں تقویۃ الایمان کی تحریر جس کا لکھنے والا اسماعیل دہلوی مقتول تھا۔

اب آیئے اشرف علی تھانوی کیا کہتے ہیں۔

''تحقیق کی غلطی ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔'' فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۶۴''

حالانکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اگر ان سے غلطی سرزد ہو جائے تو پھر پیغمبر اور عام آدمی میں کیا فرق رہ جائے گا؟

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ کو علم غیب تھا ان کے پاس صریح شرک ہے۔

الغرض دیوبندیوں اور وہابیوں کی کتابوں میں ایسی ہی بکواس جگہ جگہ ملے گی۔ اب اللہ کی مار یہ اپنے نظریات کی خود تردید یا تکذیب کر دیتے ہیں۔

یعنی ان کی کرامات' اور خوارق پڑھیے مثلاً غیب دانی' مدد' قبر سے اٹھ کر جسمانی طور پر آ موجود ہونا وغیرہ۔ صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ایک حیرت انگیز واقعہ:

دیوبندی جماعت کے مشہور فاضل مولوی مناظر احسن گیلانی نے سوانح قاسمی کے نام سے مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی ایک ضخیم سوانح حیات لکھی ہے۔ جسے دار العلوم دیوبند نے خود اپنے اہتمام سے شائع کیا ہے۔

اپنی اس کتاب میں محمود الحسن کے حوالے سے انہوں نے کسی'' واعظ مولانا کے ساتھ ایک دیوبندی طالب علم کا ایک بڑا ہی عجیب و غریب مناظرہ نقل کیا ہے۔ اس دیوبندی طالب علم کے متعلق موصوف کے بیان کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے۔ لکھتے ہیں۔

''وہ پنجاب کی طرف کسی علاقے میں چلا گیا اور کسی قصبہ کی مسجد میں لوگوں نے ان کو امام کی جگہ دے دی۔ قصبہ والے ان سے کافی مانوس ہو گئے اور اچھی گزر بسر ہونے لگی۔

اسی عرصہ میں کوئی (بریلوی) مولوی صاحب گشت کرتے ہوئے اس قصبے میں بھی آ دھمکے۔ وعظ و تقریر کا سلسلہ شروع کیا۔ لوگ ان کے کچھ معتقد ہوئے۔

انہوں نے دریافت کیا کہ یہاں کی مسجد کا امام کون ہے؟ کہا گیا کہ دیوبند کے پڑھے ہوئے ایک مولوی صاحب ہیں۔

دیوبند کا نام سننا تھا کہ واعظ مولانا صاحب آگ بگولا ہو گئے اور فتویٰ دے دیا کہ اس عرصہ میں

جتنی نمازیں[1] اس دیوبندی کے پیچھے پڑھی گئیں وہ سرے سے ادا ہی نہیں ہوئیں۔

اور جیسا کہ دستور ہے، دیوبندی یہ ہیں، وہ ہیں، یہ کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں، اسلام کے دشمن ہیں، رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

[1] قارئین یاد رکھئے بریلوی، دیوبندیوں کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے۔ بریلوی عالم نے دیوبندیوں کو جو دشمن اسلام ٹھیرایا اور رسول اللہ ﷺ سے عدوات رکھنے والا بتلایا وہ سچ ہے۔

قصباتی مسلمان بیچارے سخت حیران ہوئے کہ مفت میں اس مولوی پر روپے برباد بھی ہوئے اور نمازیں بھی برباد ہوئیں۔

ایک وفد اس غریب دیوبندی امام کے پاس پہنچا اور مستدعی ہوا کہ مولانا واعظ صاحب جو ہمارے قصبہ میں آئے ہیں ان کے جو الزامات ہیں یا تو ان کا جواب دیجئے ورنہ پھر بتائیے کہ ہم لوگ آپ کے ساتھ کیا (سلوک) کریں؟

جان بھی غریب کی خطرے میں آ گئی اور نوکری ووکری کا قصہ تو ختم شدہ ہی معلوم ہونے لگا۔ چونکہ علمی مواد بھی ان کا معمولی تھا۔

خوفزدہ ہوئے کہ خدا جانے یہ واعظ مولانا صاحب کس پائے کے عالم ہیں؟ منطق وفلسفہ بگھاریں گے اور میں غریب اپنا سیدھا سادہ ملّا ہوں ان سے بازی لے بھی جا سکتا ہوں یا نہیں؟ تاہم چارۂ کار اس کے سوا اور کیا تھا کہ مناظرہ کا وعدہ ڈرتے ڈرتے کر لیا۔

تاریخ اور محل ومقام سب کا مسئلہ طئے ہوگیا۔ واعظ مولانا صاحب بڑا زبردست عمامہ طویلہ وعریضہ سر پر لپیٹے ہوئے کتابوں کے پشتارے کے ساتھ مجلس میں حواریوں کے ساتھ جلوہ فرما ہوئے۔

ادھر یہ غریب دیوبندی امام، منحنی وضعیف، مسکین شکل، مسکین آواز، خوفزدہ، لرزاں وترساں بھی اللہ اللہ کرتے ہوئے سامنے آیا۔

سننے کی بات یہی ہے جو اس کے بعد اس دیو بندی امام مولوی نے مشاہدہ کے بعد بیان کی' کہتے تھے مولانا واعظ صاحب کے سامنے میں بھی بیٹھ گیا۔

ابھی گفتگو شروع نہیں ہوئی تھی کہ اچانک اپنے بازو میں مجھے محسوس ہوا کہ ایک شخص اور ہے جسے میں نہیں پہچانتا تھا وہ بھی آ کر بیٹھ گیا اور مجھ سے وہ اجنبی اچانک نمودار ہونے والی شخصیت کہتی ہے کہ ہاں گفتگو شروع کرو اور ہرگز نہ ڈرو، دل میں غیر معمولی قوت اس سے پیدا ہوئی۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ دیو بندی امام صاحب کا بیان ہے کہ میری زبان سے کچھ فقرے نکل رہے تھے اور اس طور پر نکل رہے تھے کہ میں خود نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں جس کا جواب مولانا واعظ صاحب نے ابتداء میں تو دیا۔

لیکن سوال و جواب کا سلسلہ ابھی زیادہ دراز بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک دفعہ مولانا واعظ صاحب کو دیکھتا ہوں کہ اٹھ کھڑے ہوئے میرے قدموں پر سر ڈالے رو رہے ہیں۔

پگڑی بکھری ہوئی ہے اور کہتے جاتے ہیں میں نہیں جانتا تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں' للہ معاف کیجئے! آپ جو کچھ فرما رہے ہیں یہی صحیح اور درست ہے میں ہی غلطی پر تھا۔

یہ منظر ہی ایسا تھا کہ مجمع دم بخود تھا کہ کیا سوچ کر آیا تھا اور کیا دیکھ رہا ہے؟

دیو بندی امام صاحب نے کہا کہ اچانک نمودار ہونے والی شخصیت میری نظر سے اس کے بعد اوجھل ہوگئی اور کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون تھے۔ اور یہ قصہ کیا تھا'' (سوانح قاسمی ج ۱' صفحہ ۳۳۰' ۳۳۱)

''......شیخ الہند[1] (یعنی ......محمود الحسن۔) فرماتے تھے میں نے ان مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ اچانک نمودار ہو جانے والی شخصیت کا حلیہ کیا تھا۔ حلیہ جو بیان کیا فرماتے کہ سنتا جاتا تھا اور حضرۃ الاستاذ (یعنی مولوی قاسم نانوتوی) کا ایک ایک خال و خد نظر کے سامنے آتا چلا جارہا تھا۔

[1] (یہ وہی شیخ الہند ہے جس نے خدائے تعالیٰ کی جناب میں بدترین گستاخی کی تھی دیکھیئے اسی

کتاب کے گزشتہ چند صفحات قبل بعنوان ''گمراہ کن تحریرات'')۔

جب وہ بیان ختم کر چکے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تو حضرۃ الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو تمہاری امداد کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے'' (سوانح قاسمی ج ۱ صفحہ ۲۳۲)۔ اس واقعہ کو نوٹ کرنے کے بعد ارشد القادری صاحب نے یوں لکھا۔

ملاحظہ فرمایئے! قصہ آرائی سے قطع نظر اس ایک واقعہ کے اندر مولوی قاسم نانوتوی کے حق میں کتنے مشرکانہ عقائد کا برملا اعتراف کر لیا گیا ہے۔

اولاً یہ کہ نہایت فراخدلی کے ساتھ ان کے اندر غیب دانی کی وہ قوت بھی مان لی گئی ہے۔ جس کے ذریعہ انہیں عالم برزخ ہی میں معلوم ہو گیا تھا کہ ایک دیوبندی امام فلاں مقام پر میدان مناظرہ میں یکہ وتنہا بے بسی کی حالت میں دم توڑ رہا ہے چل کر اس کی مدد کی جائے۔

دوسرے یہ کہ ان کے حق میں یہ قوت تصرف بھی تسلیم کر لی گئی کہ وہ اپنے ظاہری جسم کے ساتھ اپنی لحد سے نکل کر جہاں چاہیں بے روک ٹوک جا سکتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ انتقال کے بعد زندوں کی طرف سے مدد کرنے کا اختیار چاہے دیوبندی حضرات کے تئیں انبیاء واولیاء کے لئے بھی ثابت نہ ہو، لیکن ''اپنے مولانا'' کے لئے ضرور ثابت ہے۔

اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ یہ صورت حال کیا اس یقین کو تقویت نہیں پہنچاتی کہ ان حضرات کے یہاں کفر وشرک کی یہ تمام بحثیں صرف اس لئے ہیں کہ انہیں انبیاء و اولیاء کے معجزات وکرامات کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے۔ ورنہ خاص عقیدہ توحید کا جذبہ اس کے پس منظر میں کار فرما ہوتا تو شرک کے سوال پر اپنے اور بیگانے کی تفریق کیوں روا رکھی جاتی؟

''ارواح ثلاثہ'' نامی کتاب میں نانوتوی کے ایک شاگرد نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ (قاسم نانوتوی نے) فرمایا کہ ہاتھ لاؤ میں نے ہاتھ بڑھایا میرا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر

میری ہتھیلی کو اپنی ہتھیلی سے اس طرح رگڑا جیسے بان بٹے جاتے ہیں۔

خدا کی قسم میں نے عیاناً (کھلی آنکھوں سے) دیکھا کہ میں عرش کے نیچے ہوں اور ہر چہار طرف نور وروشنی نے میرا احاطہ کرلیا ہے گویا میں دربار الٰہی میں ہوں (ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۴۷)۔

حظیرہ قدسیہ یا خطہ صالحین یعنی جس قبرستان میں قاسم نانوتوی'۔۔۔محمود الحسن' مولانا حبیب الرحمٰن' عزیز الرحمٰن اور سینکڑوں علماء اور طلباء مدفون ہیں اس حصے کے متعلق شاہ رفیع الدین کا یہ کشف تھا کہ اس حصہ میں مدفون ہونے والا ''انشاء اللہ'' مغفور ہوگا، شکار کو بدکنے سے روکنے کو یہ لفظ کہا گیا۔ا

دیوبندی اپنے سے بڑوں کی عزت و تعظیم کرتے ہیں جس کی وجہ سے جب یہ بڑے بن جاتے ہیں تو ان کے چھوٹے بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔ جبکہ مودودی کے پاس یہ بات نہیں ہر آدمی خود اپنی جگہ مکمل رہتا ہے۔ اس کو کسی اور کی ''ذہنی غلامی'' کی ضرورت نہیں رہتی۔

قاسم نانوتوی نے ان کے مرشد'' حاجی امداد اللہ صاحب سے شکایت کی کہ'' جہاں تسبیح لے کر بیٹھا بس ایک مصیبت ہوتی ہے اس قدر گرانی کہ جیسے سومن کے پتھر کسی نے رکھ دئے ہوں۔ زبان وقلب سب بستہ ہوجاتے ہیں۔ (سوانح قاسمی ج صفحہ ۲۵۸)

حاجی کا جواب'' یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل (گرانی) ہے جو حضور ﷺ کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا۔ تم سے حق تعالیٰ وہ کام لینا چاہتا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے۔ (سوانح قاسمی، ج ا صفحہ ۲۵۹)

''نبوت کا فیضان''''وحی کی گرانی'' اور'' کار انبیاء کی سپردگی'' ان سارے لوازمات کے بعد نہ ہی صریح لفظوں میں ادعائے نبوت (دعویٔ نبوت) کیا جائے جب بھی اصل مدعا (دعویٔ نبوت) اپنی جگہ پر ہے۔

دیوبندیوں کے ایک اور اہم فرد رشید احمد گنگوہی اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں پڑھیئے۔

''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر''

غور فرمایئے یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ رشید احمد گنگوہی کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ حق ہے بلکہ ان کے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ حق صرف رشید احمد ہی کی زبان سے نکلتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں رشید احمد کے علاوہ کسی کی زبان بھی کلمہ حق سے آشنا نہیں ہوئی۔ جہاں تک کسی کی اتباع پر نجات کا موقوف ہونا ہے یہ شان صرف خاتم پیغمبراں ﷺ کو ہی حاصل ہے۔

بہر حال تبلیغی جماعت والوں نے نہ جانے کتنے لوگوں کو حضور پر نور ﷺ سے دور کیا، اور نہ جانے کتنے لوگوں کو سود کے حرام ہونے کی بات نہ بتلائی اور سجدوں کے متکبر بنا ڈالا؟ ایسے تمام کی تعداد لاکھوں میں ہوگی۔

قارئین کرام: تبلیغی جماعت کے تعلق سے پروفیسر محسن عثمانی ندوی نے حیدر آبادی روزنامہ منصف کے جمعہ ایڈیشن' ۹ ستمبر ۲۰۱۶ کی اشاعت میں پہلے تعریف کی ہے۔

پروفیسر عثمانی نے اس جماعت کے تعلق سے شروع میں تعریف بلکہ عقیدت مندی ظاہر کی، اور بعد میں اس جماعت کی کمزوریوں کو بتلایا۔

جبکہ جماعت والوں کی یہ شب بیداریاں، پیشانیوں پر یہ گہرے غار اور چہروں پر مکمل سیاہی، میلا لباس وغیرہ سب بے کار ہیں، اگر دل حب نبی ﷺ سے خالی بلکہ بغض رسول سے پر ہوں۔ اس طرح ان لوگوں نے تبلیغ کے نام پر لاکھوں امتیوں کو اپنے آقا و مولیٰ سے دور کر دیا۔ لیکن پروفیسر کہتے ہیں:

''لوگ انہیں دیکھتے ہیں تو یہ کسی اور دنیا کے لوگ نظر آتے ہیں' زبانیں مسنون دعاؤں اور ذکر

سے تر' چہرہ پر نور' تمدن کی خوش جمالیوں سے دور' آنکھوں میں نیند کا خمار اور شب بیداری کے آثار' پیشانیوں پر سجدوں کے نشان' لباس گرد آلود۔۔ دین کا درد اور جوش۔

یہ نماز اور کلمہ کی دعوت دینے والے لوگ ہیں' مسجدوں میں ٹھیرتے ہیں' اپنا سامان اٹھائے ہوئے چلتے نظر آئیں گے۔۔مزید چند تعریفی جملے۔۔۔اس کے بعد پروفیسر نے لکھا

مولانا الیاس نے اپنی ذہانت سے اور مجتہدانہ فکر سے یہ انتظام کیا کہ کنواں پیاسوں کے پاس چلا جائے۔

(ستائش جاری ہے)۔۔ یہ معمولی کارنامہ نہیں کہ تبلیغی جماعت کی وجہ سے لوگ نمازی بن گئے اور جو نمازی تھے وہ شب بیدار' تہجد گزار بن گئے۔۔تبلیغی جماعت کے لئے تعریف کے تمام الفاظ کم ہیں۔'' پروفیسر کی مدح سرائی ختم ہوئی۔

پروفیسر اس جماعت سے متاثر ہیں اور اس کے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں' تعریفوں کے بعد خامیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی ان کے اندرونی کرب کو ظاہر کرتی ہے اور ان کی باتیں زیادہ وزن رکھتی ہیں کیونکہ مخالف کی باتوں میں غلو بھی آجاتا ہے۔

اب وہی عثمانی نے اس جماعت کی خرابیوں کی نشاندہی کی ہے۔اور یوں لکھا ہے:

''اگر مرکز نظام الدین سے فتنہ وفساد اور خون خرابہ اور باہمی حرب وضرب کی خبریں ملنے لگیں تو ہر مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے۔اب چاک جگر محتاجِ رفو ہو گیا ہے۔

جماعت میں کافی وقت دینے پر بھی دین کا جامع تصور لوگوں کو نہیں مل پاتا ہے۔

قرآن کے مطالعہ اور سیرت کی کتابوں سے کسی کو کوئی شغف نہیں ہوتا ہے۔

صرف تبلیغی نصاب اور فضائل کی کتابوں سے لوگ وابستہ نظر آتے ہیں۔

جب مقبولیت بہت بڑھ جاتی ہے اور جب قربانیوں کے بعد فتوحات کا دور آتا ہے اور دولت

امنڈ کر آتی ہے اور سیم و زر کی ریل پیل ہوتی ہے تو اس آزمائش میں بہت کم لوگ خود کو درویشانہ اور قلندرانہ مقام پر باقی رکھ پاتے ہیں۔

دولت کی آزمائش، فقر کی آزمائش سے زیادہ شدید ہوتی ہے۔۔

جہاں دولت کا قدم آتا ہے وہاں رشک بھی آتا ہے اور حسد بھی آتا ہے، جس کے نقصانات ہوتے ہیں۔

تبلیغ کے ذمہ داروں کو اللہ تعالیٰ فریب نفس اور نفسانیت سے بچائے اور ان کو استغناء پر قائم رکھے، استغناء وہ زِرہ ہے جو ہر حال میں انسان کو شیطان کے حملہ سے روکتی ہے۔

اور شیطان انسان کے لئے زر کو قاضی الحاجات بنا کر پیش کرتا ہے۔

اس دین میں پوری دینی تحریک بغیر کسی امیر کے ہو اور صرف شوریٰ کا نظام ہو یہ نا قابل تصورات ہے۔

اس میں موروثی نظام سے بچنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے۔

(دیگر تحریکات میں) موروثیت کے نظام کی خرابی نہیں پائی جاتی ہے۔

اس وقت عالم اسلام میں موروثیت اور ملوکیت کا نظام جہاں جہاں ہے وہ غلط ہے۔

تبلیغ کے کام میں تبلیغی نصاب اور کتابِ فضائل پڑھی جاتی ہے، یہ اچھی کتابیں ہیں لیکن ان کتابوں پر عمل کرنے سے ایک انسان قائم الیل اور صائم النہار (یعنی شب بیدار اور دن کا روزہ دار) متقی اور پرہیزگار، زاہد اور عابد بن سکتا ہے۔ "لیکن باشعور انسان نہیں بن سکتا"۔ (تحریر ختم شد)

الغرض دیوبندیوں اور وہابیوں کی قلابازیاں دیکھنا ہو تو پڑھئے کتاب ''زلزلہ'' اور ''زیروزبر'' اور ''تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اجالے میں'' وغیرہ۔ مذکورہ بالا واقعات ان ہی کتب سے لئے گئے ہیں۔ حیدرآباد میں یہ کتب مکتبہ اہل سنت والجماعت عقب مسجد چوک یا مکتبہ انوار مصطفیٰ مغلپورہ پر انشاءاللہ مل جائیں گی۔

دیوبند کے دستانوی نے کہا تھا کہ مسلمان گجرات کے مسلم کش فسادات کو بھول جائیں بلکہ نریندر

مودی کی تعریف کی تھی۔ کافی ہنگامہ ہوالیکن دیو کی بندیوں نے اس دستانے کو ہٹانے کے بجائے مہینوں وقت لیا تب جا کران کو ہٹایا گیا۔

عید الاضحیٰ کے روز اخبار میں اطلاع آئی ہے کہ دار العلوم دیو بند نے مسلمانوں سے کہا ہے کہ ہندوؤں کے جذبات کی خاطر گائے کاٹنا چھوڑ دیں۔ (بموقعہ عید الاضحیٰ منصف ۷ار نومبر ۲۰۱۱ء)

مراد آباد۔ ۱۷ر اکٹوبر ("دی ہندو" انگریزی روز نامہ) آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ نے ہندوستان بھر کے سنی مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ

وہ سخت گیر وہابیت کو یکلخت مسترد کر دیں تا کہ اسلام اپنی رواداری، یعنی صوفیانہ اساس پر قائم رہے۔

بورڈ کے جنرل سیکریٹری مولانا سید اشرف کچھوچھوی نے یہاں سنی مسلمانوں کے ایک زبردست اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے یہ بھی خواہش کی کہ ایک مدرسہ بورڈ قائم کرنے فوری قانون منظور کرے۔

تا کہ مدرسوں کو ملنے والے فنڈ کا آڈٹ ہو سکے اور مدرسہ کے ذریعہ تعلیم میں سعودی پٹرو ڈالر کی ریل پیل پر نظر رکھی جا سکے۔

بورڈ سنی مسلمانوں کی ۸۰ فیصد نمائندگی کا دعویدار ہے۔ اس کے حامیوں کی زبردست تعداد کے باوجود خود کو اس لئے نہیں منوا سکا کہ اہم مسلم اداروں جیسے (بعض) وقف بورڈوں اور مدرسوں پر دیو بندیوں اور وہابیوں کا قبضہ ہے (دیکھئے اردو روز نامہ منصف حیدر آباد ۱۸ار اکٹوبر ۲۰۱۱ء)۔

ہم چاروں مرتبین کتاب ہٰذا کی امتیوں کو تحریک توجہ دہانی!

تحفظِ شریعت کے لئے تشکیل دیئے گئے مسلم پرسنل لاء بورڈ کو بھی وہابی دیو بندیوں نے اپنے قبضہ میں جکڑ لیا ہے۔ امتیوں کو اس قبضہ سے نجات پانی ضروری ہے۔

روز نامہ سیاست کی ایک سرخی: "چین میں صوفی مسلک کی تشہیر کی درخواست"

خبر میں بتلایا گیا ہے کہ چین میں مذہبی شدت پسندی اور علحدگی پسندی کو روکنے کے لئے صوفی

مسلک کی تشہیر کی اپیل مذہبی امور کے ایک اعلیٰ افسر نے کی ہے۔

اسی شعبہ سے وابستہ افسران نے علماء سے اپیل کی ہے کہ وہ بنیاد پرستی کو پھیلنے سے روکنے کے لئے آگے آئیں۔شدت پسندی دیگر ریاستوں میں پھیل رہی ہے، جسے روکنے کا راستہ اسلام کے صوفی نظریات کی تشہیر ہے۔چین کے صوبہ سنکیانگ میں ایغور مسلمانوں کی آبادی ہے،چین میں مسلمان دو کروڑ سے زیادہ ہیں۔(روزنامہ سیاست،حیدرآباد،مورخہ ۳۰ نومبر ۲۰۱۶)

مذکورہ بالا بیانات سے اندازہ کر لیجئے کہ وہابی اثر ونفوذ کہاں تک اپنے پھن پھیلا چکا ہے' ضرورت ہے کہ مزید پھیلنے سے قبل ہی اس پھن کو کچل دیا جائے۔

نوٹ: وہابیوں اوران کی شاخوں مثلاً تبلیغی جماعت' دیوبندی' جماعت اسلامی وغیرہ کو سنی مسلمان مسترد کرتے ہیں۔

انہدامِ اسلام کی ناپاک جسارتیں

گزشتہ تقریباً دوصدیوں کے بعد اس شیطانی سینگ کے نمودار ہونے کے بعد ہی سے اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ عالم اسلام جن معتقدات' اصولوں اور شعائر کے تحت عمل کر رہا ہے اس سے اس کو ہٹا کر اس کو ایک نئے اسلام کی طرف لایا جائے۔

اس سلسلہ میں جو باغیانہ ہتھیار ہیں ان کی تفصیلات پیش کی جارہی ہیں۔

اس وقت عالم اسلام کو سب سے زیادہ نقصان جس سے پہنچ رہا ہے وہ ہے عبدالوہابی طرز فکر۔ جس کا مقصد ہی' چودہ سو سالہ اسلام کو منہدم کر کے اس کی جگہ ایک نیا اسلام لانا ہے۔خدا وہ دن نہ دکھلائے،جب یہ لوگ کامیاب ہوں۔اگلی سطور میں ان کے متعلق پڑھیئے۔

جیسا کہ قبل ازیں آپ نے پڑھا یہ عبدالوہابی دو طریقوں سے مسلمانوں کا شکار کر رہے ہیں اور اپنے جال میں جکڑ رہے ہیں۔ ایک ہے تبلیغ کے نام پر دین کے نام پر دین' چلّے' ریاضتیں' چلت

پھرت وغیرہ اور دوسرا طریقہ بذریعہ سیاست اسلامی اسٹیٹ کا قیام' اقامت دین' وغیرہ یہ بات خاص طور پر اور ہمیشہ یاد رکھیئے۔

سب سے پہلے سورہ مریم ۱۹ کی آیت ۸۳ کا ترجمہ:

:''ہم نے کافروں پر شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو (کفر پر) ابھارتے ہیں پس آپ ان کے لئے جلدی نہ کیجئے ہم تو بس ان کے لئے دن گن رہے ہیں۔''

یہ آیت تو دور نبوی ﷺ کے کافروں کے تعلق سے ہے لیکن کافروں پر شیاطین کا غلبہ ہے جو ہر دور میں رہا ہے اور رہے گا۔

امتیوں کو گھیرنے کے یہ وہابی دام؟

جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں دام دو طرح کے ہوتے ہیں۔ پہلا دام بہ معنی قیمت اور دوسرا دام بہ معنی جال یا پھندا (جس میں کسی کو بھی آسانی سے گرفتار کیا جاسکتا ہے)۔

امتیوں کو گھیرنے وہابی دام :یعنی احکام دینی میں سوفی صد ڈسکاونٹ:

ڈسکاونٹ یعنی قیمتوں میں کمی یا رعایت' سال کے ختم پر تاجرین دیتے ہیں جو عموما چالیس یا پچاس فی صد ہوتا ہے' لوگ جوق در جوق آتے جاتے ہیں اور خریداری خواہ فائدہ بخش ہو یا نقصان رساں' کرتے چلے جاتے ہیں۔

اسی کی دیکھا دیکھی سینگ پر یواری احکامات دینی میں چالیس' پچاس نہیں بلکہ بعض عبادات اور دیگر مذہبی امور میں سو فیصد ڈسکاونٹ دیتے ہیں۔

جو خریداروں کے لئے تباہ کن ہے، بلکہ مذہبی طور پر ان کے پرخچے اڑا دیتا ہے۔

محض ڈسکاونٹ کے لالچ میں نقصان کی پرواہ کئے بغیر ان طیاروں یا راکٹوں میں لوگ گھس جاتے ہیں جو دوزخ تک نہایت تیزی سے پرواز کر جاتے ہیں۔

ارشاد مبارک حضور اکرم ﷺ کا مفہوم مسلم شریف و مشکواۃ شریف کی حدیث شریف میں یوں فرمایا حضور پرنور ﷺ نے کہ آخری زمانے میں ایک گروہ فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا۔

وہ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جس کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو۔ تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور فتنے میں نہ ڈالیں (راوی حضرت ابو ہریرہؓ)۔

جیسا کہ آپ نے گزشتہ صفحہ پر سورہ مریم کی آیت شریف پڑھی اس پر اور مذکورہ بالا حدیث شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہدام اسلام کی کوششیں جاری ہیں۔ وہابیوں نے درج ذیل آسانیاں اور چھوٹ فراہم کردی ہیں۔ مثلاً

''دین آسان ہے ہر مسئلہ میں آسان صورت کو اختیار کیا جائے''۔

تبصرہ: اس طرح مسلمان ان کے داموں یعنی رعایتی قیمتوں اور گرفتاری کے لئے بنے ہوئے جال میں پھنسیں)۔

جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا، دام دو قسم کے ہیں: (۱) دام (بمعنی قیمت) اور (۲) دام (بمعنی جال یا پھندے)۔

ہماری دعا اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم دونوں اقسام کے داموں سے بچیں۔

دام ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ''نماز پڑھنے کے لئے سر پر ٹوپی ضروری نہیں۔''

☆ داڑھی چاروں طرف سے بڑھتے بڑھتے پیٹ تک بلکہ پیٹ سے نیچے تک آجاتی ہے۔

نوٹ : حالانکہ داڑھی کے تعلق سے فقہی ضابطہ یا کلیہ یوں ہے کہ ایک مٹھی داڑھی رکھنا سنت ہے۔ اس

سے زیادہ ہو جائے تو اس کو کترنا جائز ہے۔ایک مٹھی سے کم ہونے کی صورت میں کترنا درست نہیں اور بالکل مونڈھنا (کلین شیو) حرام ہے۔

☆ نمازوں کی قضا ضروری نہیں،مسافر کے لئے قصر چار رکعت کی جگہ دو رکعت کافی ہیں سنتیں اور وتر معاف۔

☆ دوران سفر ظہر' عصر اور مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھنے کا سہل' آسان وآرام دہ طریقہ رائج کیا گیا۔حالانکہ جمع بین الصلاتین (ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں سال بھر میں ایک بار نویں ذی الحجہ کو بمقام میدان عرفات اور مزدلفہ میں ادا کی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ ایسی نماز کسی اور مقام پر اور کسی اور وقت ماہ یا دن میں ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔اور نہ ہی اس کی کوئی روایت ملتی ہے۔لیکن ایسا کیا جانا احکامات میں تبدیلی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

☆ ماہ رمضان المبارک میں سحری کا وقت ختم ہوتے ہی اذاں دے دیتے ہیں حالانکہ ابھی وقت فجر شروع ہی نہیں ہوتا' بے وقت اذاں دینا یا نماز پڑھنا' دونوں ہی جائز نہیں۔

☆ مغرب کے وقت ہلکی بارش بھی ہو تو مغرب کے ساتھ ہی فوراً نماز عشاء پڑھا دی جاتی ہے۔

☆ خاص راتوں مثلاً شب معراج' شب براءت اور شب قدر' شب عاشورہ اور یوم عاشورہ اور جشن میلاد النبی ﷺ کے جیسے مبارک راتوں اور دنوں کے وقت ان کی مسجدیں مقفل اور اندھیرے میں رہتی ہیں۔

☆ وہابی تعلیمات کا لب لباب اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب بندوں کی عظمتوں کو مسلمانوں کے دل سے نکال دینا ہے۔

☆ ان کے مذہب کے چند اصول اور بھی ہیں مثلاً بزرگان دین' ائمہ اربعہ رحم اللہ اجمعین کی تعلیمات کو نہ مانا جائے اس طرح اولیائے کرام اور صوفیائے عظام رحم اللہ اجمعین کی باتوں کو نہ

مانا جائے۔ مفسرین کی تفاسیر اور قرآن وحدیث سے فقہی مسائل جو بیان فرمائے گئے تھے ان کو نہ مانا جائے۔

☆ ان کے خیال میں قرآن وحدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس کے لئے کسی بڑے علم کی ضرورت نہیں چنانچہ سرغنہء سینگ پریوار آنجہانی مودودی نے بھی یہی کہا تھا کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے پروفیسر ہونا کافی ہے۔

☆ ان کا ایک اہم اصول ہے کہ ہر مسئلے میں آسان صورت اختیار کی جائے۔ اور اگر اس کے جواب میں کوئی حدیث پیش کرے تو اس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے۔ (استغفر اللہ)۔

انکار حدیث' منافقانہ ڈھٹائی ہے۔ جبکہ حدیث کا انکار نبوت کا انکار ہو جاتا ہے۔

مودودی نے یہی اصول اپنایا تھا اور ان کے پٹھے بھی یہی اصول پر چلتے ہیں۔

مزید آسانیاں تاکہ وہابیوں کی بھیڑ بڑھتی جائے۔

☆ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی بیس رکعات کے بجائے آٹھ رکعات کافی ہیں۔

☆ زکواۃ میں ڈنڈی ماری جائے' تجارت کے مال' چاندی' سونا کے زیورات میں زکواۃ واجب نہیں (بدر الابلہ صفحہ ۱۰۱' ۱۰۲' نواب صدیق حسین خاں' بھوپال)

☆ عید الاضحیٰ کی قربانی چار دن تک کی جاسکتی ہے۔ (جبکہ امت محمدیہ ﷺ عید الاضحیٰ کے بعد دو دن قربانی کرتی ہے)۔ ایک بکرے کی قربانی پورے گھر کے افراد کے لئے کافی ہے چاہے سو آدمی اس گھر میں ہوں (بدر الابلہ صفحہ ۳۴۱' نواب صدیق حسین خاں بھوپالی)

☆ وہابیوں میں ایک مذہب کے ماننے والوں کے پاس مرغا' مرغی کی قربانی بھی جائز ہے۔

☆ شریعت اور فقہ عالیہ سے بغاوت کی سزا یہ ملی ہے کہ اہل اللہ کی جگہ پر وہ ابن تیمیہ' ابن قیم' قاضی شوکانی' ابن عبدالوہاب نجدی کی تقلید کرتے ہیں۔ اس کی ماریوں پڑی ہے۔

کہ ان کا عقیدہ ہے کہ ''رام چھمن' کرشن (نعوذباللہ) نبی ہیں جو ہندوؤں میں مشہور ہیں اس طرح پارسیوں میں زرتشت' چین اور جاپان میں کنفیوشس اور بدھ' سقراط اور فیثا غورث یونانیوں میں'' ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے۔ (وہابی کتاب'ہدیۃ المھدی صفحہ ۸۵)

اس کے علاوہ شریعت مطہرہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے یہ ان میں کی اکثر چیزوں کے حرام ہونے کے قائل نہیں ہیں مثلاً

☆ کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز

☆ مرد جتنی عورتوں سے چاہے نکاح کرسکتا ہے (چار کی شرط نہیں)۔

☆ مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں۔

☆ ''ناپاک آدمی بنا غسل کیۓ قرآن مجید کو ہاتھ لگا سکتا ہے' چھو سکتا ہے' اٹھا سکتا ہے' اور رکھ سکتا ہے''۔

استغفر اللّٰہ' حالانکہ قرآن مجید میں لَّا یَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (سورہ واقعہ) فرمایا گیا ھے . (ترجمہ:) اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔

مذکورہ بالا سہولتیں جن کو ملیں گی تو اس کے بھیانک نتائج بھی سامنے آئیں گے۔ ملاحظہ فرمایئے روزنامہ سیاست حیدرآباد مورخہ ۲رجون ۲۰۱۳ء آپ کے مسائل اور شرعی احکام کے تحت ایک صاحب نے سوال کیا ہے۔ کہ بیرون ریاست کے پیش اماموں میں سے ایک بغیر وضو کے نماز پڑھاتا تھا۔ دوسرا تو اور بھی گیا گذرا تھا وہ بنا طہارت (بلکہ غسل) ہی کے فجر کی نماز پڑھایا کرتا تھا۔

مفتی نے دوسرے کے تعلق سے جواب دیا کہ وہ شخص خارج از اسلام ہے۔ پہلے امام کے تعلق سے مفتی بھول گئے یا ممکن ہے یہی جواب دونوں پیش اماموں پر منطبق ہوتا ہو۔

وہابیوں کی دی گئی چھوٹ کہ ناپاک آدمی قرآن پاک کو چھو سکتا ہے' اٹھا سکتا ہے' رکھ سکتا ہے' اس

سے شبہ پا کر دونوں پیش امام نڈر ہو گئے اور ایک نے بنا وضو اور دوسرے نے بنا طہارت (غسل) نماز پڑھادی۔

بات چل رہی تھی وہابی رعایتوں کی تو یہ بھی پڑھتے چلئے کہ

اسوسی ایٹیڈ فرانس پریس (اے ایف پی) نے تیونس کے وزیر داخلہ لطفی بن جدہ کی قومی اسمبلی میں کی گئی تقریر کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ تیونس کی سینکڑوں خواتین نے شامی باغیوں سے جہاد النکاح کرلیا۔

تیونس کی خواتین کو شیطان نے ورغلایا اور ان کو جذبہ جہاد کے نام پر بدکاری کے راستے پر ڈال دیا۔ چنانچہ وہ خود بھی سو کوڑے کھانے یا سنگساری کی مستوجب ہو رہی ہیں۔ اور شامیوں کو اپنی طرح گنہگار کر رہی ہیں یعنی ہر دو کو از روئے شریعت سو کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا لازمی ہے۔

باوجود اس کے ایک اور خاص بات یہ بھی بتائی گئی ہے کہ

''اس طریقہ کو سخت گیر سلفی (یعنی وہابی) مسلمان جائز قرار دے رہے ہیں''۔ (بحوالہ روزنامہ منصف حیدرآباد مورخہ ۲۱ ر ستمبر ۲۰۱۳ء)

آگے بڑھنے سے پہلے حضور ﷺ کی حدیث شریف تیسری بار پڑھئے۔ آخری زمانے میں ایک گروہ فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جس کو تم نے سنا ہوگا' نہ تمہارے باپ دادا نے، تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور فتنے میں نہ ڈالیں۔

بزرگوں سے بلکہ ذاتِ پاک رسالت مآب ﷺ سے شدید بغض' حدیث کا انکار

' مردوں کو نکاح کی اجازت' تعداد کی شرط نہیں، ناپاکی و نجاست کی حالت میں قرآن پاک کو چھونا' اٹھانا' رکھنا' ہاتھ لگانا اور نماز پڑھانا سب جائز۔

حضور ﷺ کی فرمائی ہوئی ایک ایک بات ان وہابیوں پر پوری ہو رہی ہے۔

جس جگہ اتنی آسانیاں ملیں، بنا ٹوپی پہنے نماز بجائے پیر دھونے کے صرف موزوں پر مسح، دوران سفر ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ملا کر پڑھ لینا حالانکہ وقت نہ ہوا ہو۔

تراویح میں آٹھ رکعات کافی، بڑی راتوں میں مساجد اندھیروں میں ڈوبی ہوئی۔ بلکہ بعض نجدیوں کے تعلق سے یہ سننے میں آتا ہے کہ سنتیں نہیں پڑھتے۔

بعض لوگ وہابیوں کی اس بڑھتی ہوئی ڈار اور اس کے اس پھیلتے ہوئے پھن پر اظہار تشویش کرتے ہیں، یہ تشویش بجا ہے لیکن جہاں اس قدر آسانیاں ملیں تو ابلیس اور ابلیسیان، لوگوں کو اس طرف لانے کے لئے سرگرم عمل ہو ہی جائیں گے۔

ہر امتی کا فریضہ ہے کہ امت کو اپنے نبی ﷺ سے دور کرنے والے ان شیطانی ہتھکنڈوں سے آگاہ کرتے رہیں۔

اور ان دوزخ کی راست پروازوں سے واپس لانے کی پر خلوص کوششیں کریں۔

اب اور آگے پڑھیئے وہ پرکشش ترغیبات جو ہر نفس کو مرغوب ہوتی ہیں۔

☆ چاندی سونے کے زیورات پر زکواۃ نہیں۔

☆ شراب ناپاک نہیں۔

☆ قبل زوال نماز جمعہ پڑھی جاسکتی ہے۔

☆ قصداً نماز چھوڑا اور قضا کرنا چاہے تو وہ نماز مقبول نہیں (نماز کے وقت کی پابندی کرو)

☆ بے ہودگی کے اکثر کام جائز

☆ ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (دستور المتقی ۲۹) خود کو متقی ظاہر کرنے کو۔

☆ متعہ جائز۔

(سطور بالا ماخوذ از کتاب اہل حدیث کا فریب از محمد یحییٰ انصاری)

مذکورہ کتاب کا یہ آخری نکتہ نہایت اہم ہے یعنی متعہ، اگر یہ درست ہے تو قابل غور ہے!

اہل سنت کے پاس متعہ حرام ہے، نجدی خود کو اہل سنت سے وابستہ بتلاتے ہیں۔ جب کہ ان کے بیشتر معاملات اس کی تردید کرتے ہیں۔ فی الواقع اگر ان کے پاس متعہ جائز ہے تو یہ ایک نہایت سنگین بات ہے۔

نجدیوں نے حال ہی میں بغیر محرم کے ۴۵ سالہ عورتوں کو حج پر آنے کی اجازت دے دی ہے۔ جو خرابیوں کے امکانات سے بھرپور ہے۔ عورتیں جو بنا محرم کے آئیں گی تو ان پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے کہ متعہ کر لیں۔ دوسری طرف دلال جوان عورتوں کو ورغلا کر ان کی عمریں زیادہ لکھوا کر ان کے پاسپورٹ بنائیں اور بنام حج روانہ کر دیں۔

شریعت مطہرہ کے جو حدود و قیود ہیں خالی از مصلحت نہیں ہیں، جس کے ٹوٹنے سے جسمانی تکالیف، بدنامی اور عذاب کے امکانات ہمیشہ رہتے ہیں، لہٰذا ایسے حج سے پرہیز لازمی ہے۔ امتی کوئی ایسا کام نہ کریں جو کل حضور پرنور ﷺ کے سامنے ان کو شرمندہ کر دے۔ اور حضور پرنور ﷺ کی ناراضگی کا باعث بنے، اس ناراضگی سے بڑا عذاب اور کیا ہو سکتا ہے؟

وہابی طرزِ فکر کے جو اصول یا رعایتیں ہیں وہ تمام کی تمام آسانیاں فراہم کرنے والی ہیں۔ البتہ خود کو نماز وقت پر ادا کرنے والے اور ٹخنوں سے نیچے پاجامہ نہ لانے والے کہلواتے ہیں۔ بڑھتی کا نام داڑھی اور چہروں پر کی سیاہی و سفاکی جن سے بچے ڈر جائیں اور سمجھیں کہ ہلاکو یا چنگیز گویا ان کی فوج کے کسی سپاہی کو دیکھ رہے ہیں۔

☆ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہابیوں کے پاس کوّا جائز ہے۔

☆ جوں ہی سورج غروب ہوا فوراً مغرب کی اذان دے دیتے ہیں۔ حالانکہ پانچ منٹ کا وقفہ

ضروری ہے۔

(۴) ابھی حال ہی میں سعودی عالموں نے فتویٰ دیا ہے کہ مسلمان، غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت کریں حالانکہ ان وہابیوں کے پاس مسلمانوں کا عرس یا کسی بزرگ کی زیارت کو جانا باعث شرک یا کفر ہے۔

وہابی طرز کو ساری دُنیا میں پھیلانے کی کوششیں مسلسل جاری ہیں۔ جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا جب کسی کو اتنی آسانیاں میسر آ جائیں تو لازمی طور پر وہ ان باتوں پر لپکے گا۔

جب لوگ سعودی یا کسی عرب ملک میں رہ کر واپس آتے ہیں تو بطور بونس کھجلی بھی ساتھ لاتے ہیں نماز کی رکعت باندھنے سے سلام پھیرنے تک یہ مشغلہ جاری رہتا ہے۔

ایسی ہی خرابیاں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں کھلے سر نماز پڑھنا، سنتوں کی عدم ادائی، بزرگوں کی تعظیم کو ترک کرنا وغیرہ جیسی گمراہ کن باتیں بطور ڈسکاونٹ ''ایک خریدیئے، دس مفت پایئے'' ساتھ میں آ جاتی ہیں۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سینگ پریواریوں کی دشمنی؟ وجہ کیا ہے؟

ایک حدیث شریف کا مفہوم یوں ہے کہ ''ایک فقیہ (فقہ کا جاننے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے''۔

عبادت گزار اپنے ہی سجدوں میں مصروف رہتا ہے لیکن فقہ کا جاننے والا مسلمانوں کو ان کی خلاف شرع باتوں پر ٹوکتا ہے۔ اور حلال و حرام کی تمیز دلاتا ہے۔ اسی لئے شیطان کی نظر میں یہ بہت ہی ناپسندیدہ شخصیت ہوتی ہے۔

مودودی نے یوں دندناتے ہوئے حملہ کردیا تھا کہ '' انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء اور مشائخ ان تمام کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں جگہ

نکالتی رہی''۔

پھر سنبھل کر یوں کہا کہ'' جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا مان لیا''۔

غور کیجئے شیطان پر ایک فقیہ کا وجود ہی سخت ہے۔اب یہاں تو فقہاء سے بھی اونچے مدارج کے حضرات موجود ہیں تو ان سے بغض ودشمنی تو شیطان کے لئے لازمی ہے۔

انبیاء علیہم السلام جن کی بدولت ہمیشہ حق کے چراغ فروزاں رہے۔اولیائے کرام کی مبارک زندگیوں سے مخلوق' اللہ سے جڑتی رہی اور راہ راست پر چلتی رہی۔

شہداء نے اپنے خون سے باغ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تروتازہ رکھا۔صالحین نے اپنی مبارک زندگی کا کافی اثر عوام پر ڈالا اور عوام بھی سیدھی راہ پر چلتے رہے۔مجاذیب (مجذوب کی جمع) البتہ اپنی ذات کی حد تک مطیع وفرمانبردار رہتے تھے۔

لیکن چونکہ شریعت کے احکام پر چلنے سے معذور رہتے تھے اس لئے عوام الناس پر ان کا کوئی خاص اثر نہ تھا' ابدال واقطاب کی روحانی بلندیوں سے بھی لوگوں نے فائدے اٹھائے' اور راہ حق سے جڑے رہتے تھے۔

علماء جو حق پسند ہوتے ہیں وہ بھی رہنمائی وراہبری کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔باعمل شیخ کا اثر بھی ان کے مریدوں وغیر مریدوں پر رہتا ہے۔

الغرض مذکورہ بالا تمام طبقات کے بزرگ حتی المقدور بندوں اور خدا کے درمیان' واسطے یا وسیلے کی حیثیت رکھتے تھے۔

لیکن ان تمام کی مورتیاں بنا کر نہ تو پرستش کی گئی اور نہ ہی ان کے نام سے کسی نے (نعوذ باللہ) کوئی مندر بنایا۔تو خدائی کا لفظ تہمت کے سوا اور کیا ہے؟

مودودی نے البتہ صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم ورحم اللہ اجمعین کا ذکر نہیں کیا، الغرض ان بزرگوں نے بھی لوگوں کو دین پر چلایا حق اور ناحق کی تمیز سکھائی۔

غور کیجئے ایک فقیہ جس سے چند لوگ سیدھی راہ پر چل سکتے ہیں۔

یہاں تو ایک کثیر تعداد موجود ہے جو لوگوں کو شیطان کے چنگل میں آنے سے روکتی رہی تو پھر ان سے بغض وحسد یا کدورت مودودی جیسوں کے لئے لازمی ہے۔ مودودی جو بغض رسول میں اپنی انتہا کو پہنچ چکے تھے۔

ان کے بغض وحسد کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامات عالیہ سے سرفراز فرمایا تھا، دوسری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ وقربانیوں کا اثر خدا کے فضل سے یہی ہوا کہ آج زائد از ڈیڑھ ارب مسلمان دنیا میں رہتے بستے ہیں۔

اتنی زیادہ تعداد کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑا رہنا بھی مودودی جیسوں کو کھل جاتا ہے۔

سینگ پر یواری نہ آپ کو اسلام، نماز، روزہ سے پھیریں گے نہ ہی حج وزکوۃ سے، بلکہ صرف آپ کو آپ کے پیغمبر ﷺ سے دور کر دیں گے یا باغی بنا دیں گے۔

جب اُمتی اپنے پیغمبر ﷺ سے کٹ جائے تو پھر وہ کلمہ کس کا پڑھے گا؟ سیدھا سیدھا اسلام سے ہی منحرف ہو جائے گا۔

عام مسلمان، سینگ پر یواریوں کی اس گہری چال کو سمجھیں، یہ توحید کے نام پر یا دیگر خوب صورت ناموں سے آپ کو مذہب حقہ اسلام سے پھیر دیں گے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے کی تو ان کی طرف سے مکمل پابندی عائد ہے۔

خدا سے جڑنے والے ہر فرد سے ان سینگ پر یواریوں کو سخت چڑ بلکہ بغض وعناد اور نفرت ہے۔ راست حملہ نہیں کر سکتے تو گول مول اور پھرا کر حملہ کرتے ہیں۔

اور بعض اوقات راست حملہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً یوں لکھا'' صالحین اکثر جھوٹ بولتے ہیں۔''
'' صالحین سے مراد صوفی لوگ ہوتے ہیں۔'' چلئے ایک تیر سے دو شکار۔ صالحین کو نا قابل اعتبار ٹھیرا دیا اور صوفیاء کو بھی نا قابل اعتبار ٹھیرا دیا۔

یہ ساری دوڑ دھوپ آپ کو جہنم میں ڈالنے کے لئے کی جارہی ہے' لہذٰا دوزخ سے بچنا ہو تو سینگ پر یواریوں سے دور رہئے۔

اوران کی بکواس کو سننے کے بجائے جو جھوٹ، انکار حدیث یا آیات کی من مانی تفسیر سے پر ہوتی ہے ان سے پوچھئے کہ آپ کیوں دوزخ میں جانا اور ہم کو لے جانا چاہ رہے ہیں؟

سینگ پر یواری دراصل دوزخ کے برانڈ ایمبیسڈر ہیں ان کے ان نام نہاد چراغوں کو بجھا دیجئے تو اُجالے ہوں گے۔ ان کے ان نام نہاد بحری بیڑوں کو غرق کر دیجئے تو سفینے پار ہو جائیں گے۔ یا خدانخواستہ ان کے دام میں پھنس گئے تو پھر دوزخ تو دہکائی ہی جارہی ہے۔

بہر حال انبیاء علیہم السلام' صحابہ کرامؓ تابعینؒ تبع تابعین' اولیاء اللہ رحم اللہ اجمعین اس طرح شہدائے کرام اور صالحین رحم اللہ اجمعین اور اولیائے کرام رحم اللہ اجمعین سے جڑ جایئے۔

یہ ابلیسی جن سے چڑتے ہوں ان سے خاص طور پر عقیدت و محبت کے ساتھ جڑ جایئے۔ یہی راستہ صحیح ہے' قبل ازیں آپ نے پڑھا دن بھر میں تیس تا چالیس مرتبہ یہ دعا کرتے ہیں کہ:

'' ان کے راستے پر چلا' جن پر تیرا انعام ہوا' نہ کہ ان کے راستے پر جن پر تیرا غضب ہوا''۔

سینگ پر یواری اللہ کے دوستوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے دشمنوں کے دوست ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ: سورہ انفال ۸ آیت ۱۷

ترجمہ: (اے محمدؐ) جس وقت آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ آپ نے (کنکریاں) نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

سینگ پریواریوں نے اس آیت کے جو معنی و مطالب بتلائے یا جو نتیجہ اخذ کیا پڑھیئے :

☆ یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا۔

☆ لیکن اذا رمیت کہہ کر کنکریوں کے پھینکنے کا فعل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔

☆ پھر نفی کر کے اپنی طرف اضافت کی۔

☆ فعل ایک ہی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے پھینکی۔

☆ جب کہ اس کا سبب اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور مشیت ہے۔

☆ جس نے ایسا کرنے کا حکم دیا اور پھر ان کنکریوں کو مشرکین تک پہنچا دیا۔

☆ چونکہ مخلوق کے کاموں کا سبب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ ہی (سے) ہے۔

☆ وہی انسان کو توفیق دیتا ہے۔ اسباب مہیا کرتا ہے، وہی ہر کوشش کو کامیاب کرتا ہے۔

☆ اسی لئے اس کام کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب فرماتا ہے۔

(سینگ پریواری تبصرہ ختم شد)

اُمتیوں نے آیت پر آمنا وصدقنا کہا۔

کسی نے کیا خوب فرمایا تھا کہ

ما رمیت اذ رمیت احمد است
دیدن او دیدن خالق شد است

ترجمہ: یعنی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام خدائے تعالیٰ کا کام اور دیدار آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا کا دیدار ہے۔

سینگ پریواریوں نے چاہا کہ اتنا صاف اور صریح پیرایہ اگر اختیار کیا جائے تو پھر عظمت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر ہو جاتی ہے اور لوگوں کے قلب و دماغ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے

چراغوں سے روشن ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا ہمارا کام ہے کہ لوگوں کے اذہان کو اس طرف نہ جانے دینے کے لئے اور پلٹانے کے لئے کچھ لکھا یا کہا جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا خدائے تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بار بار اپنے کسی فعل کو یا اپنے موقف کو بدلتا رہے؟

جبکہ حکم ''کن'' دے دیا اور وہ ہو گیا۔

آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اور مقام کا اظہار فرمایا' اپنے ارادہ ومشیت کا یہاں کوئی ذکر نہیں فرمایا۔

ازل تا ابد ہر کام خدائے تعالیٰ کے ارادہ ومشیت اور منشاء کے عین مطابق ہوتا آ رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

سینگ پریواریوں کی یہ بھی ایک اہم اور مکر وفریب سے بھرپور کوشش ہے کہ ہر وقت مقام محمد ﷺ کو گھٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت یا ارادہ کی بات کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔

جبکہ اُمتیوں کا ایمان ہے کہ اللہ قادر ہے' قدیر ہے' سزاوارِ حمد ہے۔ اس کے حکم کے بغیر ایک پتہّ بھی حرکت نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پلک مارنے (کے وقت کی) دوری نہیں رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مقام بلند کی طرف یوں اشارہ فرمایا کہ میں احمد تو ہوں (اظہار بندگی) لیکن بلا میم کے (فنائیت کا اظہار) اور عرب بلا عین ہوں۔ یہاں بھی اپنے بندہ ہونے کی بات فرمائی۔

احمد بلا میم اور عرب بلا عین سے مراد فنائیت کا اظہار ہے۔ اتنی سیدھی اور صاف بات کہ محمد صلی

اللہ علیہ وسلم نے جو کنکریاں پھینکی تھیں قربت اور نزدیکی کی وجہ سے اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل ہونا ارشاد فرمایا۔

سینگ پریواریوں کی طرف سے حق کو جھٹلانے' شان خدا میں گستاخی اور عظمت محمد ﷺ سے انکار واضح ہو رہا ہے۔ ان وجوہات سے یہ بات ان کے حلق سے نہ اتری اور عظمت مصطفیٰ کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے تعلق سے یہ لکھا کہ اللہ نے حضور پرنور ﷺ کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا۔

پھر انسانوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ اپنے موقف پر نظر ثانی کی اور یوں کی کہ اذا رمیت کہہ کر کنکریوں کے پھینکنے کے فعل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔ پھر نفی کی (کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نہیں جو بار بار خدائے تعالیٰ کو موقف بدلنے والا بتلایا جا رہا ہے؟

امت کا فریضہ ہے کہ ان دوزخ نوازوں کو دوزخ میں جانے سے روکنے ان کو سمجھائیں کہ وہ خدا اور رسول سے کتنے دور ہو گئے اور دوزخ سے کتنے قریب ہوتے جا رہے ہیں؟ (ختم شد)

جماعتِ اسلامی پاک و ہند

(جس کا نہ ہونا' ہونے سے بہتر ہے)

کیونکہ راکھ کے ڈھیر میں شعلہ ہے نہ چنگاری ہے

سینگ پریوار کے سرغنہ اور جماعتِ اسلامی کے سرغنہ چالک ابوالاعلیٰ مودودی جنہوں نے بغض وحسدِ رسولؐ رکھنے والے تمام لوگوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

غور کیجئے حضور پرنور ﷺ کی مبارک شان میں جس قدر گستاخیاں کر سکتے تھے کر چکے اس کے علاوہ اُنہوں نے کس قدر مکر و فریب سے حضور پرنور ﷺ کی مبارک شان میں مزید کیا کیا گستاخیاں کیں؟ وہ قابل مطالعہ بھی ہیں اور غور طلب بھی۔

سورۂ نصر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ:۔ (اے محمد ﷺ) جب اللہ کی جانب سے (صلح

حدیبیہ) اور فتح (مکہ) آئی، آپؐ نے دیکھ لیا کہ لوگ جوقً در جوق اللہ کے دین (اسلام) میں داخل ہو رہے ہیں۔

تو بس (بطور شکریہ) اپنے رب کی تسبیح کیجئے اور اس سے مغفرت مانگتے رہیے بے شک وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔

چونکہ مودودی کا دماغ بغضِ رسول کا کارخانہ تھا' لہٰذا بات کہاں سے کہاں پہنچادی؟ پڑھیئے۔

لکھتے ہیں اسکے بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ اللہ کی حمد و تسبیح کرنے میں مشغول ہو جائیں اور اس کے فضل سے آپ اتنا بڑا کام انجام دینے ہیں کامیاب ہوئے اور اس سے دُعا کریں کہ اس خدمت کی انجام دہی میں جو بھول یا کوتاہی آپؐ سے ہوئی ہے اسے وہ معاف فرمادے۔

(مودودی بکواس بعنوان تفہیم ج ۶/۵۱۴) بحوالہ ''جماعتِ اسلامی اور شیعہ مذہب'' از محمد یحیٰ انصاری، شیخ الاسلام اکیڈمی مغل پورہ حیدر آباد۔

مذکورہ بالا آیت میں حضور ﷺ کی کسی معمولی سی بھول یا کوتاہی کا کوئی قرینہ یا کوئی اشارہ تک نہیں آپ ﷺ کی ذاتِ پرانوار معصوم عن الخطاء ہے۔

بات جہاں تک طلبِ مغفرت کی ہے وہ اُمت کے لئے ہے' سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے طلبِ مغفرت کا مطلب عروج در عروج کی وجہ گزرا ہوا مقام موجودہ مقام سے کم تر تھا تو اس پر آپ ﷺ مغفرت طلب فرماتے تھے۔

مشہور مقولہ سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے''حسنات الابرار ، سیّات المقربین ''یعنی ابرار کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ ہیں۔

جس کے معنی یہ ہیں کہ ابرار جس مقام پر اس وقت ہیں مقربین اس سے گزر چکے ہیں اور ان کو عروج حاصل ہوا ہے تو لازماً عروج کے مقابلہ میں پچھلا مقام کمتر ہی تھا اس لئے مغفرت طلب فرمائی جاتی ہے۔

لیکن مودودی اس عروج کی بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے اس کو انہوں نے بھول یا کوتاہی سمجھ لیا یا

اُمت کو گمراہ کرنے کے لئے یہ مفروضہ پیش کیا۔

دوسری بکواس اپنی کتاب ''الجہاد فی الاسلام'' میں یوں کی کہ

''لیکن وعظ و تلقین میں نا کامی کے بعد ''داعیٔ اسلام'' نے ہاتھ میں تلوار لی۔''

بحوالہ کتاب جماعتِ اسلامی اور شیعہ مذہب (از محمد یحییٰ انصاری)

مودودی کی ہر ہر سطر میں بلکہ ہر ہر لفظ میں حسد، جلن بھی تھا اور عیاری بھری ہوئی تھی، اب دیکھئے نا، حضور پرنور ﷺ کو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ وعظ و تلقین میں نا کام ٹھیرایا جا رہا ہے۔

پندرھویں صدی ہجری میں جماعتیوں میں داعیٔ اسلام کہلانے والے ٹوکروں سے مل جائیں گے، داعیٔ اسلام لکھ کر مودودی نے عمداً توہین کی، کیونکہ حضور ﷺ حبیبِ خدا تھے، آپؐ کے نور سے کائنات بنی تھی خدائے تعالیٰ نے اپنے نام کے بعد آپؐ کے اسمِ مبارک کو رکھا، مختصراً حضور ﷺ کا مقام یوں ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور ﷺ کی عظمتوں کو عمومیت میں تبدیل کرنے کی یہ منافقانہ چال تھی جو مودودی چل کر مر چکے جس کی جواب دہی آج تک جاری ہے۔

''وعظ و تلقین کی نا کامی'' بھی کم شر انگیز نہیں مودودی، کی حضور ﷺ کے ساتھ آتشِ بغض وحسد ابھی بجھی نہیں پھر لکھ مارا تھا۔

(بقول مودودی کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ''اس کارنامے کو اپنا کارنامہ سمجھ کر کہیں فخر نہ کرنے لگ جانا، تسبیح و حمد و ثناء کرو اور اس ذات سے درخواست کرو کہ اپنے فرائض ادا کرنے میں جو خامیاں و کوتاہیاں سرزد ہو گئی ہیں اُنہیں معاف فرمائے۔

(مودودی بکواس کتاب بعنوان قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں)

ابو جہل یا ابولہب نے کافی گستاخیاں کیں لیکن اُنہوں نے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں لایا ابوالاعلیٰ نے تو جی بھر کر گستاخیاں کیں لیکن آتشِ بغض وحسد ھل من مزید پکارتی رہی چنانچہ اُنہوں نے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد بتلا کر حضور ﷺ کی یوں توہین کی تھی۔

حضور ﷺ کی مبارک اور پرانوار ہستی وہ ہستی ہے کہ آپؐ سے فخر، معمولی بھول چوک، یا کوتاہی کا شائبہ بھی نہیں آسکتا۔

یہ ابوالاعلیٰ کا بغضِ رسولؐ تھا جس نے ابو جہل اور ابولہب کو مات کر دیا، حضور ﷺ کی طرف سے استغفار کا کیا جانا یا منکسرانہ گفتگو فرمانا یہ صرف نیستی اور عاجزی کی وجہ سے تھا جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معصوم ہی رکھا تھا۔

غور فرمایئے کہ حبیبِ خدا ﷺ کی مبارک شان کو گھٹانے اور عظمتوں اور خصوصیات کو عمومیت میں تبدیل کرنے کی مودودی چالیں اُن کے لئے عذابِ جاریہ کا توشہ ہیں یا نہیں؟

ایسے امیرِ جماعت سے وابستہ افراد کے خیالات ونظریات کس پایہ کے ہونگے ؟

کیونکہ بقول حسین احمد مدنی ’’محترما! جب کوئی تحریک کسی شخص کی طرف سے منسوب ہوگی تو وہ قبلۂ توجہ ہوگا اور اس شخص کے عقائد واخلاق کا اثر ارکان پر قطعی طور پر پڑے گا‘‘۔

قبلۂ توجہ کی فطرت اور بغض وحسد عیاری ومکاری آپ نے پڑھ لی۔

آگے بڑھنے سے پہلے چند تفصیلات قارئین کرام کے لئے باعثِ دلچسپی اور معاملہ کو پوری طرح سمجھنے میں مددگار ہونگے۔

بہرحال جماعتِ اسلامی تو اس کے بانی کے زمانہ ہی میں راکھ کا ڈھیر بن چکی تھی کیونکہ جب اصول وضوابط ختم کر دیئے جائیں اور ڈکٹیٹر شپ غالب آجائے تو نتیجہ صفر ہی نکلتا ہے۔

چنانچہ آفریں ہے پاکستانی رائے دہندوں کی فہم ودانش پر کہ انہوں نے مودودی کو مسترد کر دیا اور (عجز وعاجزی والے اور ممکنہ تائب) میکش ذوالفقار علی بھٹو کو مسند اقتدار پر بٹھا دیا۔

☆ مودودی کے قلم سے ہی نہیں بلکہ پورے وجود سے شیطان بولتا تھا تو کچھ لوگ ان کے جھانسے میں آجاتے تھے اب نہ مودودی رہے اور نہ اُن کے مودودی شہنشاہیت کے خواب۔

اب آیئے جماعتِ اسلامی ہند کے تعلق سے:۔

☆ حیدر آباد میں ''المیز ان'' کے نام سے جماعتیوں نے کاروبار شروع کیا، کاروبار چمڑوں کے نام سے ہوا لیکن وہ لوگ جوان کی دین داری پر یقین رکھتے تھے ان لوگوں کی چمڑی اُدھیڑ دی گئی بہر حال دو یا تین کروڑ کا چونا لگا کر جماعتیے الگ ہو گئے۔

☆ سادہ لوح مسلمانوں نے ان سے یہی کہا ہو گا کہ

آپ تو مسکرا کر الگ ہوگئے
آپ کا کیا گیا '' زر '' ہمارا گیا

☆ مخلص لوگ چالاک اور عیاروں کی نظر میں بیوقوف ہوتے ہیں کسی مخلص نے جماعت اسلامی کے شعبۂ خدمتِ حلق (جی ہاں نام تو خدمتِ خلق ہے لیکن یہ جماعتیوں کے حلق کی خدمت ہے) کی خدمات کے پروپگنڈے سے متاثر ہو کر کئی ایکر زمین جماعتِ اسلامی کے حوالے کی تھی جو ایک امانت تھی۔

لیکن جماعت والوں نے اس کو خاموشی سے فروخت کر دیا اور چپ ہو گئے' جب اس بات کا بھانڈہ پھوٹا تب بتایا گیا کہ کئی ایکروں کی اس زمین کو بیچا گیا اور دوسری جائداد خریدی گئی۔

صحافتی حلقوں میں یہ بات سننے میں آئی تھی کہ جب بھی کوئی شخص جماعتِ اسلامی کے خلاف کچھ لکھتا ہے تو جماعت والے اُس کو کچھ دے دلا کر اُس کا منہ بند کر دیتے ہیں۔

فی الحال جماعت مختلف محلوں میں کام کر رہی ہے وہی رٹے رٹائے پسندیدہ موضوعات وہی تفہیم خوانی (بجائے قرآن خوانی کے) الغرض وہی دِل خوش کن نعرے لگائے جاتے ہیں۔

حاضرین کو یہ باور کروا دینا کہ اسلام نافذ ہو جائے گا دین کی اقامت ہوگی یا حکومتِ الٰہیہ کا قیام عمل میں آئے گا اس طرح اسیرانِ قفس ہمیشہ جماعتیوں کے چنگل سے باہر نہیں نکل سکتے۔

سب سے بڑھ کر ابوالاعلیٰ (جس پر سے ایک دَرجن ابولہب اور دو دَرجن ابوجہل اگر زندہ رہتے تو قربان وصدقے ہو جانے کی آرزو کرتے) نے بغضِ رسول ؐ کی جو آبیاری کی تھی وہ جماعت کے کارکنوں میں یقیناً موجود ہے۔

ایسے اسلام سے جس میں ذاتِ پاک رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا ممنوع ہے تو پھر ان سینگ پریواریوں کے لئے سنگھ پریوار کا ہندوتوا کیا برا ہے؟

شمع جب بجھتی ہے تو بھڑکتی ضرور ہے:۔

روزنامہ سیاست مورخہ پانچ جون ۲۰۱۳ء مراسلاتی کالم میں دانیا بنتِ احمد ساکن کنگ کوٹھی کا یہ مراسلہ شائع ہوا تھا۔

''ویلفیر پارٹی آف انڈیا جماعتِ اسلامی ہند کی سیاسی ونگ کی پہلی کانفرنس ۲۶ رمئی کو نظام کالج گراؤنڈ پر منعقد ہوئی اس میں جماعت کے ذمہ دار ارکان و کارکنان کی جانب سے جس بے دینی کا مظاہرہ ہوا اُس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

ایک عام دین دار آدمی جن کاموں کو اسلامی اصول و اقدار کے منافی سمجھتا ہے وہ کام ویلفیر پارٹی آف انڈیا کے ذمہ داران بغیر کراہت کے انجام دے رہے تھے، مثلاً دورانِ کانفرنس قائدین بڑے کروفر سے ناچ گانے اور باجوں کے جلو میں تشریف لائے۔

اور اسٹیج پر بھی رقص و سرود جاری رہا، اسلام کے مفاد کے نام پر مردوں کے سروں سے ٹوپی اور عورتوں کے چہروں سے نقاب غائب ہو جائے، اسلامی مفاد کے لئے ناچ گانے کی محفلیں منعقد کی جائیں، اس کی مثال کہاں ملتی ہے؟

آخر وہ کون سے اہداف و مقاصد ہیں جو جماعتِ اسلامی، ویلفیر پارٹی آف انڈیا کی آڑ میں ان غیر اخلاقی حرکتوں کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتی ہے؟

عام مسلمان اس معاملے میں بڑی اُلجھن کا شکار ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ جماعت کے سارے افراد نفسیاتی طور پر احساسِ کمتری کا شکار ہو گئے اور اُنہیں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ وہ دین کے نام پر کامیاب نہیں ہو سکتے، ظاہری طور طریقوں کو اپنا کر ہی سیاسی رنگ جما سکتے ہیں۔

ماضی میں جماعت کے عام کارکن بھی ایسی تقریبات کا بائیکاٹ کرتے تھے اور ایسی تقریبات

سے واپس آجاتے تھے جہاں باجے وغیرہ بجائے جاتے تھے پھر یکایک یہ کیا ہو گیا (مراسلہ ختم ہوا)۔

روزنامہ سیاست حیدرآباد: ۱۱۔نومبر ۲۰۱۷ء (پریس نوٹ) جماعت اسلامی ہند نے سٹی کانفرنس کے موقع پر حیدرآباد کے مایہ ناز ڈاکٹرس کی بے لوث انسانیت نواز خدمات کے اعتراف میں آج کارنامہ حیات ایوارڈس پیش کئے۔

یہ پریس نوٹ جماعت والوں نے شائع کروایا ہے۔ چار ڈاکٹرس مرحوم ہیں، جوان ایوارڈس سے بے نیاز ہو چکے۔ البتہ دو ڈاکٹرس باحیات ہیں۔ بعد از مرگ ایوارڈ سے ورثاء اور چاہنے والے خوش ہوتے ہیں جس کو خراج عقیدت کہا جاتا ہے۔

زندہ اور موجود لوگوں کے منہ پر ان کے کارناموں کو سنانا اور تعریفوں کے پل باندھنے میں ایک نقصان یہ بھی ہے کہ آدمی اپنی تعریف پر خوش ہوتا ہے لیکن اس کا نفس موٹا ہو جاتا ہے جب کہ مسلمان کا ہر کام خوشنودی خدا و رسول ﷺ کے لئے ہونا چاہیئے لیکن جماعت والوں سے یہ اہم اور فائدہ کی بات، ان کی عقل و فہم سے دور رہتی ہے۔

دوسرا تماشہ یہ کیا کہ پانچ خواتین کو باپردہ ہی سہی مردانے میں آنا پڑا، جماعت والوں کے لئے یہ کوئی بڑی بات بھی نہیں ہے۔

کیونکہ آں جہانی گرو نے پاکستان میں چادر اور چار دیواری کو مودودی شہنشاہیت بہ نام "نفاذ اسلام" دور کر دیا تھا چنانچہ مس فاطمہ جناح کو سربراہ مملکت بنانے کی بات چلی تو مودودی بھی پیش پیش تھے، برصغیر کے مسلمانوں کی خوش قسمتی کہ یہ بیل منڈوے نہ چڑھ سکی ورنہ جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا گیا مسلمانوں کو ان چٹکنے والی کلیوں کے طفیل جوتیاں چٹخانی پڑتیں۔

ان جماعتیوں نے خوشامد اور چاپلوسی کی حد کر دی۔ جو اصطلاح انبیاء علیہم السلام یا اللہ والوں کے لئے تک یہ لوگ استعمال نہیں کرتے وہ انہوں نے ایک عام آدمی کے لئے استعمال کی، یعنی لفظ 'وصال'۔ عام طور انتقال کا لفظ عام لوگوں کے لئے بولا اور لکھا جاتا ہے۔

جماعتِ اسلامی ہند و پاک ابوالاعلیٰ کی فکری عیاریوں اور مکاریوں کی جانشین اور اسیر ہے، ایک

بے مصرف اور بے فیض جماعت ہے۔لیکن ستائش گری اور نفوس کو موٹا کرنے میں پیش پیش ہے۔

اس کے مدّاتِ خرچ میں پوسٹرس،اخبارات میں اشتہارات،جماعتیوں کے ٹھاٹ باٹ،شادی خانے لیکر اُس میں جلسے،جگہ جگہ پر ان کے دفاتر جہاں ایک دو آیات کی تلاوت اس کے بعد تفہیم کی تلاوت شروع ہو جاتی ہے اور بھیڑ اکٹھی ہوتی جاتی ہے۔

عنوانات متاثر کن ہونے سے بآسانی بھیڑ کو اکٹھا کرلیا جاسکتا ہے۔

اِن تمام تماشوں کے لئے سرمایہ تو درکار ہوتا ہی ہے جو وابستگان و ہمدردانِ جماعت نقد اور چرم مسلم بعنوان چرم قربانی دیتے ہوں گے اور کچھ پٹرو ڈالر کی مہربانی ہوگی۔

رسول ﷺ سے دلی بغض وعناد کی علمبردار اس بد بخت جماعت کے لئے جو لوگ سرمایہ یا اپنی توانائیاں صرف کررہے ہیں اور ان کے جلسوں جلوسوں یا اجلاسوں میں شرکت کررہے ہیں کل ان تمام سے یہی سوال ہوگا کہ ذکرِ حبیبؐ، تصورِ حبیب کو ذہنوں سے نکال کر دیگر باتیں بھر دینے والے کہاں کے مسلمان تھے؟

کیوں ان کی ہمتوں کو توڑا نہیں گیا اور ان کے اس شیطانی مشن پر کیوں روک نہیں لگائی گئی کیوں سرمایہ کو، توانائیوں کو اور وقت کو ضائع کیا گیا جہاں پر مسلمانوں کے دل و دماغ سے عشق و محبت تو دور اسمِ مبارک ہی کو نکال دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے مدّاتِ خرچ یوں بتلا دیئے گئے ہیں سورۂ توبہ ۹۔آیت نمبر (۶۰):

''صدقات تو حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا، کارکنانِ صدقات اور اُن لوگوں کا جن کی تالیفِ قلب منظور رہے، غلاموں کے آزاد کرانے میں قرضداروں کے قرض ادا کرنے میں اور اللہ کے راستے میں اور مسلمانوں کی مدد میں خرچ کرنا چاہیئے''۔

مذکورہ بالا مدّات پر غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ جماعتِ اسلامی اس کی ہرگز مستحق نہیں کہ اس کو دودھ پلا کر پالا جائے، جماعتیوں کے کروفر، ٹھاٹ باٹ پر یا سینکڑوں صفحات سیاہ کرنے کے لئے کچھ مدد کی جائے۔

کیونکہ جماعت والوں کی حیثیت حضور پرنور ﷺ کے اُمتیوں کو اپنے آقا و مولیٰ سے دور کر دینے والوں کی ہے، جن سے اسلام کی روح تبدیل نہیں ہوتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے۔

بہر حال دشمنانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ٹولیوں کو ختم کرنا ہی دین کی حقیقی خدمت ہے اور کارِ ثواب ہے۔

ختم کرنے سے مراد دشمن کی سپلائی لائن (یعنی روپیہ اور بیوقوف افراد دونوں کی آمد) کو کاٹ دیا جائے تا کہ جماعت کا پُرفریب کھیل خاص طور پر بغض رسول کے مراکز بند ہو جائیں۔

ورنہ جب تک یہ ہیں بغض رسول کی نشر و اشاعت جاری رہے گی جس کا عذاب امت پر عموماً اور عطیہ دہندگان پر خصوصاً جاری رہے گا۔

صدقات اور خیرات کے جو مدّات بتلا دیئے گئے ہیں، جہاں خرچ کرنا ہے وہیں پر خرچ کر دیجئے، جماعت کے پروپیگنڈے سے شدید متاثر ہیں تو ایک اور جگہ ہے جہاں خرچ پر عذاب ہوگا لیکن جماعت والوں کو دے کر جو عذاب مول لیں گے اس سے یہ عذاب ہی کم ہوگا۔

جماعت کو دے کر روپیہ اکارت کرنے اور ثواب کی نیت رکھنے سے بہتر تو یہ ہے کہ اس رقم کو مساوی طور پر جواریوں، شرابیوں اور ریس کے شیدائیوں میں تقسیم کر دینا کارِ ثواب تو ہرگز نہیں لیکن ایسا کر دینے والے کم گناہ گار ہوتے ہیں۔

جب معاملہ بڑی اور چھوٹی نیکی میں سے کوئی ایک نیکی کو اختیار کرنے کا ہو تو عقلمند بڑی نیکی کو اختیار کرتا ہے اور بڑی برائی کے بجائے چھوٹی برائی کو اختیار کرتا ہے۔

اس لحاظ سے جماعت اسلامی والوں کو اگر ہم دودھ پلا کر پالیں تا کہ کل وہ ہم کو بغض رسول کے ذریعہ ڈس لیں، یہ بڑی برائی ہے، اور صفر نیکی ہے جبکہ ناپسندیدہ افراد و مشاغل والوں (شرابیوں جواریوں) پر اس رقم کو پھونک دیا جائے۔ نہ ثواب ادھر اور نہ اِدھر، البتہ عذاب میں ضرور کمی رہے گی۔ کیونکہ ان لوگوں کے پاس احساس گناہ، شرمندگی اور عذاب کا خوف رہتا ہے مثلاً شرابی یوں کہتا ہے۔ ع

سحر جب ہوتی ہے احساس گناہ ہوتا ہے

جتنی پی لیتا ہوں آنکھوں سے بہا دیتا ہوں

بہترین بات یہ ہوگی کہ نہ جماعت والوں کو کچھ دیا جائے اور نہ ان ناپسندیدہ عناصر کو۔

غور کیجئے کہ ایک طرف حضور پرنور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، انبیاء، صحابہ، اولیاء، شہداء اور مقربانِ باریٔ تعالیٰ ہیں، دوسری طرف ابوالاعلیٰ کے یہ فکری اسیر ہیں آپ کو طئے کرنا ہے کہ کدھر جائیں؟

اُمتّیوں کا خوف سے لرزہ براندام ہوکر ایک سوال!

گنبد خضریٰ، اگلا نجدی نشانہ تو نہیں؟
کیونکہ اخبار کی سرخی یوں تھی

"غسل گنبد خضریٰ، حج ۲۰۱۵ کی تیاریاں"

(روزنامہ سیاست مورخہ ۶ ر اگست ۲۰۱۵ء)

یہ سرخی پڑھ کر بے اختیار دِل ڈوبنے لگا کہ خدانخواستہ کیا گنبدِ خضریٰ نجدیوں کا اگلا نشانہ تو نہیں؟ پھر یہ شعر ذہن میں آگیا کہ

مرا ماتھا جبھی ٹھنکا فریبِ رنگِ محفل سے
برابر بیٹھنے والے بھی کتنے دور تھے دِل سے

نجد کے تعلق سے حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی کا مفہوم یوں ہے کہ نجد کی زمین فتنوں اور زلزلوں کی زمین ہے جہاں سے شیطان کا سینگ برآمد ہوگا۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے حسبِ ارشاد کوئی دوسو سال قبل شیطان کا یہ سینگ برآمد ہو چکا ہے اور اس کے ٹکڑے ساری دنیا میں اپنی حشر سامانیوں میں مصروف ہیں۔

فی الوقت آلِ سعود نجد و حجاز کے حکمراں ہیں، جو بزعم خود بدعت اور کفر کی بیخ کنی کے لئے رات دِن

کوشاں ہیں۔

قارئین کرام! درج ذیل سطور پڑھنے سے آپ حضرات کا قیمتی وقت ضائع ہوگا لیکن تفصیلات میں گئے بغیر معاملہ کی سنگینی پورے طور پر واضح نہ ہو سکے گی۔

درجِ ذیل تفصیلات ارشد القادری کی کتاب ''تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اُجالے میں'' سے ماخوذ ہیں

۲۲راگست ۱۹۲۵ء کو لندن سے کسی پریس رپورٹر نے ہندوستان کی خبر رساں ایجنسیوں کو اس مضمون کا تار بھیجا تھا۔

''باوثوق ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہابیوں نے مدینہ منورہ پر حملہ شروع کر دیا ہے جس سے مسجدِ نبوی ﷺ کے قبے کو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (پر انوار) ہے صدمہ پہنچا ہے اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی مسجد شہید کر دی گئی ہے۔ (رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۳)

اس لرزہ خیز خبر پر ہندوستان میں ہر طرف صفِ ماتم بچھ گئی اور جذبات کا ہیجان اس قدر طوفان خیز تھا کہ خلافت کمیٹی کو حالات کی تحقیقات کے لئے اپنا ایک نمائندہ وفد حجاز بھیجنا پڑا، اس کی رپورٹ کے مطابق یہ وفد درجِ ذیل ارکان پر مشتمل تھا۔

(۱) سید سلیمان ندوی (۲) مولانا محمد عرفان (۳) مولانا ظفر علی خاں

(۴) سید خورشید حسن (۵) مولانا عبدالماجد دریابادی (۶) مسٹر شعیب قریشی۔

خلافت کمیٹی کی رپورٹ:

وفد نے یہاں پہنچ کر مسلمانانِ ہند کو اطلاع دی کہ:

مکّہ میں جنت المعلیٰ کے مزارات شہید کر دیئے گئے مولد النبی (جس مکان میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کی ولادت ہوئی تھی) توڑ دیا گیا ہے، لیکن نجدی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ مدینے کے مزارات و مآثر کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا (رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۲۳)

پھر ایک سال بعد ۱۹۲۶ء میں حجاز پر نجدی حکومت کے جابرانہ و قاہرانہ تسلط سے پیدا شدہ حالات پر غور کرنے کیلئے جب موتمر عالم اسلامی کے نام سے موسم حج پر مکّہ معظّمہ میں ایک عالمی اجتماع منعقد ہوا تو اس میں شرکت کے لئے خلافت کمیٹی کی طرف سے ایک وفد وہاں بھیجا گیا۔

وفد کی رپورٹ: ۲۲ مئی کو اکبری جہاز ساحل پر لنگر انداز ہوا اُس وقت سب سے پہلی جو وحشت ناک اور جگر گداز خبر ہمیں موصول ہوئی وہ (مدینے کے) جنت البقیع اور دیگر مقامات کے انہدام کی تھی۔

لیکن ہم نے اس خبر کے قبول کرنے میں تامل کیا اس لئے کہ سلطان ابن سعود خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کو تحریری وعدہ دے چکے تھے کہ وہ مدینہ منورہ کے مزارات و مآثر کو اپنی اصلی حالت پر رکھیں گے۔

لیکن جدہ پہنچ کر سب سے پہلے ہم نے ایک رکنِ حکومت شیخ عبدالعزیز عتیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے تصدیق کی اور یہ فرمایا۔

نجدی قوم بدعت اور کفر کے استیصال (بیخ کنی یا جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے) کو اپنا فرض خیال کرتی ہے اور اس مسئلہ میں وہ دنیائے اسلام کے مصالح (مصلحتوں) کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی خواہ دنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض (رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۵)۔

اس کے بعد رپورٹ میں یوں ہے:

بہر حال حالات و واقعات کچھ بھی ہوں، سلطان عبدالعزیز کے تمام حتمی اور واجب الایفا (جس کو پورا کرنا واجب ہے) وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام قبّے گرا دیئے گئے۔۔

اس رپورٹ کے صفحہ ۸۸ پر یوں ہے:

اس سے بھی زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ مکّہ معظّمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بھی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں اور مزارات کے قبوں کی طرح یہ مساجد بھی توڑ دی گئیں۔

مدینہ میں منہدم کردہ مساجد کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ مسجدِ فاطمہ متصل مسجدِ قبا

۲۔ مسجدِ ثنایا (میدانِ احد میں جہاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے تھے)۔

۳۔ مسجدِ منارتین

۴۔ مسجدِ مائدہ (جہاں سورہ مائدہ نازل ہوئی تھی)۔اس مسجد کا ذکر حج کمیٹی بمبئی کے چند برس پہلے شائع کردہ کتابچہ میں آیا ہے۔

۵۔ مسجدِ اجابہ (جہاں سرکار علیہ کی ایک نہایت اہم دعا قبول ہوئی تھی)۔

کتاب رہنمائے حج وعمرہ (سعودی حکومت کی طرف سے شائع کردہ کتابچے کے صفحہ ۱۵ پر مسجدِ نبویؐ اور مسجد قبا کا ذکر ہے۔اس کے بعد تین سطور یوں ہیں:

مدینہ میں ان کے علاوہ کسی اور مسجد یا جگہ کی زیارت مشروع (شرع کے موافق) نہیں ہے لہذا مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے کو مشقت میں نہ ڈالے۔اور جس چیز میں ثواب ہی نہیں اُس کی خاطر اِدھر اُدھر گھوم پھر کر اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالے۔

اس طرح مساجد کے وجود یا مسماری کے ذریعہ آل سعود نے جن مساجد کو شہید کر دیا انھوں نے ذہنوں سے بھی کھرچ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

''تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اُجالے میں'' (صفحہ ۸۱) از ارشد القادری۔

ان کے بعد ان مزارات یا قبوں کی تصاویر کے عکس ہیں جو شہید کر دیئے گئے ،تصویر لینے والے صاحب کا نام شعیب قریشی ہے جو خلافت کمیٹی کے رکن تھے۔

(۱) مزار اُم المومنین حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (واقع جنت المعلیٰ) مکہ معظّمہ اس کا تعویذ بالکل توڑ دیا گیا یا اُس کے نیچے کا ایک حصہ کھودا بھی گیا، تعویذ کے نیچے تصویر میں ستارے کا نشان بنایا گیا ہے۔

(۲) مزار حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ واقع (جنت المولیٰ) مکہ معظّمہ۔

(۳) روضۂ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقع جنت البقیع مدینہ منورہ۔

تصویر قبل از انہدام ڈسمبر ۱۹۲۵ء ، دوسری تصویر بعد از انہدام ۱۹۲۶ء۔

(۴) مسجدِ ثنایا واقع میدانِ احد مدینہ منورہ۔

تصویر قبل از انہدام ڈسمبر ۱۹۲۵ء، دوسری تصویر بعد از انہدام جولائی ۱۹۲۶ء

(۵) مزاراتِ اہلِ بیت واقع جنت البقیع مدینہ منورہ جن پر قبے تھے۔

(۱) حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲) حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) سرِ مبارک حضرت سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت امامِ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت امام جعفر صادق ؒ (۶) حضرت امام محمدؒ (۷) حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔

بناتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دختران کی مزارات پر قبے تھے۔

(۱) حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲) حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

علاوہ ازیں ام المومنین حضرت عائشہؓ ودیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہا مدفون ہیں، ان پر بھی قبّے تھے۔

جنت البقیع جا کر آنے والوں سے پوچھیئے تو معلوم ہوگا کسی قبر پر قبّہ موجود نہیں، قبّہ تو بڑی بات ہے کسی قبر پر صاحبِ قبر کے نام کی تختی نہیں جو شائد اس ڈر سے نہ رکھی گئی ہو کہ لوگ صاحبِ قبر سے عقیدت اپنے دل میں نہ لالیں۔ مزید تفصیلات مذکورہ کتاب کے صفحات ۸۱ تا ۸۴ پر ضرور پڑھیئے۔

مذکورہ بالا واقعات کے بعد غسلِ گنبدِ خضریٰ کی خبر پڑھ کر دِل ڈوبنے لگا کیونکہ کوئی پندرہ یا بیس سال قبل یہ اطلاع آئی تھی کہ سعودیوں کا اگلا نشانہ گنبدِ خضریٰ ہے اور وہ اُس کو شہید کرنا چاہ رہے ہیں لیکن ہندوستان میں موجود سعودی سفارتی ذریعے نے اس بات کی تردید کر دی تھی۔

گنبدِ خضریٰ کی مبینہ شہادت کی اطلاع پر دِل ڈوبنے والی جو بات تھی وہ بالکل فطری بات ہے کیونکہ دودھ کا جلا چھاچ بھی پھونک کر پیتا ہے۔ یعنی نجدی درندوں کی بدعہدی اور انہدامی کاروائیاں یاد آگئیں۔

اچانک غسل کا دیا جانا مستقبل کے خطرات کی نشاندہی کرتا ہے خدانخواستہ نجدی ذرا سا سوچتے

بھی ہیں اور منصوبے بناتے بھی ہیں تو عالمِ اسلام کا بارگاہِ خداوندی میں اس تعلق سے دُعا کرنا ضروری ہے کہ "یا اللہ تو گنبدِ خضریٰ کی حفاظت فرما اور دُشمنان و غارت گرانِ دین و ایمان پر کنکریاں برسا جس طرح ابرہہ کے لشکر پر تیرے حکم سے برسائی گئی تھیں"۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ سال ۲۰۱۴ء ماہ ستمبر کے اخبار میں یہ اطلاع آئی تھی کہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجدِ نبویؐ کی توسیع کے لئے ماہرین نے کہا تھا کہ قبر پرانوار کو متبادل مقام پر منتقل کیا جائے گا۔

علماء نے قبر کی منتقلی کی اجازت تو دے دی تھی لیکن قبر پرانوار کو کھولنے سے منع کر دیا تھا۔

یوم پنجشنبہ ۶ راگست ۲۰۱۵ء کو یہ اطلاع آئی ہے کہ حج کی تیاریوں کے ضمن میں گنبدِ خضریٰ کو غسل دیا جائے گا۔ گزشتہ برسہابرس سے غسل نہیں دیا گیا پہلی بار کی اطلاع سے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں، دِل ڈوبنے لگا کہ نجدی کہیں گنبدِ خضریٰ کو بھی شہید نہ کر دیں۔

نجدیوں پر دو قسم کے دباؤ: پہلا بغضِ رسول کا دباؤ دوسرا یہود و نصاریٰ کا (امکانی) دباؤ۔ الغرض ایسی ی امکانی گستاخی سے پہلے ہی کل امتیان محمد ﷺ کو جاگ جانا چاہیئے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جانا چاہیئے، مسلمانوں کا یہ عمل انشاء اللہ نجدیوں کو ان کی اس پیش قدمی سے باز رکھے گا۔

عام طور پر یہ سننے میں آتا ہے کہ گنبدِ خضریٰ کا سایہ بھی نہیں پڑتا۔ حج ۲۰۱۵ء کے لئے تیاریوں کا آغاز ہوا پھر ماہ ذیقعدہ میں شدید طوفانی ہواؤں کی وجہ سے مکہ معظمہ میں تعمیرات کے لئے لگائی گئی کرین گر پڑی ایک سو سات افراد چل بسے۔

پھر دوسری اندوہناک اطلاع یہ آئی کہ رمی جمار سے پہلے منٰی میں بھگدڑ مچی اور سات سو ستره افراد چل بسے۔ مکہ کی دو ہوٹلوں میں آتش زدگی کی اطلاعات ملی تھیں۔ لیکن جانی نقصانات کی کوئی اطلاع نہیں آئی۔

سعودی حکام پر لازم ہے کہ وہ گنبد خضریٰ کی مکمل حفاظت کریں۔ اور امتیانِ محمد ﷺ پر لازم ہے کہ وہ نجدیوں پر کڑی نظر رکھیں اور نجدیوں پر بالکل اعتبار نہ کریں۔

(ختم شد)

کتابیات

(۱) الدیوبندیت (شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی)

(۲) تبلیغی جماعت حقائق ومعلومات کے اُجالے میں (سید ارشد القادری)

(۳) زلزلہ زیروزبر (ارشد القادری)

(۴) الذخائر محمدیہ (علوی مالکی)

(۵) علوی مالکی سے دو دو باتیں (تردید کتاب ''الذخائر محمدیہ'') از شیخ عبد اللہ بن سلیمان بن منیع (قاضی عدالت مرافعہ مکہ مکرمہ سعودی عرب)

(۶) توحید کا قلعہ (وہابی طرزِ فکر میں ڈوبا ہوا سعودی پروپگنڈہ، حاجیوں کے لئے)

(۷) مسلک دیوبند، علماے دیوبند کی نگارشات کی روشنی میں (ابوالفضل سید محمود قادری)

(۸) اہل حدیث کا فریب (محمد یحییٰ انصاری)

(۹) وہابی مذہب کی حقیقت (محمد ضیاء اللہ کوٹلوی)

(۱۰) اردو روزنامے ''سیاست ومنصف''

(۱۱) حیواۃ الحیوان (کمال الدین دمیری)

(۱۲) خطاب بہ مودودی (ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری)

(۱۳) آئینہء مودودیت (مفتی رضوان الرحمٰن)

(۱۴) تجدید ایمان (عبدالوہابی پروپیگنڈہ کا کتابچہ)

(ختم شد)